میلاد شریف کے

۳۱۳ واقعات

علامہ مفتی محمد فیاض چشتی دام برکاتہم عالیہ

شاکر پبلی کیشنز لاہور

بیانِ میلادشریف کے لئے مدلل کتاب

میلادشریف کے ۳۱۳ واقعات

علامہ مفتی محمد فیاض چشتی دام برکاتہم عالیہ

شاکر پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور
فون: 042-37240084

جملہ حقوقِ ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

میلاد شریف کے ۳۱۳ واقعات

باہتمام ملک محمد شاکر
سن اشاعت اکتوبر 2017ء
طابع اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
قیمت =/350 روپے

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور فون: 042-7246006

نظامیہ کتاب گھر
بیسمنٹ ۴۰ اردو بازار لاہور 0301-4377888

احمد بک کارپوریشن
اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی
051-5558320

مکتبہ بابا فرید
چوک چٹی قبر، پاک پتن شریف

مکتبہ قادریہ
داتا دربار مارکیٹ لاہور
042-37226193

معراج کتب خانہ
اندرونی بوہڑ گیٹ ملتان
0323-7210125

تنبیہ

ہمارے ادارے کا نام بغیر ہماری تحریری اجازت بطور ملنے کا پتہ، ڈسٹری بیوٹر، ناشر یا تقسیم کنندگان وغیرہ میں نہ لکھا جائے۔ بصورت دیگر اس کی تمام تر ذمہ داری کتاب طبع کروانے والے پر ہوگی۔ ادارہ ہذا اس کا جواب دہ نہ ہوگا اور ایسا کرنے والے کے خلاف ادارہ قانونی کاروائی کا حق رکھتا ہے۔

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کردی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

حمد باری تعالیٰ

ذرے ذرے میں تو وحدہٗ وحدہٗ
ہے صدا چار سو وحدہٗ وحدہٗ

ساری مخلوق کے لب پہ ہے رات دن
تیری ہی گفتگو وحدہٗ وحدہٗ

تیرے ڈر سے جو روتی ہے اُس آنکھ کا
ہو گیا ہے وضو وحدہٗ وحدہٗ

صورتِ مصطفیٰ میں ہوا جلوہ گر
خود ہی تو ہو بہو وحدہٗ وحدہٗ

جاؤں دُنیا سے جب ہو لبوں پہ ریاض
اللہ ہو اللہ ہو وحدہٗ وحدہٗ

علامہ سید ریاض الدین سہروردی

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جنت کی رہگذر ہے رستہ میرے بنی کا
بخشش کا واسطہ ہے روضہ میرے بنی کا

نبیوں نے دی بشارت آئیں گے رب کے دلبر
برسوں سے ہو رہا تھا شہرہ میرے بنی کا

پیغام حق کو سن کر سر خم کیا اسی پل پر
بو بکر جانتے تھے رتبہ میرے بنی کا

خاکی بدن تھا ظاہر پُر نور کے تھے پیکر
ہر پل چمک رہا تھا چہرہ میرے بنی کا

حور وملک تھے شاداں اک نور کا سماں تھا
افلاک پر تھا جاری چرچا میرے بنی کا

بخشش ضرور ہوگی امت کی روز محشر
راضی کرے گا رب کو سجدہ میرے بنی کا

دربار مصطفیٰ کو یہ فیض ہے سکندر
ملتا ہے ہر کسی کو صدقہ میرے بنی کا

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اپنے والدین

اور

عکس ضیاء الامت پیر ڈاکٹر محمد ابوالحسن شاہ الازہری مدظلہ العالی

کے نام کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ میری کاوش کو قبولیت عطا فرمائے

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	ابتدائیہ	23
2	حضور سرورِ کائنات ﷺ کا منصب و مقام	29
3	عید میلاد النبی ﷺ	39
4	وجہ تسمیہ اور مختلف ممالک میں دیگر نام	40
5	مختلف ممالک میں میلاد النبی کے دیگر نام	41
6	لفظ میلاد و مولد کا اولین استعمال	43
7	تقریبات میلاد النبی ﷺ	44
8	روزہ	45
9	میلاد النبی ﷺ کا جلوس	46
10	میلاد النبی ﷺ کی تاریخ	47
11	سرکاری سطح پر میلاد کا انعقاد	49
12	قرآن سے استدلال	50
13	رسول معظم ﷺ کے زمانہ مبارک میں محافل میلاد	52
14	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا میلاد مصطفیٰ ﷺ بیان کرنا	53
15	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ اشعار	53
16	تیسری عید میلاد النبی ﷺ	54
17	نعمت خداوندی اہل اسلام کے عید ہے	55
17	محدثین و علماء اسلام کی حمایت میں آراء	56

18	محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ	57
19	محافل میلاد خیر پر مشتمل ہوتی ہیں	57
20	میلاد شریف پر ثواب ملتا ہے	58
21	تمام اہل اسلام میلاد کی خوشی میں محافل کرتے ہیں	59
22	میلاد شریف کی برکات احادیث میں	60
23	رسول اللہ ﷺ نے جشن عید میلاد کیسی منائی؟	61
24	میلاد النبی ﷺ کی روایات	62
25	ساری کائنات میں چراغاں	62
26	میلاد میں جھنڈے لگانا	63
27	میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی رضاء الٰہی کا حصول ہے	64
28	میلاد النبی ﷺ کی خوشی منانے کے فوائد	65
29	یوم ولادت رسول ﷺ کی تعظیم کرنا	66
	میلاد منانا بے پناہ نوازشات اور برکات کا باعث	67
30	اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم	68
31	ولادت مصطفیٰ کے دن خوشی منانا	71
32	میلاد شریف کا لنگر	72
33	حضور ﷺ کائنات کی سب سے بڑی نعمت ہیں	73
34	دعوت ابراہیم علیہ السلام اور بشارت عیسیٰ ﷺ	75
35	جشن عید میلاد النبی بطور عید منانا	76
36	قرآن پاک سے واضح ثبوت	78

37	شب قدر اور شب میلاد النبی ﷺ	80
38	فرشتے دربار مصطفیٰ ﷺ کے خادم اور جاروب کش	82
39	یمن کے بادشاہ تبع حمیری کا قصہ	83
40	حضرت آدم کا اپنے بیٹے کے سامنے ذکر ولادت مصطفیٰ کرنا	86
41	خاندانی شرافت	89
42	اصحاب فیل کا واقعہ	92
43	حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	95
44	مزار مبارک حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ	97
45	حضور ﷺ کی خادمہ ام ایمن	98
46	ایمانِ والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما	99
47	والدین مصطفیٰ ﷺ کا دربارہ زندہ ہونا	101
48	والدین مصطفیٰ ﷺ کا زندہ ہونا ممکن ہے	102
49	رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے والا دنیا و آخرت میں ملعون ہے	103
50	نسبت رسول ﷺ کا کمال	104
51	برکات نبوت کا ظہور	106
52	فارس آتش کدہ	107
53	ایوان کسرہ	108
54	جانوروں نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی	109
55	آمد مصطفیٰ ﷺ کا اعلان	110
56	حضور ﷺ اپنی والدہ کے بطن اطہر میں	112

57	جناب عبدالمطلب کا خواب	113
58	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تورات وانجیل میں احمد نام	114
59	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے لوہے کی کڑی ٹوٹ گئی	115
60	ولادت باسعادت	116
61	باعث وجہ تخلیق کائنات	116
62	مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	117
63	میلاد شریف پر خوشی منانا	118
64	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے پیدائش	119
65	دودھ پینے کا زمانہ	120
66	شرفاء عرب کی عادت	121
67	پہلی نظر نے دل موہ لیا	122
68	خشک سینہ میں دودھ اتر آیا	124
69	تھن دودھ سے بھر گئے	125
70	سیدہ حلیمہ کے قافلہ کی روانگی	125
71	حلیمہ کی بکریوں کا سیر ہو کر آنا	126
72	سیدہ حلیمہ کے گھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتیں	127
73	نور کا اترنا	129
74	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلا کلام	129
75	بچپن میں ہی بسم اللہ پڑھنا	130
76	حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ کا اصرار	130

77	حلیمہ کے قدموں سے زمین نکل گئی	130
78	شق صدر میں کیا دھویا گیا؟	132
79	بادل کا سایہ کرنا	133
80	نبی کریم ﷺ نے چار سال بنی سعد میں گزارے	134
81	جناب عبد المطلب کا حضور ﷺ کے مقام ومرتبہ کا اعتراف	134
82	عبد المطلب کی والہانہ محبت	135
83	حضور ﷺ کو دیکھتے ہی پادری بول اٹھا نبی آخر الزمان یہی ہیں	137
84	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابو طالب کے پاس	137
85	جناب ابو طالب کے گھر حضور ﷺ کی برکات	138
86	آپ ﷺ صبح صاف ونظیف اٹھتے	138
87	حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا	139
88	ملک شام کا سفر۔۔ بادل کا سایہ کرنا	140
89	حضور ﷺ کا شام کی طرف دوسرا سفر۔۔ نسطورا راہب	142
90	عجیب انداز میں تربیت	143
91	میلاد النبی ﷺ کا جلسہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	144
92	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تین جھنڈے	145
93	میلاد النبی ﷺ کا جلوس	145
94	امداد اللہ مہاجر مکی کی محفل میلاد میں شرکت	146
95	میلاد کی خوشی کرنا	147
96	حضور ﷺ کی ولادت نعمت عظیمہ ہے	147

97	ذکر ولادت شریفہ کا پسندیدہ ہونا	147
98	شب ولادت کھڑے ہو کر سلام پڑھنا	148
99	امام اعظم ابوحنیفہ اور میلاد شریف	149
100	امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور میلاد شریف	149
101	امام احمد بن حنبل اور میلاد شریف	150
102	امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اور میلاد شریف	150
103	حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور میلاد شریف	151
104	شرافت، عظمت، برکت اور سعادت والی رات	151
105	میلاد شریف کی اصل	152
106	نبی رحمت ﷺ کی تشریف آوری سب سے بڑی نعمت ہے	152
107	امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک محفل میلاد	153
108	ملا علی قاری اور میلاد شریف	153
109	ہمیشہ اہل ایمان محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں	154
110	میلاد شریف کرنا بہت اچھا ہے	154
111	علامہ ابن جوزی اور میلاد شریف	155
112	تمام کائنات پر وجود مصطفیٰ ﷺ کو فضیلت حاصل ہے	155
113	امام قسطلانی اور میلاد شریف	156
114	میلاد شریف کے دسترخواں پر پانچ ہزار بھنی ہوئی بکریاں	156
115	میلاد شریف کی خوشی میں جلسہ کرنا	156
116	پیران پیر کا میلاد منانا	157

117	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالرحیم کا میلاد منانا	158
118	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا معمول	158
119	مفتی اعظم کی محفل میلاد	159
120	میلاد شریف کی خوشی دوزخ کی آگ کے لئے پردہ	159
121	ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوشیاں منانا	160
122	محفل میلاد میں برکات کا نزول	161
123	اہل مکہ کا میلاد شریف منانا	162
124	ربیع الاول کے فضائل	163
125	محفل میلاد کی حقیقت	164
126	میلاد کا انعقاد اللہ تعالیٰ کی سنت ہے	165
127	میلاد بیان کرنا سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے	167
128	ایک خاص تحفہ	168
129	حضور دعائے ابراہیمی اور حضرت عیسیٰ کی خوشخبری ہیں	169
130	میلاد مصطفی ﷺ اور صحابہ کرام کا جشن مسرت	169
131	تورات میں حضور ﷺ کی نعت	171
132	حضرت حسان کا نعتیہ قصیدہ	171
133	آئمہ دین کا میلاد مصطفی ﷺ منانا	171
134	تمام محدثین کا میلاد منانا	172
135	خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ اور میلاد مصطفی ﷺ	172
136	امام احمد بن حنبل اور میلاد شریف	172

137	ائمہ کرام کا میلاد مصطفیٰ منانا	173
138	محفل میلاد میں شرینی کی تقسیم کا جواز	173
139	میلاد مصطفی ﷺ کی برکتیں	174
140	حضور ﷺ کی دعا	175
141	حضرت حسان کی مدح سرائی	176
142	پورے سال بھر رزق میں برکت	176
143	نور محمدی حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں	177
144	عبدالمطلب کے حسن و جمال میں اضافہ	177
145	نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے باران رحمت کا نزول	178
146	حضور اکرم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح	178
147	نام محمد ﷺ واحمد ﷺ کا حکم	179
148	حضرت آمنہ کو بشارتیں	180
149	حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے نور دیکھا	180
150	بطن والدہ میں	181
151	حضرت آسیہ و مریم علیہما السلام کا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو تسلی دینا	181
152	جشن ولادت	182
153	اعلان ولادت	183
154	کسریٰ میں زلزلہ مچ گیا	184
155	ملک شام میں اونٹوں کی گردنوں کو دیکھ لیا	185
156	کمرہ روشن ہو گیا	186

157	آپ ﷺ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوگئی	186
158	بچپن میں حضور ﷺ کا انصاف	187
159	حضور ﷺ کو پالینے کے بعد مجھے کسی چیز کی ضرورت نہ رہی	187
160	حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو مبارک بادیں	187
161	سواری بولی میری پشت پر اولین و آخرین کے سردار ہیں	188
162	حضرت حلیمہ سعدیہ کا قافلہ	188
163	حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان	190
164	شق صدر	192
165	شق صدر کتنی بار ہوا؟	194
166	ام ایمن	195
167	بچپن کی ادائیں	196
168	حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات	197
169	وادی ابواء	198
170	جناب ابوطالب کے پاس	199
171	آپ کی دُعا سے بارش	200
172	اُمّی لقب	202
173	سفر شام اور بحیری	204
174	جنگِ فجار	205
175	حلف الفضول	206
176	ملک شام کا دوسرا سفر	208

177	حضرت خدیجہ سے نکاح	210
178	حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان	213
179	کعبہ کی تعمیر	214
180	حجراسود کی تنصیب	217
181	کعبہ کتنی بار تعمیر کیا گیا؟	218
182	بناء ابراہیم علیہ السلام	218
183	بناء قریش	219
184	مخصوص احباب	220
185	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تجارتی شرکاء سے معاملہ	221
186	موحدین عرب سے تعلقات	222
187	کاروباری مشاغل	224
188	غیر معمولی کردار	226
189	غارِ حراء	228
190	پہلی وحی	229
191	دعوتِ اسلام کے لئے تین دور	232
192	رحمت عالم پر ظلم وستم	235
193	چند شریر کفار	238
194	مسلمانوں پر مظالم	239
195	کفار کا وفد بارگاہ رسالت میں	244
196	قریش کا وفد ابوطالب کے پاس	245

197	ہجرت حبشہ ۵ نبوی	247
198	نجاشی	247
199	کفار کا سفیر نجاشی کے دربار میں	249
200	حضرت ابوبکر اور ابن دغنہ	252
201	حضرت حمزہ مسلمان ہو گئے	254
202	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام	256
203	شعب ابی طالب ۷ نبوی	260
204	غم کا سال ۱۰ نبوی	262
205	حضرت بی بی خدیجہ کی وفات	263
206	طائف وغیرہ کا سفر	264
207	قبائل میں تبلیغ اسلام	267
208	صاف گوئی کی تعریف	268
209	مدینہ میں اسلام کیونکر پھیلا	270
210	بیعت عقبہ اولیٰ	271
211	بیعت عقبہ ثانیہ	272
212	ہجرت مدینہ	274
213	کفار کانفرنس	275
214	ہجرتِ رسول کا واقعہ	277
215	کاشانۂ نبوت کا محاصرہ	279
216	غار ثور	281

217	جبلِ ثور	282
218	سو اونٹ کا انعام	284
219	اُمِ معبد کی بکری	284
220	شہنشاہِ رسالت مدینہ میں	285
221	سفر و حضر میں جمالِ نبوت کی تجلیاں	287
222	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمِ اطہر	288
223	جسمِ انور کا سایہ نہ تھا	290
224	مکھی، مچھر، جوؤں سے محفوظ	291
225	مہرِ نبوت	292
226	موئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	294
227	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور چاند سے زیادہ روشن تھا	296
228	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں بائیں آگے پیچھے یکساں دیکھتے	298
229	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دور و نزدیک سے سماعت فرماتے	300
230	جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکراتے تو اندھیروں میں اجالا ہو جاتا	301
231	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعابِ دہن ہر مریض کیلئے شفاء	303
232	دستِ اقدس کی برکتیں	303
233	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چلنے میں تواضع وانکساری	304
234	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر کی خوشبو	304
235	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صبر و قناعت	305
236	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزمرہ کے معمولات	306

237	دربار نبوت	307
238	تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خطبات	309
239	سرور کائنات کی عبادات	312
240	حضور ﷺ کی نماز	313
241	حضور ﷺ کا روزہ	314
242	حضور ﷺ کا خیرات کرنا	315
243	حضور ﷺ کا حج	315
244	حضور ﷺ کا ذکر الٰہی	316
245	حضور ﷺ کی ولادت باسعادت	317
246	نور مصطفیٰ ﷺ سے شام کے محلات روشن ہو گئے	317
247	نور مصطفیٰ ﷺ	318
248	نبی پاک ﷺ مختون پیدا ہوئے	320
249	بوقت پیدائش آپ ﷺ صاف و نظیف تھے	320
250	یہودی بے ہوش ہو گیا	321
251	آسمان پر آپ ﷺ کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے	322
252	یثرب آپ ﷺ کا دارالہجرۃ ہوگا	322
253	علماء شام نے آپ ﷺ کی ولادت کی خبر دی	323
254	شب ولادت کسریٰ کے کنگرے گر گئے	324
255	تمام بت منہ کے بل گر پڑے	325
256	سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا گھر منور ہو گیا	326

257	جناب عبدالمطلب کی خوشی	327
258	حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں دعوت عام	328
259	جہاں اللہ کا ذکر وہاں مصطفیٰ ﷺ کا ذکر	329
260	حضور ﷺ کے دو نام	331
261	حضور ﷺ کی رضاعت	332
262	بچپن میں نورِ نبوت کا آپ ﷺ کی جبین سے چمکنا	333
263	ولادت مصطفیٰ ﷺ کی خوشی	334
264	حضور ﷺ کی ولادت کی گھڑی سب سے افضل	336
265	آپ ﷺ نے کبھی مراسم شرک میں شرکت نہیں فرمائی	337
266	ولادت مصطفیٰ ﷺ کے دن روزہ رکھنا	338
267	ذکر ولادت مصطفیٰ ﷺ کے وقت قیام کرنا	338
268	حبیب یمنی کا قبولِ اسلام	339
269	ام معبد کا اوصاف مصطفیٰ ﷺ بیان کرنا	341
270	سلمان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں	347
271	سلمان تم آزادی کیوں نہیں حاصل کر لیتے	349
272	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو معجزے	350
273	مہرِ نبوت کے بارے میں چند باتیں قابلِ لحاظ ہیں	352
274	سراقہ کا گھوڑا	354
275	بریدہ اسلمی کا جھنڈا	356
276	حضرت زبیر کے بیش قیمت کپڑے	357

277	شہنشاہ رسالت مدینہ میں	358
278	مسجد قبا میں جلوہ افروز	359
279	نورانی اجتماع	360
280	سورج پلٹ آیا	361
281	ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا	362
282	سورج ٹھہر گیا	363
283	بادل چھٹ گیا	364
284	مغلوب فاتح ہوگا	365
285	ہجرت کے بعد قریش کی تباہی	367
286	ایک دن مسلمان شہنشاہ ہوں گے	368
287	تھوڑی چیز زیادہ ہوگئی	370
288	اُمِ سُلَیم کی روٹیاں	371
289	حضرت جابر کی کھجوریں	372
290	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تھیلی	373
291	اُمِ مالک کا کُپّہ	374
292	بابرکت پیالہ	375
293	تھوڑا توشہ عظیم برکت	376
294	بابرکت کلیجی	377
295	ایک پیالہ کا دودھ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	378
296	آشوب چشم سے شفاء	380

297	سانپ کا زہر اُتر گیا	381
298	ٹوٹی ہوئی ٹانگ درست ہوگئی	381
299	تلوار کا زخم اچھا ہوگیا	382
300	اندھا بینا ہوگیا	382
301	گونگا بولنے لگا	383
302	حضرت قتادہ ؓ کی آنکھ	384
303	جنون اچھا ہوگیا	385
304	جلا ہوا بچہ اچھا ہوگیا	386
305	مرضِ نسیان دور ہوگیا	386
306	مقبولیتِ دُعاء	387
307	مدینہ کی آب وہوا اچھی ہوگئی	388
308	اُمِ حرام کے لئے دعاء شہادت	389
309	مردے زندہ ہوگئے	390
310	لڑکی قبر سے نکل آئی	391
311	پکی ہوئی بکری زندہ ہوگئی	392
312	اطاعت رسول ﷺ کی اہمیت	393
313	قربانی کا جانور	395
314	حضرت خزیمہ ؓ کی گواہی	396
315	جا خود کھا اور اہل وعیال کو کھلا تیرا کفارا ادا ہوجائے گا	397
316	سونے کی انگوٹھی	398

317	دو نماز کی شرط پر اسلام لانا	399
318	ورقہ بن نوفل کا اسلام	400

نور مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش

:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ نُوْرِیْ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِاَرْبَعَۃَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرا نور آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے پیدا کیا۔”

(جواہر البحار، ج۔ ۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا

ابتدائیہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد سلام علی من اتبع الھدی وسلام علی من قال یارسول اللہ ﷺ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم○بسم اللہ الرحمن الرحیم قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ ○ قَالَ صدق اللہ العظیم

سب تعریفیں اس بزرگ و برتر خلاق عالم کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے اور درود لامحدود سید عالم ﷺ کی ذات اقدس ہے جو باعث وجہ تخلیق کائنات ہے اور حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات سراپا نور ہے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ بنی نوع انسان کے لئے کھلی کتاب کی مانند ہے۔

اما بعد! اللہ تعالیٰ نے عالم اول میں بزم انبیاء کے اندر جلسہ ذکر آمدِ رسول ﷺ منعقد فرمایا۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ

وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝ سورہ آل عمران آیت ۸۱ پارہ ۳ رکوع ۱۷

اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جو میں تمہیں کتاب اور حکمت دے دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری ہر بات کی تصدیق کرنے والا ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لے لیا؟ سب (انبیا) نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو تم ایک دوسرے کے گواہ بن جاؤ اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں

کلمہ واذ بتلا رہا ہے کہ اس آیت میں کوئی خاص واقعہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ۔

اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(مواہب لدنیہ مع الزرقانی جلد اول صفحہ ۴۶ طبع بیروت بحوالہ مسند عبدالرزاق)

پھر اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام کے انوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا فرمائے اور آپ کے نور سے ہی لوح و قلم اور زمین و آسمان پیدا فرمائے۔

(نشر الطیب مولوی اشرف علی تھانوی ص ۵ وغیرہ)۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام کو جو انوار کی اشکال میں تھے جمع فرمایا۔ اس بزم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تمام انبیائے کرام کے نور پر غالب تھا جسے دیکھ کر تمام نے سوال کیا کہ اے اللہ! یہ نور کون سا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ میرے محبوب محمد

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نور ہے۔ اللہ نے فرمایا: اے انبیا جب تم دنیا میں چلے جاؤ گے تمہیں کتاب وحکمت مل جائے گی اور تمہاری نبوت کا چرچا ہو چکا ہوگا ایسے میں تم میں سے کسی کے دور میں اگر یہ رسول دنیا میں تشریف لے آئے اور اس کی آمد مبارکہ کا اعلان ہو جائے تو تم اس پر ایمان لانا اور دل وجان سے اسکی مدد کرنا۔ یعنی تم مقتدی بن جاؤ گے اور میرا حبیب امام بن جائے گا گویا اللہ تعالیٰ نے عالم ازل میں اپنے حبیب علیہ السلام کی دنیا مین تشریف آوری کے ذکر کا جلسہ منعقد کیا۔

حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبان سے اس آیت کی تفسیر ملاحظہ کریں:۔

عن علی بن ابی طالب قال لم یبعث اللہ عزوجل نبیا آدم فمن بعدہ الا اخذ علیہ العھد فی محمد لئن بعث وھو حی لیؤمنن بہ ولینصرنہ ویامرہ فیاخذ العھد علی قومہ فقال واذ اخذ اللہ میثاق الخ (تفسیر جامع البیان علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ طبری جلد ۳ ص ۲۳۶ بیروت۔ تفسیر درمنثور، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ج ۲ ص ۴۷ طبع بیروت)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سمیت تمام انبیاء سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا کہ اگر کسی نبی کی (ظاہری) زندگی میں آپ تشریف نہ لے آئیں تو اس نبی کو آپ پر ایمان لانا ہوگا اور آپ کی مدد کرنی ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنی امت سے بھی ایسا ہی عہد لینے کا حکم دیا اسی بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: واذ اخذ اللہ میثاق الخ۔

مفسرین نے یہی تفسیر بعض تابعین سے بھی روایت کی ہے۔ اس بارے میں حضرت علامہ احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ شافعی شارح بخاری جو اپنے دور کے کبیر ترین

محدث اور ولی کامل تھے وہ فرماتے ہیں:۔

علامہ قسطلانی و شیخ عبدالحق وغیرہما کا ارشاد:۔

وقيل ان الله تعالىٰ لما خلق نور نبينا محمد صلى الله عليه وسلم امره ان ينظر الى انوار الانبياء عليهم السلام والصلوٰة فغشيهم من نوره ما انطقهم الله به وقالوا يا ربنا من غشينا نوره فقال الله تعالىٰ هذا نور محمد بن عبدالله ان امنتم به جعلتكم انبياء قالوا امنا به وبنبوته فقال الله تعالىٰ اشهد عليكم قالوا نعم فذلك قوله تعالىٰ واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتكم من كتاب وحكمة۔

(مواہب لدنیہ مع زرقانی ج ۱ ص ۴۵ ط۔ بیروت۔ جواہر البحار ج ۴ ص ۲۰۰، رسالہ تعظیم الاتفاق شیخ احمد بن ناصر اسلادی، مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۳ ط۔ سکھر پاکستان)

اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا تو اس نور کو تمام انبیا کے انوار کی طرف دیکھنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ اسوقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نے تمام انوار کو گھیر لیا (لپیٹ میں لے لیا) جسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان انوار کو قوتِ گویائی دی اور وہ بولے کہ اے ہمارے پروردگار! یہ کون ذات ہے جس کا نور ہم پر غالب آیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نور ہے اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے تو میں تمہیں نبی بناؤں گا۔ کہنے لگے ہم ان کی نبوت پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تم پر اس بات کا گواہ ہوں، کہنے لگے درست ہے تو یہ مفہوم ہے اس آیت کا واذ اخذ اللہ میثاق الخ۔

اس آیت اور اسکی تفسیر سے یہ فوائد حاصل ہوئے:۔

اول:۔ جس مجلس ازل میں تمام انبیاء انوار کی شکل میں موجود تھے اللہ تعالیٰ نے اس محفل یا جلسہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کا تذکرہ فرمایا۔ کہ اے انبیاء میرے محبوب کی دنیا میں جلوہ گری عالم دنیا میں ان کا ظہور وورود تمام دنیا کے لیئے میری طرف سے بہت بڑا انعام واحسان ہوگا اے انبیاء جب میرا حبیب تشریف لائے تو تم مقتدی بن جاؤ گے وہ امام ہوگا اور تم غلام بن جاؤ گے وہ تمہارا آقا ومولیٰ ہوگا اور اے انبیاء تم پر لازم ہے کہ دنیا میں جاکر میرے پیارے حبیب کی عظمت کے چرچے کرو اہل دنیا کو ان کی آمد کی بشارت دو تاکہ تمام نسلِ انسانیت میرے مصطفیٰ کی عظمتوں سے واقف ہو جائے۔

دوم:۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کا ذکر خیر کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیامین آمد وظہور کا تذکرہ کرنے کے لیئے محفل قائم کرنا سنتِ الٰہیہ ہے اور اسکو اہل سنت محفلِ میلاد کہتے ہیں کیونکہ محفل میلاد نام ہی اس چیز کا ہے کہ چند مسلمان جمع ہوکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کا تذکرہ کریں۔

تیسرا:۔ محفل میلاد کو بدعت وضلالت کہنا نری جہالت ہے منکرینِ محفل میلاد ہم اہلسنت وجماعت سے پوچھتے ہیں کہ اس محفل کا آغاز کب ہوا ہے؟ کیا یہ دورِ رسالت میں ہوتی تھی کیا دور صحابہ میں اسکا وجود ہے؟ اور یہ کہ اس محفل میلاد کو ایجاد کرنے والا کون ہے؟ ہم کہتے ہیں محفل میلاد کا آغاز اللہ تعالیٰ نے عالمِ ازل میں فرمایا اور تمام انبیاء کو حکم دیا کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے ذکر کی محفلیں اپنی اپنی امتوں میں ہمیشہ جاری وساری رکھیں۔

اس محفل میں تمام انبیاء کے سامنے اللہ تعالیٰ بطور مقرر تقریر کر رہا تھا اور انبیاء کرام سن رہے تھے اسی طرح ہماری محفل میلاد میں اسی سنتِ الٰہیہ کی پیروی میں ایک مقرر تقریر کرتا ہے جسے دوسرے لوگ سنتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی ارشاد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں آمد کا ذکر فرمایا ہے اسی

طرح ہمارے مقرر بھی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا اسی طرح موجودہ مقرر و خطیب اہل اسلام کو تلقین کرتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو، آپ کی ہر سنت کو اپناؤ اور دین اسلام پر سختی سے قائم رہو۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ ہماری قائم کردہ محفل میلاد میں مقرر بھی ایک عام عالم دین ہوتا ہے اور سننے والے بھی ہمارے جیسے عام لوگ ہوتے ہیں۔

مگر قربان جائیں اس محفل پر جو اللہ تعالیٰ نے عالم ازل میں قائم فرمائی، جس میں تقریر کرنے والا تھا خود اللہ، سننے والے تھے ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاء اور محفل کا موضوع تھا میلادِ مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء۔

ہماری محفل کی رپورٹ ہم خود بیان کرتے ہیں لیکن جب محفل کا مقرر خود خدا ہو اور سامعین انبیاء ہوں تو رپورٹ قرآن بیان کرتا ہے اور فرمایا؛۔

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین

غالباً حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اسی ازل والی محفل میلاد کا نقشہ کھینچتے ہوئے کہا تھا۔

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم

* * *

واقعہ نمبر (۱)

حضور سرورِ کائنات ﷺ کا منصب و مقام

نبوت و رسالت انسانیت کی معراج کمال ہے۔ یہ ایک ایسا عظیم و جلیل منصب ہے جس سے بالاتر منصب اور کمال عالم امکان میں نہیں ہے۔ اور انبیاء و مرسلین میں حضور ﷺ کی ذات اقدس تو وجہ تکوین کائنات اور سرچشمۂ حسنات و برکات ہے اور آپ کے مرتبہ کی عظمت و رفعت اور آپ کے جمال و جلال کا ادراک انسان کی سرحد عقل سے باہر ہے۔ آپ کی نبوت عالمگیر اور آپ کی رسالت جہانگیر ہے۔ آپ ہادی عالم اور مزکی کائنات ہیں۔ اور تمام بنی نوع انسان کے لئے مبشر و نذیر اور داعی الی اللہ اور رسول کل اور ہادی جہان ہیں یعنی جس کا خدا رب ہے حضور اس کے رسول ہیں۔ آپ کی رسالت و نبوت کی آفاقیت کے متعلق رب کائنات کا اعلان ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ
(الفرقان، ۱)

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے عبد خاص پر قرآن اتارا۔ جو سارے جہانوں کیلئے نذیر ہے۔

جیسے مسلمان اور کافر مطیع و نافرمان سب اللہ کے بندے ہیں۔ ایسے ہی تمام کائنات کے انسان اور جن حتیٰ کہ انبیائے سابقین اور ان کی امتیں حضور ﷺ کی امت ہیں۔ جنہوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا۔ وہ امت اجابت ہے اور جنہوں نے آپ کی دعوت کو قبول نہ کیا وہ امت دعوت ہے اسی بناء پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اسی ہستی مقدس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو۔

مَاوَسِعَهُ اِلَّا اَنْ يَّتَّبِعَنِىْ

تو میری پیروی کے سوا ان کو کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت و نیابت کے منصب جلیل کے متعلق علامہ ابن تیمیہ اپنی تالیف الصارم المسلول میں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت، حضور کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی۔ حضور کی بیعت کو اپنی بیعت، حضور کے فعل کو اپنا فعل اور حضور کی نطق کو اپنی وحی قرار دیا ہے۔ جس سے اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کا حق ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں اور رسول کی عزت اور وقار کی جہت ایک ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے امر و نہی۔ اخبار و بیان کے معاملہ میں فرمایا ہے۔

”فَاَقَامَهُ اللّٰهُ مَقَامَ نَفْسِهٖ فِىْ نَهْيِهٖ وَاَمْرِهٖ وَاَخْبَارِهٖ وَبَيَانِهٖ فَلَا يَجُوْزُ الْفَرْقُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ“

حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا نائب اور قائم مقام بنایا ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا امور کی کسی بات میں یہ جائز نہیں ہے کہ خدا اور اس کے رسول میں فرق کیا جائے۔

اس لئے ایک مسلمان کا یہ دینی و مذہبی فریضہ ہے کہ وہ جب بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے کسی پہلو کو بیان کرنا چاہے تو آپ کے رسول اللہ ہونے کے منصب جلیل کو نظروں سے اوجھل نہ ہونے دے۔

دنیا کے بادشاہوں اور حاکموں کے حکم واحکام کی جو کیفیت ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ ان کے احکام کی حاکمیت اور آپ کی تشریعی حیثیت کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ اور ہر ماحول میں تمام دینی اور دنیوی معاملات میں آپ کی حاکمیت کو جی جان سے قبول کرنے کو مومن ہونے کی لازمی شرط قرار دیا ہے اور آپ کے کسی حکم اور فیصلہ

سے انکار یا اس پر تنقید یا دل ہی میں اسے غلط سمجھنے کو گمراہی و بے دینی بتایا ہے۔ سورۃ نساء میں ارشاد باری ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔
(نساء ۶۴)

اے رسول محترم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام معاملات میں تمہارا حکم نہ مان لیں۔ پھر جو کچھ آپ فیصلہ فرمائیں اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور دل سے آپ کے فیصلے کو تسلیم نہ کریں۔

یہ آیت اس موقع پر نازل ہوئی تھی جب کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس منافق مسلمان کا سر قلم کر دیا تھا۔ جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور جب مقتول کے ورثاء نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف دربارِ نبوت میں استغاثہ پیش کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب بنا کر یہ عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک تمام معاملات میں آپ کی حاکمیت اور آپ کے فیصلوں کو تسلیم نہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت نازل فرما کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی توثیق فرما دی۔ اور دربارِ نبوت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فاروق کا لقب پایا۔ اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارث سے کرنا چاہا تو حضرت زینب اور ان کے بھائی نے اپنی عالی نسبی اور خاندانی وجاہت کی بناء پر پیغام نکاح کو رد کر دیا۔ اس موقع پر سورۂ احزاب کی یہ آیت نازل ہوئی۔

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ

صَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا (الاحزاب ۳۵)

کسی مرد مومن اور مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اس نکاح کے رد کر دینے کا اختیار حاصل تھا۔ ایک عاقل و بالغ کا نکاح اس کی مرضی و اجازت کے بغیر کر دیا جائے تو وہ باطل محض ہے اور کسی سربراہ مملکت اور حاکم وقت کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ ایک عاقل بالغ فرد کے اس اختیار کو ختم کر دے لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی حاکمیت اور آپ کے فیصلوں کا اعزاز و اکرام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے اختیار کو رسول کریم کے حکم اور فیصلے کے مقابل بے اختیار قرار دیدیا اور اس آیت کے نزول کے بعد حضرت زینب برضاء و رغبت حضرت زید سے نکاح کرنے پر راضی ہو گئیں اور انہوں نے حکم رسول کے سامنے صمیم قلب کے ساتھ اپنے سر کو جھکا دیا۔

۴۔ رسول اللہ ہونے کی بناء پر حضور اقدس ﷺ کی حاکمیت و سربراہی کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بھی بخشا ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کی عبادت و ریاضت میں بھی مصروف ہو تو عین حالت نماز میں بھی اللہ کے رسول کی آواز پر لبیک کہنا اور ان کے حکم کی تعمیل کرنا لازم و واجب ہے۔ ارشاد باری ہے۔

اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (انفال ۲۳)

اللہ اور رسول جب تمہیں آواز دیں تو فوراً لبیک کہو۔

اِذَا دَعَاكُمْ کا جملہ مطلق ہے اس میں نہ وقت کی قید ہے اور نہ ماحول و زمانہ کی اسی بناء پر مفسرین نے فرمایا کہ نمازی کو بحالت نماز بھی حضور اقدس ﷺ کی آواز پر لبیک کہنا لازم و واجب ہے اور اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کو کل جہان کے لئے مستقل طور پر مطاع و حاکم، امام و پیشوا بنایا ہے اور مستقل طور پر ہی آپ کی

اطاعت کولازم وواجب قرار دیا ہے۔

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا (الاحزاب ۳۵)

جس نے اطاعت کی اللہ اور اس کے رسول کی۔ اس نے بڑی مراد کو پالیا۔
جس نے نافرمانی کی اللہ اور اس کے رسول کی وہ کھلی ہوئی گمراہی میں گیا۔

قرآن مجید میں جہاں جہاں حضور کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔ اسے عام رکھا گیا ہے۔ کسی قید کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا۔ بلکہ قرآن نے یہ تصریح اور حصر کیا ہے کہ رسول کی اطاعت ہی خدا کی اطاعت ہے اور اطاعت رسول کے بغیر اطاعت خدا ناممکن ہے۔ سورۂ نساء میں ارشاد باری ہے:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (نساء ۸۰)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اس لئے رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ اور رسول کی آواز پر لبیک کہنا اللہ کی آواز پر لبیک کہنا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نطق رسول کو اپنی وحی قرار دیا ہے۔

وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى (النجم ۳۔ ۴)

وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے وہ جو کچھ کہتے ہیں وحی سے کہتے ہیں جو ان پر کی جاتی ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا میں هُوَ ضمیر کا مرجع نطق رسول ہے یعنی ہر اس بات کو وحی قرار دیا ہے۔ جس پر نطق رسول کا اطلاق ہو کیونکہ اگر کسی ایک بات میں یہ شبہ ہو جائے کہ رسول خواہش نفس سے بولتا ہے اور اس کا نطق وحیٔ الٰہی نہیں ہے تو پھر رسالت پر سے اعتماد اٹھ جائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نطق وحیٔ الٰہی ہے۔ اسی بناء پر

حدیث بخاری میں حضور اقدس ﷺ نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

فَوَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهٖ مَا خَرَجَ مِنِّی اِلَّا حَقٌّ (احمد، جلد ۱۱ صفحہ ۵۸)

مجھے اس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری زبان پر حق ہی جاری ہوتا ہے

قرآن مجید کی ان تصریحات پر غور کیجئے کہ اس شان کا حاکم اور اس عظمت کا سربراہ جس کی زبان مرضئ الٰہی کی ترجمان ہو۔ جس کا نطق وحی رحمان ہو۔ جس کا فعل فعل سبحان ہو۔ جس کی بیعت بیعت یزدان ہو۔ جس کی سیرت وصورت تفسیر قرآن ہو اور جس سے محبت وعقیدت روح ایمان ہو اور جس کی تعظیم وتوقیر ایمان کی جان ہو۔ ایسی طیب وطاہر اور معصوم شخصیت عالم امکان میں صرف اور صرف حضور سید المرسلین، خاتم النبیین سید کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہی کی ذات ستودہ صفات ہے۔

۵۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے اور آپ کی سیرت طیبہ واخلاق کریمہ کو اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ ارشاد باری ہے۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب ۶۱)

اے مسلمانو! تمہارے لئے رسول خدا ﷺ کی ذات گرامی ایک عمدہ ترین نمونہ ہے۔

اسوۂ حسنہ رسول ﷺ کی عظمت واہمیت کو جاننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آیات قرآنیہ کی روشنی میں یہ معلوم کیا جائے کہ حضور اقدس ﷺ کا منصب ومقام اور آپ کے اقوال واعمال کی دین اسلام میں کیا حیثیت ہے؟ دوم یہ کہ کیا آپ کی زندگی اقدس کے حالات وواقعات محفوظ شکل میں موجود ہیں اور قیامت تک محفوظ شکل میں موجود رہیں گے۔

سوال اول کے جواب کے لئے یہ بنیادی بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ نبی ﷺ صرف ایک قاصد پیامبر، ایلچی یا دنیاوی حاکموں کی طرح ایک حاکم اور بادشاہ

ہرگز نہ تھے۔ آپ کے منصب کی یہ کیفیت بھی نہ تھی کہ کسی مجلس مشاورت نے آپ کو اسلامی ریاست کا سربراہ منتخب کر لیا تھا یا آپ از خود ذاتی حیثیت میں اس منصب پر فائز ہو گئے تھے۔ بلکہ آپ کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم اور نائب اکبر اور اس کی ذات و صفات کے مظہر اتم کی ہے۔ آپ مامور من اللہ اور اللہ کے رسول ہیں۔ جیسے آپ کی نبوت وہبی ہے ایسے ہی آپ کا علم و فضل بھی عطیہ خداوندی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں آپ کے منصب جلیل کی نشاندہی کی گئی ہے اور آپ کی ذات اقدس کو مستقل طور پر امر۔ ناہی۔ مطاع اور شارع ہونے کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ اور آپ کی اطاعت کو کسی زمانہ کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا بلکہ مطلق رکھا گیا ہے اور یہ تصریح بھی کی گئی ہے کہ اطاعت رسول ہی اطاعت خدا ہے:

> مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (نساء ۸۰)
>
> جس نے رسول کریم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

سورہ حشر میں فرمایا۔

> وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (حشر ۷۱۵)
>
> یہ رسول جو کچھ حکم دیں اسے لے لو۔ جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔

سورہ اعراف میں ارشاد ربانی ہے:

> يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ
> وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (اعراف ۱۵۷)
>
> وہ ان کو معروف کا حکم دیتا ہے اور منکر سے انہیں روکتا ہے اور ان کے لئے پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزوں کو حرام کرتا ہے۔

اسی طرح سورہ نحل میں آپ کے شارح کتاب اللہ ہونے کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

> وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (نحل: ۴۳)

اور اے نبی یہ ذکر (قرآن) ہم نے تمہاری طرف اس لئے نازل کیا ہے کہ لوگوں پر واضح کردو اس تعلیم کو جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے۔

ان آیات میں قرآن کے امر و نہی کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ امر و نہی اور تحلیل و تحریم کو حضور اقدس ﷺ کا فعل قرار دیا گیا ہے جس سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے۔ دین صرف قرآن ہی نہیں بلکہ قرآن کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا قول و عمل اور سیرت و کردار اور آپ کا اسوۂ حسنہ بھی اللہ کا دین اور اس کی شریعت ہے۔ جیسے قرآن مجید کے احکام کو ماننا۔ اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے ایسے ہی حضور اکرم ﷺ کے قول و عمل اور دین سے متعلق آپ کی ہدایات کو تسلیم کرنا اور ان پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

۷۔ رہا یہ سوال کہ کیا حضور اقدس ﷺ کی سیرت مبارکہ کا محفوظ شکل میں موجود ہے تو قرآن کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضور کی سیرت طیبہ اور آپ کے اقوال و اعمال کا قیامت تک محفوظ و مصئون رہنا ضروری ہے۔ "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (الاحزاب ٦١) سے بھی اس سوال کا جواب ملتا ہے کیونکہ اس آیت میں حضور کے اسوۂ حسنہ کو زندگی کا لائحہ عمل بنانے کی جو ہدایت دی گئی تو اس پر عمل اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ آپ کی سیرت طیبہ قیامت تک محفوظ شکل میں محفوظ رہے۔ اسی طرح آیت وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ سے اس امر کی تائید ہوتی ہے۔

۸۔ ابتدائی دور میں صحابہ کرام شمشیر بکف حضور کی حفاظت کے لئے پہرہ دیا کرتے تھے۔ ایک رات صحابہ کرام حسب دستور پہرے پر تھے کہ سورۃ مائدہ کی آیت وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ ٦٧) نازل ہوئی۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔

اِنْصَرِفُوْا فَقَدْ عَصَمَنِيَ اللهُ (ترمذی، حدیث ٣٠٤٦ جلد ٥ صفحہ ١٠١)

لوگو! واپس ہو جاؤ میری حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے۔

اگرچہ آیت کا شان نزول خاص ہے مگر اس کا عموم و اطلاق یہ بتاتا ہے کہ جب

جسم نبوی حفاظت خداوندی میں آ گیا تو ذات کے ساتھ صفات نبوی بھی اللہ کی حفاظت میں آ گئیں۔ پس جیسے قرآن حفاظت خداوندی میں آ کر تحریف وتبدیل اور باطل کی آمیزش سے محفوظ و مصئون ہے تو ایسے ہی اس آیت کی روشنی میں حضور ﷺ کی ذات وصفات، قول و عمل اور آپ کی سیرت طیبہ اور اسوۂ حسنہ کا اللہ تعالیٰ کی نگہبانی اور حفاظت میں آ کر باطل کی آمیزش سے پاک وصاف رہ کر قیامت تک محفوظ رہنا بھی ضروری لازمی ہے۔

چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ صفحات تاریخ پر حضور اکرم ﷺ کے مقابلہ میں دوسرے مذاہب کے بانیوں کی تصویریں دھندلی ہیں۔ مثلاً زرتشت کے متعلق آج تک قطعی اور یقینی طور پر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کس ملک میں پیدا ہوا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے صرف آخری تین سالوں کے کچھ حالات ملتے ہیں۔ لیکن ان کی زندگی کے مکمل حالات وواقعات کے بیان سے تاریخ خاموش ہے۔ یہی کیفیت اللہ تعالیٰ کے سچے اور برحق انبیاء سابقین کی ہے کہ قرآن مجید اور انجیل کے توسط سے ان نفوس قدسیہ کے کچھ حالات زندگی مجمل طور پر سامنے آ جاتے ہیں۔ مگر ان کی مکمل سوانح حیات ایک راز سربستہ ہی ہے۔۔۔۔ اس کے برعکس حضور خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کی صرف ایک ایسی ذات گرامی ہے کہ آپ کی سیرت وصورت، اخلاق وکردار، اعمال وافعال آپ کی زبان مبارک کا ایک ایک لفظ اور آپ کی حیات مقدسہ کی ایک ایک لمحہ غرضیکہ آپ کی زندگی اقدس کے حالات اپنی تمام جزئیات کے ساتھ محفوظ ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ حضور کے طفیل جن قدسی صفات افراد صحابہ کرام کے زندگی کے تمام کوائف ان کا نام ونسب اخلاق وسیرت بھی محفوظ ہے۔ حتیٰ کہ ان بے زبان جانوروں اور بے جان چیزوں سے بھی دنیا متعارف ہو گئی۔ جنہیں کسی نہ کسی موقع پر حضور سرور عالم ﷺ کی ذات اقدس سے نسبت ہو گئی۔

ایمان ودیانت سے غور کیجئے کہ عالم امکان میں صرف ایک ہی ایسی ہستی ہے۔ جس کی سیرت وصورت، اخلاق وکردار اور جس کی زندگی کا ہر گوشہ محفوظ ہے۔ محفوظ رہنے کی

اس کے سوا اور کچھ وجہ نہیں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ذات وصفات کا محافظ ونگہبان اللہ تعالیٰ ہے اس لئے ملت اسلامیہ کا سب سے اہم فرض یہ ہے کہ وہ ہر لمحہ اور پھر آنحضور سرور کائنات، فخر موجودات، محبوب خدا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ علیہ التحیۃ کے منصب جلیل کو پیش نظر رکھے۔ اور آپ کے اقوال واعمال اور سیرت وکردار کو اپنا رہنما بنائے اور اپنے تمام دینی ودنیوی، داخلی وخارجی، سیاسی وتمدنی معاشرتی وسماجی مسائل اور الجھنوں کو حل کرنے میں قرآن اور صاحب قرآن کی حاکمیت وسربراہی کو دل وجان سے قبول کرے۔

* * *

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا
تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا
خوار و بیمار و خطا وار و گنہ گار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا
میری تقدیر بری ہو تو بھلی کردے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا
تو جو چاہے تو ابھی میل میرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا
کس کا منہ تکیے کہاں جایئے کس سے کہیے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

واقعہ نمبر (۲)

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عید میلاد النبی، یا جشن عید میلاد النبی یا صرف میلاد النبی (مَوْلِدُ النَّبِیِّ) ایک اسلامی تہوار یا خوشی کا دن ہے جو اکثر مسلمان (سنی و شیعہ سوائے سلفیوں کے) مناتے ہیں۔ یہ دن مسلمان ہر سال اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی مناسبت سے مناتے ہیں۔ یہ ربیع الاول کے مہینا میں آتا ہے جو اسلامی تقویم کے لحاظ سے تیسرا مہینا ہے۔ ویسے تو میلاد النبی اور محافلِ نعت کا انعقاد پورا سال ہی جاری رہتی ہیں، لیکن خاص ماہِ ربیع الاول میں عید میلاد النبی کا تہوار پوری مذہبی عقیدت اور احترام سے منایا جاتا ہے۔ یکم ربیع الاول سے ہی مساجد اور دیگر مقامات پر میلاد النبی اور نعت خوانی (مدحِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محافل شروع ہو جاتی ہیں جن علماء کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت، آپ کی ذات مبارکہ اور سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اسی طرح مختلف شعراء اور ثناء خوانِ رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نعتیہ گلہائے عقیدت اور درود وسلام پیش کرتے ہیں۔ 12 ربیع الاول کو کئی اسلامی ممالک میں سرکاری طور پر عام تعطیل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، کوریا، جاپان اور دیگر غیر اسلامی ممالک میں بھی مسلمان کثرت سے میلاد النبی اور نعت خوانی کی محافل منعقد کرتے ہیں۔

* * *

واقعہ نمبر (۳)

وجہ تسمیہ اور مختلف ممالک میں دیگر نام

لفظ مولید کا مصدر ولد ایک عربی لفظ ہے۔ جس کے معنی تولید، یا جنم دینا، یا وارث کے ہیں۔ (قاموس المنجد)

عصری دور میں مولد یا مولود لفظ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کو کہتے ہیں۔ (Reference.com.Mawlid)

* * *

فرش والے تری شوکت کا عُلو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا
آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کہ تلوا تیرا

واقعہ نمبر (۴)

مختلف ممالک میں میلاد النبی کے دیگر نام

”عید المولد النبوی“ ولادتِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (عربی)

”عیدِ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم“ ولادتِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اردو)

”عیدِ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم“ (بنگلادیش، سری لنکا، مالدیپ جنوبی بھارت)

”مولد النبی“ (مصری عربی)

”المولد“ تیونس عربی (تیونسی عربی)

”گاموٗ“ (اولوف زبان)

”مولود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ (عربی)

”مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم“ (عربی)

”مولید الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم“ (ملائی)

”مولید نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم“ (انڈونیشیائی زبان)

”مولود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم“ (ملیشیائی)

”مولیدی“ (سواحلی زبان ھاوسازبان)

”مولودِ شریف“ (Dari/اردو)

”مولود این، نبووی ایشریف“ (الجیری)

”مولِدِ شریف/مولُت شریف“ (ترکی زبان)

”مولود/مووِلد“ (بوسنین)

”میولید“ (البانوی)

''میلادِ پیمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' (فارسی)

''مولود'' (جاوانیس)

''نبی جیانتی/مہا نبی جیانتی'' (سنسکرت زبان جنوبی ہند کی زبانیں). مہا کا مطلب ''عظیم''

''یوم النبی'' (عربی)

* * *

بحر سائل کا ہوں سائل نہ کنویں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجا مرا چھینٹا تیرا
چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا
آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آرا ہے اُجالا تیرا
دل عبث خوف سے پتّا سا اُڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

واقعہ نمبر (۵)

لفظ میلاد و مولد کا اولین استعمال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے احوال کے اظہار و برکات کے سلسلہ میں لفظ میلاد کا اولین استعمال جامع ترمذی میں ہے، جو صحاح ستہ میں سے ایک حدیث کی کتاب ہے۔ اس میں ایک باب بعنوان ماجاء فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس بات سے لفظ میلاد کے اولین استعمال کا نشاندہی ہو جاتی ہے۔ اس باب میں وہ روایات جمع ہیں جن میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا ذکر ہے۔ (تحقیق۔ تنقید۔ تاریخ)

* * *

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا
تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا
خوار و بیمار و خطا وار و گنہ گار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا
میری تقدیر بری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کروڑا تیرا

واقعہ نمبر(٦)

تقریبات میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میلاد اکثر اسلامی ممالک میں منایا جاتا ہے، اور دیگر ممالک جہاں مسلمانوں کی بڑی تعداد ہے وہاں پر بھی، جیسے بھارت، برطانیہ، کینیڈا اور روس وغیرہ۔

لیکن عرب ممالک سعودی عرب کویت اور بحرین میں اس دن سرکاری سطح پر چھٹی نہیں ہوتی۔

مقبول اسلامی تعطیلات کی رسمی تقریبات میں شرکت کو اسلامی احیاء کے اظہار کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

میلاد کا جشن منانے کے لیے بظاہر عام مسلمانوں کا کوئی ایک واضح مقصد متعین نہیں ہے، جشن مقدس اور حرمت کے نام پر کیا جاتا ہے۔

* * *

تو جو چاہے تو ابھی میل میرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا
کس کا منہ تکیے کہاں جائیے کس سے کہیے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

واقعہ نمبر (۷)

روزہ

اس دن سنی مسلمانوں کی ایک تعداد روزہ رکھتی ہے۔ جس کی وجہ اسلام میں شکر نعمت پر نماز یا روزہ رکھنے کی سنت ہے، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق احادیث میں آیا ہے کہ وہ ہر پیر کے دن اپنی ولادت کی یاد میں روزہ رکھا کرتے (کیونکہ یہی ان کی پیدائش کا دن ہے)۔ (صحیح مسلم، بیہقی، نسائی)

* * *

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا
موت، سُنتا ہوں سِتم تلخ ہے زہرابہ ناب
کون لادے مجھے تلووں کا غسالہ تیرا
دور کیا جانئے بدکار پہ کیسی گذرے
تیرے ہیں در پہ مرے بیکس و تنہا تیرا
تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا
حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجے نگاہ
جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھنتا تیرا
تیری سرکار میں لاتا ہے رضاؔ اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

واقعہ نمبر (۸)

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلوس

اس دن کئی ممالک میں خاص کر پاکستان، بھارت، ملائشیا، بنگلہ دیش وغیرہ میں عوامی جلوس نکالے جاتے ہیں، سڑکوں، چوراہوں کو سجایا جاتا ہے، جگہ جگہ کھانے پینے کا بندوبست کیا جاتا ہے، اور منچ بنائے جاتے ہیں، جن پر علماء سیرت کا بیان کرتے ہیں جو اس دن عام طور پر معجزات نبوی، ولادت نبوی، میلاد بطور نعمت کے تشکر جیسے عنوانات پر ہوتے ہیں۔ نعت خواں پارٹیاں ٹولیوں کی صورت نعتیں پڑھتی ہیں، اور جلوس مخصوص راستوں سے ہوتے ہوئے منزل پر اختتام پزیر ہوتا ہے۔ یہ جلوس عام طور پر 12 کو نکالے جاتے ہیں، لیکن پورا مہینا ہی شہر کے الگ الگ گوشوں میں چھوٹے پیمانے پر بھی جلوس، ریلیاں اور گھروں میں مجالس میلاد کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

* * *

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

واقعہ نمبر(۹)

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ

میلاد کی ابتداء (عین ولادت کے دن پیدائش کی خوشی میں کچھ اعمال کا بجالانا) کی وجوہات میں ربیع الاول میں مکہ شہر میں جائے ولادت پر مسلمانوں کا جانا اور قرآن خوانی کرنا، نعت گوئی کرنا اور درود وغیرہ پڑھنا شامل ہے۔ (نسائیکلو پیڈیا آف اسلام)

ڈاکٹر این میری شمل نے مجالس میلاد کے انعقاد اور میلاد کی ابتداء اور فروغ کے بارے میں جو رائے دی ہے اس لحاظ سے یا سلسلہ چوتھی صدی ہجری سے شروع ہوا ہے۔ (The Veneration :And Muhammad Is His Messenger)
((Studies in Religion)mof the Prophet in Islamic Piety

امام سخاوی فرماتے ہیں کہ میلاد منانے کا رواج تین صدی بعد ہوا ہے اور اس کے بعد سے تمام ممالک میں مسلمان عید میلاد النبی مناتے چلے آرہے ہیں۔
(کتاب: محمد رسول اللہ، صفحہ 33)

مروج میلاد کے سلسلہ میں سید سلیمان ندوی اپنی رائے میں لکھتے ہیں۔
(سیرت النبی، جلد 3، صفحہ 746)

کہ جس نے اس مہینے کو ولادت نبوی کی یادگار اور محفل میلاد کا زمانہ بنایا۔ ملک معظم مظفرالدین ابن زین العابدین وہ پہلا شخص ہے، جس نے مجلس میلاد (سرکاری طور پر) قائم کی۔

ابن خلکان نے ملک مظفر شاہ اربل (549ھ تا 630ھ) کے حال میں لکھا ہے مولود شریف بڑی دھوم دھام اور تزک واحتشام سے منایا کرتا تھا، یہ صلیبی جنگوں کا دور تھا۔

اس کے لیے ابن وحیہ (متوفی 633ھ) نے 604ھ میں کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر لکھی تھی اور بادشاہ نے اسے انعام واکرام سے نوازا تھا، وہ مشاہیر فضلاء میں سے تھا۔

جلال الدین سیوطی کے شاگرد، محمد بن علی یوسف دمشقی شامی نے سیرت شامی (سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد) میں لکھا ہے کہ: سب سے پہلے مولود عمر بن محمد موصلی نے کیا تھا جو ایک نیک آدمی مشہور تھے اور ان کی پیروی سلطان اربل نے کی۔

(حکیم عبدالشکور مرزاپوری، عمران اکیڈمی، لاہور، صفحہ 16)

* * *

ابنِ زہرا کو مبارک ہو عروس قدرت
قادری پائیں تصدق مرے دولہا تیرا
کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا
نبوی مینہ، علوی فصل، بتولی گلشن
حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا
نبوی ظل، علوی برج، بتولی منزل
حسنی چاند، حسینی ہے اجالا تیرا
نبوی خور، علوی کوہ، بتولی معدن
حسنی لعل، حسینی ہے اجالا تیرا

واقعہ نمبر(۱۰)

سرکاری سطح پر میلاد کا انعقاد

مگر حسن مثنیٰ کی تحقیق کے مطابق سلطان اربل سے بھی پہلے سرکاری مجلس میلاد شاہ سلجوقی نے منائی؛ سلطان ملک شاہ سلجوقی نے 485ھ میں ایک مجلس مولود دھوم دھام سے بغداد میں منعقد کی۔ اس کا چرچا ہوا کیونکہ یہ سرکاری طور پر تھی اس لیے اس کا تذکرہ تاریخ کا حصہ بن گیا۔ ورنہ عوامی طور پر یہ دن عوام اپنے اپنے انداز میں منا رہی تھی۔

(سیارہ ڈائجسٹ، نومبر 1973ء، رسول نمبر جلد دوم، مضمون جشن میلاد النبی، مولانا حسن مثنیٰ ندوی، صفحہ 455،456)

* * *

عرضِ احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر
آنکھیں اے ابر کرم تکتی ہیں رستا تیرا
موت نزدیک، گناہوں کی تہیں، میل کے خول
آبرس جا کہ نہا دھولے یہ پیاسا تیرا
آب آمد وہ کہے اور میں تیمم برخاست
مُشتِ خاک اپنی ہو اور نور کا اہلا تیرا
جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا
تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

واقعہ نمبر (۱۱)

قرآن سے استدلال

قرآن کریم میں ہے:

وَإِن تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ أَئِذَا كُنَّا تُرَابًا أَئِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ أُولَـٰئِكَ
الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ وَأُولَـٰئِكَ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَأُولَـٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ
هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ عبداللہ بن عباس کے نزدیک ایام اللہ سے مراد وہ دن ہیں۔ جن میں رب تعالیٰ کی کسی نعمت کا نزول ہوا ہو۔ (ان ایام میں سب سے بڑی نعمت کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت و معراج کے دن ہیں، ان کی یاد قائم کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے)۔ (تفسیر خزائن العرفان)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی سب سے عظیم نعمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا، (بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا)۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ
يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا
مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ عظیم نعمت ہیں کہ جن کے ملنے پر رب تعالیٰ نے خوشیاں منانے کا حکم بھی دیا ہے۔ ارشاد ہوا، (اے حبیب!) تم فرماؤ (یہ) اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت (سے ہے) اور اسی چاہیے کہ خوشی کریں، وہ (خوشی منانا) ان کے سب دھن و

دولت سے بہتر ہے)

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

ایک اور مقام پر نعمت کا چرچا کرنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا، (اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو)

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

خلاصہ یہ ہے کہ عید میلاد منانا لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دن یاد دلانا بھی ہے، اس کی نعمت عظمیٰ کا چرچا کرنا بھی اور اس نعمت کے ملنے کی خوشی منانا بھی۔ اگر ایمان کی نظر سے قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ذکر میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی سنت بھی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی۔

سورہ آل عمران

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ
جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ
أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا
وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ

رب ذوالجلال نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کی محفل میں اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور فضائل کا ذکر فرمایا۔ گویا یہ سب سے پہلی محفل میلاد تھی جسے اللہ تعالیٰ نے منعقد فرمایا۔ اور اس محفل کے شرکاء صرف انبیاء کرام علیہم السلام تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری اور فضائل کا ذکر قرآن کریم کی متعدد آیات کریمہ میں موجود ہے۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۴)

رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں محافل میلاد

رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ کی چند محافل کا ذکر ملاحظہ فرمایئے۔

آقا و مولی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مسجد نبوی میں منبر شریف پر اپنا ذکر ولادت فرمایا۔
(جامع ترمذی ج 2 ص 201)

آپ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے منبر پر چادر بچھائی اور انہوں نے منبر پر بیٹھ کر نعت شریف پڑھی، پھر آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔
(صحیح بخاری ج 1 ص 65)

* * *

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا
میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا
تیری عزت کے نثار اے مرے غیرت والے
آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بروا تیرا

واقعہ نمبر (۱۳)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرنا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک سے واپسی پر بارگاہ رسالت میں ذکر میلاد پر مبنی اشعار پیش کیے (اسد الغابہ ج 2 ص 129)

* * *

واقعہ نمبر (۱۴)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ اشعار

اسی طرح حضرات کعب بن زبیر، سواد بن قارب، عبداللہ بن رواحہ، کعب بن مالک ودیگر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی نعتیں کتب احادیث وسیرت میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

* * *

میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا
تیری عزت کے نثار اے مرے غیرت والے
آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بروا تیرا

واقعہ نمبر (۱۵)

تیسری عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بعض لوگ یہ وسوسہ اندازی کرتے ہیں کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں لہذا تیسری عید حرام ہے۔ (معاذ اللہ) اس نظریہ کے باطل ہونے کے متعلق قرآن کریم سے دلیل لیجئے۔ ارشاد باری تعالٰی ہے، (عیسیٰ بن مریم نے عرض کی، اے اللہ! اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے ایک (کھانے کا) خوان اتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو ہمارے اگلوں پچھلوں کی)۔ (المائدہ، 114، کنزالایمان)

صدر الافاضل فرماتے ہیں، (یعنی ہم اس کے نزول کے دن کو عید بنائیں، اسکی تعظیم کریں، خوشیاں منائیں، تیری عبادت کریں، شکر بجالائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالٰی کی خاص رحمت نازل ہو۔ اس دن کو عید بنانا اور خوشیاں بنانا، عبادتیں کرنا اور شکر بجالانا صالحین کا طریقہ ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اللہ تعالٰی کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکر الٰہی بجالانا اور اظہار فرح اور سرور کرنا مستحسن ومحمود اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے)۔ (تفسیر خزائن العرفان)۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۶)

نعمت خداوندی اہل اسلام کے عید ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت (الیوم اکملت لکم دینکم) تلاوت فرمائی تو ایک یہودی نے کہا، اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ اس پر آپ نے فرمایا، یہ آیت جس دن نازل ہوئی اس دن دو عیدیں تھیں، عید جمعہ اور عید عرفہ۔ (ترمذی) پس قرآن وحدیث سے ثابت ہو گیا کہ جس دن کوئی خاص نعمت نازل ہو اس دن عید منانا جائز بلکہ اللہ تعالیٰ کے مقرب نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے۔ چونکہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے صدقے میں ملی ہیں اس لیے آپ کا یوم میلاد بدرجہ اولیٰ عید قرار پایا۔

عید میلاد پہ ہوں قربان ہماری عیدیں — کہ اسی عید کا صدقہ ہیں یہ ساری عیدیں

* * *

جو درگور کرتے تھے خود لڑکیوں کو
سمجھتے تھے منحوس جو عورتوں کو
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے صدقے میں ان کو
ملا زندگی کا نظام اللہ
رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام اللہ اللہ

واقعہ نمبر (۱۷)

محدثین وعلماء اسلام کی حمایت میں آراء

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اکابر محدثین کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ شب میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر سے افضل ہے، کیونکہ شب قدر میں قرآن نازل ہوا اس لیے وہ ہزار مہینوں سے بہتر قرار پائی تو جس شب میں صاحب قرآن آیا وہ کیونکہ شب قدر سے افضل نہ ہوگی؟ (ماثبت بالسنۃ فی أیام السنۃ شیخ عبدالحق دہلوی)

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

* * *

درود وسلام آپ پر ہوں ہزاروں
کہ ہے نام بعد از خدا ان کا محسن
ملک اور ملائک بھی پڑھتے ہیں جس پر
ہزاروں درود وسلام اللہ اللہ

واقعہ نمبر (۱۸)

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

محدث ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی 597ھ) فرماتے ہیں، (مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، یمن، مصر، شام اور تمام عالم اسلام کے لوگ مشرق سے مغرب تک ہمیشہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر محافل میلاد کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ اہتمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے تذکرے کا کیا جاتا ہے اور مسلمان ان محافل کے ذریعے اجر عظیم اور بڑی روحانی کامیابی پاتے ہیں)۔ (المیلاد النبوی ص58)

واقعہ نمبر (۱۹)

محافل میلاد خیر پر مشتمل ہوتی ہیں

امام ابن حجر شافعی (رحمہ اللہ)۔ (م 852ھ) فرماتے ہیں، (محافل میلاد و اذکار اکثر خیر ہی پر مشتمل ہوتی ہیں کیونکہ ان میں صدقات ذکر الٰہی اور بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں درود وسلام پیش کیا جاتا ہے)۔ (فتاوی حدیثیہ ص129)

* * *

واقعہ نمبر (۲۰)

میلاد شریف پر ثواب ملتا ہے

امام جلال الدین سیوطی (رحمہ اللہ)۔ (م 911ھ) فرماتے ہیں، (میرے نزدیک میلاد کے لیے اجتماع تلاوت قرآن، حیات طیبہ کے واقعات اور میلاد کے وقت ظاہر ہونے والی علامات کا تذکرہ ان بدعات حسنہ میں سے ہے۔ جن پر ثواب ملتا ہے۔ کیونکہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ کی ولادت پر خوشی کا اظہار ہوتا ہے)۔

(حسن المقصد فی عمل المولد فی الحاوی للفتاوی ج1 ص189)

* * *

درود پڑھتی ہیں عندلیبیں سلام بھیجیں یہ پھول سارے
ہیں رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ میں یہ آیتوں کے نزول سارے
وہ ایک اُمی نقیبِ حکمت کتابِ روشن پڑھا رہا ہے
بتا رہا وہ ضابطے سب سکھا رہا ہے اصول سارے
حضورؐ کی راہ گزر سے ہٹ کر یہ غیر کے جو بھی راستے ہیں
بس ان بیابان راستوں میں بچھے ہوئے ہیں ببُول سارے
ہم اُس امامِ اُمم کی امت جو پیشواؤں کا پیشوا ہے
ہمارے آقا کے مقتدی ہیں نبی، پیمبر، رسول سارے
بنا طلب، حاجتیں روا ہوں، زباں پہ جاری درود ہو گر
جو پیروی یوں کریں گے انؐ کی، عمل ہیں شاہد قبول سارے

واقعہ نمبر (۲۱)

تمام اہل اسلام میلاد کی خوشی میں محافل کرتے ہیں

امام قسطلانی شارح بخاری رحمہ اللہ (م 923ھ) فرماتے ہیں، (ربیع الاول میں تمام اہل اسلام ہمیشہ سے میلاد کی خوشی میں محافل منعقد کرتے رہے ہیں۔ محفل میلاد کی یہ برکت مجرب ہے کہ اس کی وجہ سے سارا سال امن سے گزرتا ہے۔ اور ہر مراد جلد پوری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمتیں نازل فرمائے جس نے ماہ میلاد کی ہر رات کو عید بنا کر ایسے شخص پر شدت کی جس کے دل میں مرض و عناد ہے)۔ (مواہب الدنیہ ج 1 ص 27)

شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمہ اللہ (والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ، م 1176ھ) فرماتے ہیں کہ میں ہر سال میلاد شریف کے دنوں میں کھانا پکوا کر لوگوں کو کھلایا کرتا تھا۔ ایک سال قحط کی وجہ سے بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا، میں نے وہی چنے تقسیم کر دیئے۔ رات کو خواب میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو دیکھا کہ وہی بھنے ہوئے چنے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بیحد خوش اور مسرور ہیں۔) (الدار الثمین ص 8)

* * *

وقارِ صدق کہاں تھا حضور ﷺ سے پہلے
دلوں پہ سچ بھی گراں تھا حضور ﷺ سے پہلے
گھٹائیں جہل کی چھائی تھیں روئے عالم پر
سحر پہ شب کا گماں تھا حضور ﷺ سے پہلے
ہر ایک شخص تھا نالاں نسب پرستی سے
زمانہ وقفِ فغاں تھا حضور ﷺ سے پہلے

واقعہ نمبر (۲۲)

میلاد شریف کی برکات احادیث میں

صحیح بخاری جلد دوم میں ہے کہ ابولہب کے مرنے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے خواب میں بہت بری حالت میں دیکھا اور پوچھا، مرنے کے بعد تیرا کیا حال رہا؟ ابولہب نے کہا، تم سے جدا ہو کر میں نے کوئی راحت نہیں پائی سوائے اس کے کہ میں تھوڑا سا سیراب کیا جاتا ہوں کیونکہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ امام ابن جزری فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی کی وجہ سے ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے کہ اس کے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے۔ حالانکہ اس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مومن امتی کا کیا حال ہوگا۔ جو میلاد کی خوشی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے سبب مال خرچ کرتا ہے۔ قسم ہے میری عمر کی، اس کی جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے افضل و کرم سے جنت نعیم میں داخل فرما دے۔ (مواہب الدنیہ ج 1 ص 27، مطبوعہ مصر)

* * *

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

واقعہ نمبر (۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جشن عید میلاد کیسی منائی؟

اب ہم یہ جائزہ لیتے ہیں کہ خالق کائنات نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن عید میلاد کیسے منایا؟ سیرت حلبیہ ج 1 ص 78 اور خصائص کبری ج 1 ص 47 پر یہ روایت موجود ہے کہ (جس سال نور مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ودیعت ہوا وہ سال فتح ونصرت، تر وتازگی اور خوشحالی کا سال کہلایا۔ اہل قریش اس سے قبل معاشی بدحالی اور قحط سالی میں مبتلا تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی برکت سے اس سال رب کریم نے ویران زمین کو شادابی اور ہریالی عطا فرمائی، سوکھے درخت پھلوں سے لد گئے اور اہل قریش خوشحال ہو گئے)۔ اہلسنت اسی مناسبت سے میلاد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی خوسی میں اپنی استطاعت کے مطابق کھانے، شیرینی اور پھل وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر شمع رسالت کے پروانے چراغاں بھی کرتے ہیں۔ اس کی اصل مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ ہیں۔ آقا ومولی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، (میری والدہ ماجدہ نے میری پیدائش کے وقت دیکھا کہ ان سے ایسا نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے)۔ (مشکوٰۃ)

* * *

دل و نگاہ کی دنیا نئی نئی ہوئی ہے
درود پڑھتے ہی یہ کیسی روشنی ہوئی ہے

واقعہ نمبر (۲۴)

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات

حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں، (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ساتھ ہی ایسا نور نکلا جس سے مشرق سے مغرب تک ساری کائنات روشن ہوگئی)۔ (طبقاب ابن سعد ج 1 ص 102، سیرت جلسہ ج 1 ص 91)

واقعہ نمبر (۲۵)

ساری کائنات میں چراغاں

ہم تو عید میلاد صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں اپنے گھروں اور مساجد پر چراغاں کرتے ہیں، خالق کائنات نے نہ صرف ساری کائنات میں چراغاں کیا بلکہ آسمان کے ستاروں کو فانوس اور قمقمے بنا کر زمین کے قریب کر دیا۔ حضرت عثمان بن ابی العاص (رضی اللہ عنہ) کی والدہ فرماتی ہیں، (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی میں خانہ کعبہ کے پاس تھی، میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے روشن ہوگیا۔ اور ستارے زمین کے اتنے قریب آگئے کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں)۔

(سیرت حلبیہ ج 1 ص 94، خصائص کبریٰ ج 1 ص 40، زرقانی علی المواہب 1 ص 114)

* * *

میں بس یونہی تو نہیں آگیا ہوں محفل میں
کہیں سے اذن ملا ہے تو حاضری ہوئی ہے

واقعہ نمبر (۲۶)

میلاد میں جھنڈے لگانا

سیدتنا آمنہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں، (میں نے تین جھنڈے بھی دیکھے، ایک مشرق میں گاڑا گیا تھا۔ دوسرا مغرب میں اور تیسرا جھنڈا خانہ کعبہ کی چھت پر لہرا رہا تھا)
(سیرت حلبیہ ج1 ص109)

یہ حدیث (الوفا باحوال المصطفے صلی اللہ علیہ وسلم) میں محدث ابن جوزی نے بھی روایت کی ہے۔ اس سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر جھنڈے لگانے کی اصل بھی ثابت ہوئی۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر جلوس بھی نکالا جاتا ہے اور نعرۂ رسالت بلند کیے جاتے ہیں۔ اس کی اصل یہ حدیث پاک ہے کہ جب آقا و مولی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اہلیان مدینہ نے جلوس کی صورت میں استقبال کیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خدام گلیوں میں پھیل گئے، یہ سب با آواز بلند کہہ رہے تھے، یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ (صحیح مسلم جلد دوم باب الہجرہ)

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی حیثیت بیان کرنے کے بعد اب چند تاریخی حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔ جن سے ثابت ہو جائے گا کہ محافل میلاد کا سلسلہ عالم اسلام میں ہمیشہ سے جاری ہے۔

* * *

جہانِ کن سے ادھر کیا تھا، کون جانتا ہے
مگر وہ نور کہ جس سے یہ زندگی ہوئی ہے

واقعہ نمبر (۲۷)

میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی رضاءِ الٰہی کا حصول ہے

ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَزل تا اَبد جاری و ساری ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چرچا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وجود میں لانے سے بھی بہت پہلے کر دیا تھا۔ عرشِ بریں پر اپنے نام کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام رقم کیا۔ جنت کے پتے پتے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِسم گرامی جلوہ گر رہا۔ فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام جپتے رہے۔ آج اگر اُمتِ مسلمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے واقعات کو تصور و تخیل میں لا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خوشی میں محافل کا اِنعقاد کرتی ہے تو یہ اُسی نوری سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو اَزل تا اَبد جاری رہے گا۔ یہ محبوب و پسندیدہ عمل ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی میں ضیافت کرنا، صدقہ و خیرات کرنا، روشنیوں کا اِہتمام کرنا، قمقمے روشن کرنا، مشعل بردار جلوس نکالنا اور دل کھول کر خرچ کرنا بارگاہِ اِلٰہی میں مقبول اور اُس کی رضا کا باعث ہے۔ اُمتی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر خوش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اُن سے خوش ہوگا۔

* * *

ہزار شکر غلامانِ شاہِ بطحا میں
شروع دن سے مری حاضری لگی ہوئی ہے

واقعہ نمبر (۲۸)

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی منانے کے فوائد

جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی تاریخی خوشی میں مسرت و شادمانی کا اظہار ہے اور یہ ایسا مبارک عمل ہے جس سے ابولہب جیسے کافر کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ اگر ابولہب جیسے کافر کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں ہر پیر کو عذاب میں تخفیف نصیب ہو سکتی ہے تو اُس مومن مسلمان کی سعادت کا کیا ٹھکانا ہو گا جس کی زندگی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشیاں منانے میں بسر ہوتی ہو۔

* * *

دیارِ فہم و فراست بھی وائے محرومی
غریقِ سیلِ رواں تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے
بتوں کی ہرزہ سرائی پہ بھی سرِ عالم
عجیب ہو کا سماں تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے
گلی گلی میں تجارت تھی آدمیت کی
تمام سود، زیاں تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے
بہار پر تو جو گزری چکی ہو گی
خزاں کو خوفِ خزاں تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے

واقعہ نمبر (۲۹)

یوم ولادت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرنا

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی اپنے یومِ ولادت کی تعظیم فرماتے اور اِس کائنات میں اپنے ظہورِ وجود پر سپاس گزار ہوتے ہوئے پیر کے دن روزہ رکھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے یوم ولادت کی تعظیم وتکریم فرماتے ہوئے تحدیثِ نعمت کا شکر بجالانا حکم خداوندی تھا کیوں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے وجودِ مسعود کے تصدق وتوسل سے ہر وجود کو سعادت ملی ہے۔

* * *

زمیں میں دخترِ زندہ کو دفن کر دینا
یہی "انا" کا نشاں تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے
غضب تو یہ ہے خدائے جہاں کے گھر پر بھی
صنم کدے کا گماں تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے
لبِ سخن پہ قصیدے تھے ظلمتِ شب کے
یہی فروغِ بیاں تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے
نجومِ شب کو تو چھوڑو سحر کا سورج بھی
سحابِ غم میں نہاں تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے
الجھ کے شرک میں پیرِ حرم بھی اے راسخ
شہیدِ عشقِ بتاں تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے

واقعہ نمبر (۳۰)

میلاد منانا بے پناہ نوازشات اور برکات کا باعث

جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل مسلمانوں کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام جیسے اہم فرائض کی رغبت دلاتا ہے اور قلب و نظر میں ذوق و شوق کی فضاء ہموار کرتا ہے۔ صلوۃ و سلام بذاتِ خود شریعت میں بے پناہ نوازشات و برکات کا باعث ہے۔ اس لیے جمہور اُمت نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِنعقاد مستحسن سمجھا۔

سیرتِ طیبہ کی اہمیت اُجاگر کرنے اور جذبۂ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فروغ کے لیے محفلِ میلاد کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ اِسی لیے جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فضائل، شمائل، خصائل اور معجزاتِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ اور اُسوۂ حسنہ کا بیان ہوتا ہے۔

* * *

ہم تھے دامنِ رحمت سے جب تو چین سے تھے
جدا ہوئے ہیں تو اب جان پر بنی ہوئی ہے

واقعہ نمبر (۳۱)

اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم

اس کائناتِ انسانی پر اللہ رب العزت نے بے حد و حساب احسانات و انعامات فرمائے۔ انسان پر بے پایاں نوازشات اور مہربانیاں کیں اور یہ سلسلہ ابد الاباد تک جاری و ساری رہے گا۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے ہمیں لاتعداد نعمتوں سے نوازا جن میں سے ہر نعمت دوسری سے بڑھ کر ہے لیکن اس نے کبھی کسی نعمت پر احسان نہیں جتلایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں لذت و توانائی سے بھرپور طرح طرح کے کھانے عطا کیے مگر اس کا کوئی احسان نہیں جتلایا، پینے کے لیے خوش ذائقہ مختلف مشروبات دیے، دن رات کا ایک ایسا نظام الاوقات دیا جو سکون و آرام فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ہماری ضروریاتِ زندگی کی کفالت کرتا ہے، سمندروں، پہاڑوں اور خلائے بسیط کو ہمارے لیے مسخر کر دیا، ہمیں اشرف المخلوقات بنایا اور ہمارے سر پر بزرگی و عظمت کا تاج رکھا، والدین، بہن، بھائی اور اولاد جیسی نعمتوں کی اَرزانی فرمائی، عالمِ اَنفس و آفاق کو اپنی ایسی عطاؤں اور نوازشوں سے فیض یاب کیا کہ ہم ان کا ادراک کرنے سے بھی قاصر ہیں لیکن ان سب کے باوجود اس نے بطورِ خاص ایک بھی نعمت کا احسان نہیں جتلایا کہ وہ رب العالمین ہونے کے اعتبار سے بلاتمیز مومن و کافر سب پر یکساں شفیق ہے اور اس کا دامنِ عاطفت ہر ایک کو اپنے سایہ رحمت میں رکھے ہوئے ہے۔ لیکن ایک نعمت ایسی تھی کہ خدائے بزرگ و برتر نے جب اسے اپنے حریمِ کبریائی سے نوعِ انسانی کی طرف بھیجا تو پوری کائناتِ نعمت میں صرف اس پر اپنا احسان جتلایا اور اس کا اظہار بھی عام پیرائے میں نہیں کیا بلکہ اہلِ ایمان کو اس کا احساس دلایا۔ مومنین سے روئے خطاب کر کے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ

اَنْفُسِهِمْ. القرآن، آل عمران، 164:3

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ اُن میں اُنہی میں سے عظمت والا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھیجا۔''

اِسلام میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں اور اُس کے فضل وکرم پر شکر بجالانا تقاضائے عبودیت وبندگی ہے، لیکن قرآن نے ایک مقام پر اس کی جو حکمت بیان فرمائی ہے وہ خاصی معنی خیز ہے۔ ارشاد فرمایا:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ○

اِبراہیم، 7:14

''اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اِضافہ کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب یقیناً سخت ہے○''

اِس آیہ کریمہ کی رُو سے نعمتوں پر شکر بجالانا مزید نعمتوں کے حصول کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔ پھر نعمتوں پر شکرانہ صرف اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی واجب نہیں بلکہ اُمم سابقہ کو بھی اس کا حکم دیا جاتا رہا۔

اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت پر شکر بجالانے کا ایک معروف طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان حصولِ نعمت پر خوشی کا اظہار کرنے کے ساتھ اس کا دوسروں کے سامنے ذکر بھی کرتا رہے کہ یہ بھی شکرانہ نعمت کی ایک صورت ہے اور ایسا کرنا قرآن حکیم کے اس ارشاد سے ثابت ہے:

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ○ الضحیٰ، 11:93

''اور اپنے رب کی نعمتوں کا (خوب) تذکرہ کریں○''

اِس میں پہلے ذکرِ نعمت کا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کو دل وجان سے یاد رکھا جائے اور زبان سے اس کا ذکر کیا جائے لیکن یہ ذکر کسی اور کے لیے نہیں فقط اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔ اس کے بعد تحدیثِ نعمت کا حکم دیا کہ کھلے بندوں مخلوقِ خدا کے سامنے اس کو

یوں بیان کیا جائے کہ نعمت کی اہمیت لوگوں پر عیاں ہو جائے۔ یہاں یہ واضح رہے کہ ذکر کا تعلق اللہ تعالیٰ سے اور تحدیثِ نعمت کا تعلق مخلوق سے ہے کیوں کہ اس کا زیادہ سے زیادہ لوگوں میں چرچا کیا جائے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ O البقرة، 152:2

''سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کیا کرو اور (میری نعمتوں کا) اِنکار نہ کیا کرو O''

اس آیۂ کریمہ میں تلقین کی گئی ہے کہ خالی ذکر ہی نہ کرتے رہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر شکرانے کے ساتھ ایسے کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلقِ خدا بھی اس کو سنے۔ اس پر مستزاد اظہارِ تشکر کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نعمت پر خوشی کا اظہار جشن اور عید کی صورت میں کیا جائے۔ اُممِ سابقہ بھی جس دن کوئی نعمت انہیں میسر آتی اس دن کو بطورِ عید مناتی تھیں۔

* * *

سر اٹھائے جو میں جارہا ہوں جانبِ خلد
مرے لئے مرے آقا نے بات کی ہوئی ہے

مجھے یقیں ہے وہ آئیں گے وقتِ آخر بھی
میں کہہ سکوں گا زیارت ابھی ابھی ہوئی ہے

واقعہ نمبر (۳۲)

ولادت مصطفیٰ کے دن خوشی منانا

بروایت دیگر "صحیح بخاری" میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ جب ایک یہودی نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ جس دن آیت۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔ نازل ہوئی اس دن کو بطور عید مناتے ہیں؟ اگر ہماری تورات میں ایسی آیت اترتی تو ہم اسے ضرور یومِ عید بنا لیتے۔ اس کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم اس دن اور جگہ کو جہاں یہ آیت اتری تھی خوب پہچانتے ہیں۔ یہ آیت یومِ حج اور یومِ جمعۃ المبارک کو میدانِ عرفات میں اتری تھی اور ہمارے لیے یہ دونوں دن عید کے دن ہیں۔
(بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

اس پر سوال کیا جاسکتا ہے کہ اگر تکمیلِ دین کی آیت کے نزول کا دن بطورِ عید منانے کا جواز ہے تو جس دن خود محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے اسے بہ طور عید میلاد کیوں نہیں منایا جاسکتا؟ یہی سوال فضیلتِ یومِ جمعہ کے باب میں اَربابِ فکر ونظر کو غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

* * *

دیکھتا ہوں خود کو میں گردِ سفر ہوتے ہوئے
منزلِ عشق نبی لگتی ہے سر ہوتے ہوئے

واقعہ نمبر (۳۳)

میلادِ شریف کا لنگر

رِوایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے میلاد کی خوشی میں بکرے ذبح کر کے ضیافت کا اہتمام فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد اَز بعثت اپنا عقیقہ کیا۔ اس پر امام سیوطی (849۔ 911ھ) کا اِستدلال ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیقہ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب آپ کی ولادت کے سات دن بعد کر چکے تھے اور عقیقہ زندگی میں صرف ایک بار کیا جاتا ہے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ضیافت اپنے میلاد کے لیے دی تھی عقیقہ کے لیے نہیں۔

* * *

مانگی جاتی ہیں مدینہ میں دعائیں خاموش
آپ کے شہر میں چلتی ہیں ہوائیں خاموش

اذان سنتے ہی جو مسجدوں میں آجائیں
مشن نبی کا وہی کامیاب کرتے ہیں

واقعہ نمبر (۳۴)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات کی سب سے بڑی نعمت ہیں

کائنات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑی نعمتِ اِلٰہیہ کا تصور بھی محال ہے۔ اس پر جو غیر معمولی خوشی اور سرور و اِنبساط کا اظہار کیا گیا اس کا کچھ اندازہ کتبِ سیر و تاریخ کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔ ان کتابوں میں فضائل وشمائل اور خصائص کے حوالے سے بہت سی روایات ملتی ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ پر خوشی منائی۔

روایات شاہد ہیں کہ ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا سال نادر الوقوع مظاہر اور محیر العقول واقعات کا سال تھا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا نزول جاری رہا یہاں تک کہ وہ سعید ساعتیں جن کا صدیوں سے انتظار تھا گردشِ ماہ وسال کی کروٹیں بدلتے بدلتے اس لمحۂ منتظر میں سمٹ آئیں جس میں خالق کائنات کے بہترین شاہکار کو منصۂ شہود پر بالآخر اپنے سرمدی حسن وجمال کے ساتھ جلوہ گر ہونا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں آمد کے موقع پر اِس قدر چراغاں کیا کہ شرق تا غرب سارے آفاق روشن ہو گئے۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اُن کی والدہ نے اُن سے بیان کیا:

> شهدت آمنة لمّا وُلِدَ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، فلمّا ضربها المَخَاض نظَرْتُ إلى النجوم تدلى حتى إنى لأقول إنها لتقعن علىّ فلما ولدت خرج منها نور أضاء له البيت الذى نحن فيه والدَّار، فما شيء أنظر إليه إلا نور

’’جب ولادتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت آیا تو میں سیدہ آمنہ سلام اللہ

علیہا کے پاس تھی۔ میں دیکھ رہی تھی کہ ستارے آسمان سے نیچے ڈھلک کر قریب ہو رہے ہیں یہاں تک کہ میں نے محسوس کیا کہ وہ میرے اوپر گر پڑیں گے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو سیدہ آمنہ سے ایسا نور نکلا جس سے پورا گھر جس میں ہم تھے اور حویلی جگمگ کرنے لگی اور مجھے ہر ایک شے میں نور ہی نور نظر آیا۔"

(الآحاد والمثانی، المعجم الکبیر، اعلام النبوۃ)

* * *

چاند سورج کوئی ہاتھوں پہ مرے لادے
کونین کی دولت مرے دامن میں چھپا دے
پھر کالکا پرشاد سے پوچھے کہ تو کیا لے
تو نعلین محمد کو وہ انکھوں سے لگا لے

واقعہ نمبر (۳۵)

دعوت ابراہیم علیہ السلام اور بشارت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کی نبوتِ مبارکہ کی شروعات کیسے ہوئی؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> دعوة أبي إبراهيم، وبُشْرى عيسى، ورأت أمي انه يخرُجُ منها نور أضاءت منه قصور الشام
>
> ”میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ کی بشارت ہوں۔ اور (میری ولادت کے وقت) میری والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ اُن کے جسم اَطہر سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔“ (مسند احمد، ابن حبان،)

* * *

ہادی برحق کہوں یا تجھ کو نور معرفت
یا راہ وحدت کا سمجھوں تجھ کو سچا رہنما
آج تیری قوم پر افسوس آتا ہے مجھے
فرقہ بندی نے جسے زنجیر در پا کردیا

واقعہ نمبر (۳۶)

جشن عید میلاد النبی بطور عید منانا

احادیث میں یوم عاشورہ کے حوالے سے جشنِ میلاد کو عید مسرت کے طور پر منانے پر محدثین نے استدلال کیا ہے۔ یوم عاشورہ کو یہودی مناتے ہیں اور یہ وہ دن ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے جبر و استبداد سے نجات ملی۔ اس طرح یہ دن ان کے لیے یوم فتح اور آزادی کا دن ہے جس میں وہ بطور شکرانہ روزہ رکھتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں۔ ہجرت کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود مدینہ کا یہ عمل دیکھا تو فرمایا کہ موسیٰ پر میرا حق نبی ہونے کے ناتے ان سے زیادہ ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاشورا کے دن اظہارِ تشکر کے طور پر خود بھی روزہ رکھا اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ اس پر بھی بہت سی روایات ہیں جس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ اگر یہود اپنے پیغمبر کی فتح اور اپنی آزادی کا دن جشن عید کے طور پر منا سکتے ہیں تو ہم مسلمانوں کو بدرجہ اولیٰ اس کا حق پہنچتا ہے کہ ہم حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا جشن مثالی جوش و خروش سے منائیں جو اللہ کا فضل اور رحمت بن کر پوری نسل انسانیت کو ہر قسم کے مظالم اور ناانصافیوں سے نجات دلانے کے لیے اس دنیا میں تشریف لائے۔ (بخاری، مسلم، سنن ابی داؤد، ابن ماجہ، مسند احمد، مسند ابویعلی)

آخری بات یہ کہ اس کائناتِ ارضی میں ایک مومن کے لیے سب سے بڑی خوشی اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماہِ ولادت آئے تو اسے یوں محسوس ہونے لگے کہ کائنات کی ساری خوشیاں ہیچ ہیں اور اس کے لیے میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی ہی حقیقی خوشی ہے۔ جس طرح اُمم سابقہ پر اس سے بدرجہا کم تر احسان اور نعمت عطا ہونے کی صورت میں واجب کیا گیا تھا جب کہ ان

امتوں پر جو نعمت ہوئی وہ عارضی اور وقتی تھی اس کے مقابلے میں جو دائمی اور اَبدی نعمتِ عظمیٰ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہورِ قدسی کی صورت میں اُمتِ مسلمہ پر ہوئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ وہ بدرجہ اَتم سراپا تشکر و امتنان بن جائے اور اظہارِ خوشی و مسرت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔

* * *

اے مدینے کے طائر لے جا پیغام میرا
کرتا ہے التجا اک عاصی غلام تیرا
چاہتے ہیں کرم ان کا یہ کہنا جا کے ان سے
تو اپنے کرم سے بھر دے یہ خالی جام میرا
یہ سب تیرا ہی کرم ہے نہیں تو ورنہ
یہ جو مجھے ملا ہے نہ تھا مقام میرا
کھاتی ہے ساری دنیا اسم نبی کا صدقہ
جاری ہے فیض مجھ پر ہر صبح و شام تیرا
بلا لو مجھ کو در پر حسرت ہے میرے دل کی
تیری نظر کرم بنائے ہر بگڑا کام میرا

واقعہ نمبر (۳۷)

قرآن پاک سے واضح ثبوت

قرآن مجید نے بڑے بلیغ انداز سے جملہ نوع انسانی کو اس نعمت اور فضل و رحمت کو یاد رکھنے کا حکم دیا ہے جو محسنِ انسانیت پیغمبر رحمت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں انہیں عطا ہوئی اور جس نے ان اندھیروں کو چاک کر دیا جو صدیوں سے شبِ تاریک کی طرح ان پر مسلط تھے اور نفرت و بغض کی وہ دیواریں گرا دیں جو انہیں قبیلوں اور گروہوں میں منقسم کیے ہوئے تھیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ
> فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا (آل عمران)
>
> ''اور اپنے اوپر (کی گئی) اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے تو اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی اور تم اس کی نعمت کے باعث آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔

بلا شبہ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے بندوں کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیا۔ جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے ان کو ایک دوسرے کا غم خوار بنا دیا۔ ان کی نفرتوں اور عداوتوں کو محبتوں اور مروّتوں سے بدل دیا۔ حقیقتاً یہ نعمت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے تصدق سے عالمِ انسانیت کو نصیب ہوئی، اس نعمت کا مبداء و مرجع بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اَقدس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس دنیا میں تشریف لانا اور لوگوں کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لا کر حلقہ بگوش ہونا اور خون کے پیاسوں کا باہم شیر و شکر ہونا اس اَمر کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کے موقع پر بارگاہِ خداوندی

میں سراپا تشکر بن جائیں۔

ان ٹوٹے ہوئے دلوں کو پھر سے جوڑنا اور گروہوں میں بٹی ہوئی انسانیت کو رشتہ اُخوت و محبت میں پرو دینا اتنا بڑا واقعہ ہے جس کی کوئی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لہٰذا میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خوشی منانا اور شکرِ الٰہی بجالانا اُمتِ مسلمہ پر سب خوشیوں سے بڑھ کر واجب کا درجہ رکھتا ہے۔

* * *

میں اور شبِ فراق اُٹھانا عذاب کا
یا رب بُرا ہو اس دلِ خانہ خراب کا
یہ فصلِ گل یہ جُھوم کر آنا سَحاب کا
ساقی میں اور ایک پیالہ شراب کا
دیکھا ہے جب سے حسن رُخِ بے حجاب کا
رنگ آفتاب میں ہے گُلِ آفتاب کا
چھینٹے یہ دے رہا ہے برسنا سحاب کا
ٹھنڈی ہوا میں دَور ہو جامِ شراب کا
تم منہ سے کیوں اٹھاتے ہو گوشہ نقاب کا
چہرہ ابھی سے فق ہے مہ و آفتاب کا

واقعہ نمبر (۳۸)

شب قدر اور شب میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام قسطلانی (851۔923ھ) اس حوالہ سے لکھتے ہیں:

> أن ليلة المولد ليلة ظهوره صلى الله عليه وآله وسلم، وليلة القدر معطاة له، وما شرف بظهور ذات المشرف من أجله أشرف مما شرف بسبب ما أعطيه، ولا نزاع في ذلك، فكانت ليلة المولد بهذا الاعتبار أفضل
>
> آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور شب میلاد میں ہوا جب کہ لیلۃ القدر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی گئی، لہٰذا وہ رات جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا شرف ملا اُس رات سے زیادہ شرف والی ہوگی جسے اِس رات میں تشریف لانے والی ہستی کے سبب سے شرف ملا، اور اِس میں کوئی نزاع نہیں۔ لہٰذا اِس اِعتبار سے شب میلاد شبِ قدر سے افضل ہوئی۔

امام نبہانی (م1350ھ) اپنی مشہور تصنیف ''الانوار المحمدية من المواهب اللدنية (ص:28)'' میں لکھتے ہیں:

> وليلة مولده صلى الله عليه وآله وسلم أفضل من ليلة القدر
>
> ''اور شبِ میلادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب قدر سے افضل ہے۔''

شب قدر کو فضیلت اس لیے ملی کہ اِس میں قرآن حکیم نازل ہوا اور اِس میں فرشتے اترتے ہیں؛ جب کہ ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کا یہ عالم ہے آپ

پر قرآن نازل ہوا اور روزانہ ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزارِ اَقدس کی زیارت اور طواف کرتے ہیں اور بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہدیۂ درود و سلام پیش کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا اور فرشتوں میں سے جو ایک بار روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کا شرف پا لیتا ہے دوبارہ قیامت تک اُس کی باری نہیں آئے گی۔

* * *

طلع البدر علينا من ثنيات الوداع
وجب الشكر علينا ما دعى لله داع
أيها المبعوث فينا جئت بالأمر المطاع
جئت شرفت المدينة مرحباً يا خير داع

طلع النور المبين نور خير المرسلين
نور أمن وسلام نور حق ويقين
ساقه الله تعالى رحمة للعالمين
فعلى البر شعاع وعلى البحر شعاع

واقعہ نمبر (۳۹)

فرشتے دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم اور جاروب کش

فرشتے تو دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم اور جاروب کش ہیں۔ وہ اُتریں تو شبِ قدر ہزار مہینوں سے افضل ہو جاتی ہے اور جس رات ساری کائنات کے سردار تشریف لائیں اس کی فضیلت کا اِحاطہ کرنا انسان کے علم وشعور کے لیے ناممکن ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی رات اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے مہینہ پر کروڑوں اربوں مہینوں کی فضیلتیں قربان! خاص بات یہ ہے کہ شبِ قدر کی فضیلت فقط اہلِ ایمان کے لیے ہے۔ باقی انسانیت اس سے محروم رہتی ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد فقط اہلِ ایمان کے لیے ہی باعثِ فضل ورحمت نہیں بلکہ کل کائنات کے لیے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ ساری کائنات میں جملہ مخلوق کے لیے اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے، اس پر خوشی کا اظہار کرنا باعثِ اَجر وثواب ہے۔

(الزہد۔ سنن دارمی، امور احوال الموتی وامور الآخرہ)

* * *

مرسل بالحق جاء نطقه وحي السماء
قوله قول فصيح يتحدى البلغاء
فيه للجسم شفاء فيه للروح دواء
أيها الهادي سلاماً ما وعى القرآن واع

واقعہ نمبر (۴۰)

یمن کے بادشاہ تُبّع حمیری کا قصہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہزار سال پیشتر یمن کا بادشاہ تُبّع حمیری تھا، ایک مرتبہ وہ اپنی سلطنت کے دورہ کو نکلا، بارہ ہزار عالم اور حکیم اور ایک لاکھ بتیس ہزار سوار، ایک لاکھ تیرہ ہزار پیادہ اپنے ہمراہ لئے ہوئے اس شان سے نکلا کہ جہاں بھی پہنچتا اس کی شان و شوکت شاہی دیکھ کر مخلوق خدا چاروں طرف نظارہ کو جمع ہو جاتی تھی، یہ بادشاہ جب دورہ کرتا ہوا مکہ معظمہ پہنچا تو اہل مکہ سے کوئی اسے دیکھنے نہ آیا۔ بادشاہ حیران ہوا اور اپنے وزیر اعظم سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ اس شہر میں ایک گھر ہے جسے بیت اللہ کہتے ہیں، اس کی اور اس کے خادموں کی جو یہاں کے باشندے ہیں تمام لوگ بے حد تعظیم کرتے ہیں اور جتنا آپ کا لشکر ہے اس سے کہیں زیادہ دور اور نزدیک کے لوگ اس گھر کی زیارت کو آتے ہیں اور یہاں کے باشندوں کی خدمت کر کے چلے جاتے ہیں، پھر آپ کا لشکر ان کے خیال میں کیوں آئے۔ یہ سن کر بادشاہ کو غصہ آیا اور قسم کھا کر کہنے لگا کہ میں اس گھر کو کھدوا دوں گا اور یہاں کے باشندوں کو قتل کروا دوں گا، یہ کہنا تھا کہ بادشاہ کے ناک منہ اور آنکھوں سے خون بہنا شروع ہو گیا اور ایسا بدبودار مادہ بہنے لگا کہ اس کے پاس بیٹھنے کی بھی طاقت نہ رہی اس مرض کا علاج کیا گیا مگر افاقہ نہ ہوا، شام کے وقت بادشاہ ہی علماء میں سے ایک عالم ربانی تشریف لائے اور نبض دیکھ کر فرمایا، مرض آسمانی ہے اور علاج زمین کا ہو رہا ہے، اے بادشاہ! آپ نے اگر کوئی بری نیت کی ہے تو فوراً اس سے توبہ کریں، بادشاہ نے دل ہی دل میں بیت اللہ شریف اور خدام کعبہ کے متعلق اپنے ارادے سے توبہ کی، توبہ کرتے ہی اس کا وہ خون اور مادہ بہنا بند ہو گیا، اور پھر صحت کی خوشی میں اس نے بیت اللہ شریف کو ریشمی غلاف چڑھایا اور شہر کے ہر باشندے کو سات سات اشرفی اور سات سات ریشمی جوڑے

نذر کیے۔

پھر یہاں سے چل کر مدینہ منورہ پہنچا تو ہمراہ ہی علماء نے جو کتب سماویہ کے عالم تھے وہاں کی مٹی کو سونگھا اور کنکریوں کو دیکھا اور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت گاہ کی جو علامتیں انھوں نے پڑھی تھیں، ان کے مطابق اس سرزمین کو پایا تو باہم عہد کرلیا کہ ہم یہاں ہی مرجائیں گے مگر اس سرزمین کو نہ چھوڑیں گے، اگر ہماری قسمت نے یاوری کی تو کبھی نہ کبھی جب نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے ہمیں بھی زیارت کا شرف حاصل ہو جائے گا ورنہ ہماری قبروں پر تو ضرور کبھی نہ کبھی ان کی جوتیوں کی مقدس خاک اڑ کر پڑ جائے گی جو ہماری نجات کے لئے کافی ہے۔

یہ سن کر بادشاہ نے ان عالموں کے واسطے چار سو مکان بنوائے اور اس بڑے عالم ربانی کے مکان کے پاس حضور کی خاطر ایک دو منزلہ عمدہ مکان تعمیر کروایا اور وصیت کر دی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو یہ مکان آپ کی آرام گاہ ہو اور ان چار سو علماء کی کافی مالی امداد بھی کی اور کہا کہ تم ہمیشہ یہیں رہو اور پھر اس بڑے عالم ربانی کو ایک خط لکھ دیا اور کہا کہ میرا یہ خط اس نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دینا اور اگر زندگی بھر تمھیں حضور کی زیارت کا موقع نہ ملے تو اپنی اولاد کو وصیت کر دینا کہ نسلاً بعد نسلاً میرا یہ خط محفوظ رکھیں حتٰی کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جائے یہ کہہ کر بادشاہ وہاں سے چل دیا۔

وہ خط نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس مین ایک ہزار سال بعد پیش ہوا کیسے ہوا اور خط میں کیا لکھا تھا؟ سنئیے اور عظمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دیکھیے:

"کمترین مخلوق تبع اول خمیری کی طرف سے شفیع المزنبین سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد: اے اللہ کے حبیب! میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور جو کتاب اپ پر نازل ہوگی اس پر بھی ایمان لاتا ہوں اور میں آپ کے دین پر ہوں، پس اگر مجھے

آپ کی زیارت کا موقع مل گیا تو بہت اچھا وغنیمت اور اگر میں آپ کی زیارت نہ کر سکا تو میری شفاعت فرمانا اور قیامت کے روز مجھے فراموش نہ کرنا، میں آپ کی پہلی امت میں سے ہوں اور آپ کے ساتھ آپ کی آمد سے پہلے ہی بیعت کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور آپ اس کے سچے رسول ہیں۔"

شاہ یمن کا یہ خط نسلاً بعد نسلاً ان چار سو علماء کے اندر حرزِ جان کی حثیت سے محفوظ چلا آیا یہاں تک کہ ایک ہزار سال کا عرصہ گزر گیا، ان علماء کی اولاد اس کثرت سے بڑھی کہ مدینہ کی آبادی میں کئی گنا اضافہ ہو گیا اور یہ خط دست بدست مع وصیت کے اس بڑے عالم ربانی کی اولاد میں سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور آپ نے وہ خط اپنے غلام خاص ابولیلٰی کی تحویل میں رکھا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت فرمائی اور مدینہ کی الوداعی گھاٹی مثنیات کی گھاٹیوں سے آپ کی اونٹنی نمودار ہوئی اور مدینہ کے خوش نصیب لوگ محبوب خدا کا استقبال کرنے کو جوق در جوق آرہے تھے اور کوئی اپنے مکانوں کو سجا رہا تھا تو کوئی گلیوں اور سڑکوں کو صاف کر رہا تھا اور کوئی دعوت کا انتظام کر رہا تھا اور سب یہی اصرار کر رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اونٹنی کی نکیل چھوڑ دو جس گھر میں یہ ٹھہرے گی اور بیٹھ جائے گی وہی میری قیام گاہ ہوگی، چنانچہ جو دو منزلہ مکان شاہ یمن تبع حمیری نے حضور کی خاطر بنوایا تھا وہ اس وقت حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی تحویل میں تھا، اسی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی جا کر ٹھہر گئی۔ لوگوں نے ابولیلٰی کو بھیجا کہ جاؤ حضور کو شاہ یمن تبع حمیری کا خط دے آؤ جب ابولیلٰی حاضر ہوا تو حضور نے اسے دیکھتے ہی فرمایا تو ابولیلٰی ہے؟ یہ سن کر ابولیلٰی حیران ہو گیا۔ حضور نے فرمایا میں محمد رسول اللہ ہوں، شاہ یمن کا جو خط تمہارے پاس ہے لاؤ وہ مجھے دو چنانچہ ابولیلٰی نے وہ خط دیا، حضور نے پڑھ کر فرمایا، صالح بھائی تُبع کو آفرین وشاباش ہے۔

سبحان اللہ! میں صدقے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم

(میزان الادیان) (کتاب المستظرف) (حجۃ اللہ علی العالمین) (تاریخ ابن عساکر)

واقعہ نمبر (۴۱)

حضرت آدم علیہ السلام کا اپنے بیٹے کے سامنے ذکر ولادت مصطفیٰ کرنا

حضرت ولی اللہ محدث دہلوی اس طرح فرماتے ہیں۔ جب اللہ رب العزت نے اپنے محبوب پاک کا نور پاک پیدا فرمایا تو کہا: انت عشقی وانا عشقکاے میرے حسنِ ازلی کے مظہر اور میری قدرت کے شاہکار محبوب آپ میرے عشق ہیں اور میں آپ کا عشق ہوں۔ اور پھر وہم وگمان سے بھی ماورا صدیوں تک محبوب کے نورانی جلوؤں میں مدغم رہا یہاں تک کہ نور عشقِ الٰہی نے اپنے محبوب کے نور سے قرار پکڑا اور 18 ہزار عالمین کی مخلوقات پر یہ عیاں ہوگیا کہ کائنات تخلیق کرنے کی وجہ صرف اللہ رب العزت کے محبوب کی ذات بابرکات اقدس ومقدس ہے اگر اس نے اپنے محبوب کا نور پاک تخلیق نہ کیا ہوتا تو کائنات بھی تخلیق نہ کی جاتی اِس کائنات کی تخلیق اِس ذات کبریا کے محبوب کے نورِ پاک کی مرہونِ منت ہے محورِ عشق ومحبت صرف محمد جو اللہ رب العزت کے آخری رسول ہیں صرف ان کی مایاناز ہستی اور ستودہ صفات ہستی وشخصیت ہے جس سے اللہ رب العزت خود بھی محبت فرماتا ہے اور تمام سماوی وارضی اور آبی وفضائی مخلوقات کے لیے بھی یہ حکم ہے۔ میرے محبوب سے محبت لازمی اور ابدی ہے۔ اگر اس کے محبوب سے محبت نہ کی جائے تو یہ محبت نقش برآب سے زیادہ نہیں اصحابِ چشم بینا ان حقائق کی روشنی میں پکار پکار کر کہتے ہیں اللہ تعالی محبوب نہیں مگر اس سے جدا بھی نہیں۔ پُر خالق ارض وسما نے اپنے محبوب کے نور کو حضرت آدم کی جبیں مبارک میں رکھا پھر اُنہیں زمین پر اُتارا اور نسلِ انسانی کا آغاز ہوا۔ پھر نورِ

محمدی سفر کرتا ہوا حضرت شیث کی روشن پیشانی پر جگمگایا تو رب کعبہ نے حضرت آدم پر وحی بھیجی اے آدم اپنے بیٹے شیث سے عہد لیں اور وصایا و مواثین پر کار بند رہیں کہ وہ نورِ محمدی کو کسی صورت بھی ناراض نہ کریں اور وصایا نسل در نسل جاری رہیں۔ کعب احبار سے روایت ہے حضرت آدم نے اپنے بیٹے شیث سے فرمایا۔ اے میرے بیٹے تم میرے بعد میرے جانشین ہو تم تقوی اختیار کرو اور جب بھی اللہ تعالی کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ حضرت محمد کا اسم مبارک ضرور لو کیونکہ میں نے ان کا نام ساق عرش پر اس وقت لکھا ہوا دیکھا جب کہ میں روح اور مٹی کی درمیانی حالت میں تھا۔ پھر میں نے تمام آسمانوں کا چکر لگایا تو میں نے اس ہستی کی شان محبوبیت کا بارگاہِ رب العزت میں یہ عالم دیکھا کہ آپ کا نام پاک محمد بھی اللہ تعالی کو اتنا پیارا ہے کہ آسمانوں میں کوئی جگہ ایسی نہیں دیکھی جہاں محمد کا نام نہ لکھا ہو میرے رب نے مجھے جنت میں رکھا تو میں نے جنت میں کوئی محل، کوئی بالا خانہ کوئی دریچہ ایسا نہ دیکھا جس پر اسمِ محمد تحریر نہ ہو۔ اے میرے بیٹے میں نے محمد کا نام پر فرشتوں کی آنکھوں کی پتلیوں میں شجرِ طوبی اور سدرۃ المنتہٰی کے پتوں پر لکھا دیکھا ہے تم بھی کثرت کے ساتھ اُن کا ذکر کیا کرو کیونکہ فرشتے بھی ہر وقت ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ حضرت آدم اپنے بیٹے حضرت شیث کو نصیحت کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں۔ اے پیارے بیٹے میری جبیں سے منتقل ہو کر تمھاری پیشانی میں جو یہ نور چمک رہا ہے وہ نورِ محمدی ہے جو انبیاء کرام کے سرتاج اور نبی آخر الزمان ہیں۔ بیٹا تو جب بھی اللہ کا نام لیا کرے تو محمد کے نام سے اللہ کے نام کو سجایا کر کیونکہ ذکرِ محمد کے بغیر ذکرِ الٰہی میں رونق نہیں آتی۔ اِسم اللہ اس وقت جمال کمال کا مظاہرہ فرماتا ہے جب اس کے ساتھ اس کے کمالات کا حقیقی مظہر محمد آ جاتا ہے ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت شیث نے اپنے والد حضرت آدم سے دریافت فرمایا والد صاحب آپ ہمیشہ بڑے ترغیبی انداز میں نبی آخر الزمان کا وصف بیان کرتے آئے ہیں ذرا اتنا تو بتا دیں کہ آپ میں اور نبی آخر الزماں میں کیا فرق ہے حضرت آدم یہ سن کر خوف

وحیرت سے فرمانے لگے۔ اے جانِ پدر محمد عربی کے ساتھ میرا مقابلہ ہرگز نہ کرنا ان کی بزرگی وشرف کا اندازہ ان کی امت کا موازنہ میرے ساتھ کرنے سے تجھے پتہ چل جائے گا کہ ان کا مرتبہ میری قوت رسائی کی حد سے بعید ہے بیٹا غور سے سن اور یاد رکھ۔ مجھ سے بے خیالی میں ایک بھول ہوگئی تھی تو بحکمِ الٰہی میرا ستر نکل گیا میں بے ستر ہوگیا۔ جنت کے پتوں سے ستر چھپانے کی کوشش کی تو پتے مُجھ سے بھاگنے لگے اور پناہ مانگنے لگے مگر امت محمد ہزار گناہ دانستہ کرے گی پھر بھی اُن کا ستر نہیں کھُلے گا وہ بے ستری سے بچ جائیں گے اور میں نہ بچ سکا۔ بیٹا ایک خطا مُجھ سے سرزد ہوگئی تھی۔ مجھے گھر سے نکال دیا گیا فرشتوں نے ملامتیں کیں مگر اُمتِ محمدی گناہوں پر گناہ کرے گی لیکن اُن کو بے گھر نہیں کیا جائے گا۔ فرشتوں کو ملامت کرنے کی اجازت بھی نہیں ہوگی۔ اے بیٹے تیرے والد کے بے جان ڈھانچہ میں اس وقت تک روح نہ داخل ہونے پائی جب تک میری جبیں پر نورِ خدا کا قدم نہ آیا یعنی مجھے جان ملی تو صرف فخرِ دو عالم ساقی کوثر کے دم قدم سے۔

* * *

جوبن اُبھار پر ہے بہارِ شباب کا
اللہ حافظ اُن کی اَدائے حجاب کا
چمکا ہوا ہے حسن رُخِ بے حجاب کا
طالع ہے گردشوں میں مہ و آفتاب کا
اُس بزم ناز میں ہیں غضب دل فریبیاں
بے کار اِنتظار ہے خط کے جواب کا
خورشید حشر میری نگاہوں میں کیا جچے
جلوہ خیال میں ہے کسی کے نقاب کا

واقعہ نمبر (۴۲)

خاندانی شرافت

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاندان ونسب نجابت وشرافت میں تمام دنیا کے خاندانوں سے اشرف واعلیٰ ہے اور یہ وہ حقیقت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمن کفار مکہ بھی کبھی اس کا انکار نہ کر سکے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان نے جب وہ کفر کی حالت میں تھے بادشاہ روم ہرقل کے بھرے دربار میں اس حقیقت کا اقرار کیا کہ "ھو فینا ذو نسب" یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "عالی خاندان" ہیں۔ (بخاری ج ا ص ۴)

حالانکہ اس وقت وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے اور چاہتے تھے کہ اگر ذرا بھی کوئی گنجائش ملے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک پر کوئی عیب لگا کر بادشاہ روم کی نظروں سے آپ کا وقار گرا دیں۔

مسلم شریف کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے "کنانہ" کو برگزیدہ بنایا اور "کنانہ" میں سے "قریش" کو چنا، اور "قریش" میں سے "بنی ہاشم" کو منتخب فرمایا، اور "بنی ہاشم" میں سے مجھ کو چن لیا۔ (مشکوٰۃ فضائل سید المرسلین)

بہرحال یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ

لَہُ النَّسَبُ الْعَالِیْ فَلَیْسَ کَمِثْلِہٖ حَسِیْبٌ نَسِیْبٌ مُنْعَمٌ مُتَکَرَّمٗ

یعنی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاندان اس قدر بلند مرتبہ ہے کہ کوئی بھی حسب ونسب والا اور نعمت وبزرگی والا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل نہیں ہے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاندانِ نبوت میں سبھی حضرات اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے بڑے نامی گرامی ہیں۔ مگر چند ہستیاں ایسی ہیں جو آسمان

فضل و کمال پر چاند تارے بن کر چمکے۔ ان با کمالوں میں سے ''فہر بن مالک'' بھی ہیں ان کا لقب ''قریش'' ہے اور ان کی اولاد قریشی ''یا قریش'' کہلاتی ہے۔

''فہر بن مالک'' قریش اس لئے کہلاتے ہیں کہ ''قریش'' ایک سمندری جانور کا نام ہے جو بہت ہی طاقتور ہوتا ہے، اور سمندری جانوروں کو کھا ڈالتا ہے یہ تمام جانوروں پر ہمیشہ غالب ہی رہتا ہے کبھی مغلوب نہیں ہوتا چونکہ ''فہر بن مالک'' اپنی شجاعت اور خداداد طاقت کی بنا پر تمام قبائلِ عرب پر غالب تھے اس لئے تمام اہل عرب ان کو ''قریش'' کے لقب سے پکارنے لگے۔ چنانچہ اس بارے میں ''شمرخ بن عمرو حمیری'' کا شعر بہت مشہور ہے کہ

وَقُرَيْشٌ هِيَ الَّتِيْ تَسْكُنُ الْبَحْرَ   بِهَا سُمِّيَتْ قُرَيْشٌ قُرَيْشًا

یعنی ''قریش'' ایک جانور ہے جو سمندر میں رہتا ہے۔ اسی کے نام پر قبیلہ ''قریش'' کا نام ''قریش'' رکھ دیا گیا۔ (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۷۶)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ دونوں کا سلسلۂ نسب ''فہر بن مالک'' سے ملتا ہے اس لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماں باپ دونوں کی طرف سے ''قریشی'' ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پَردادا ''ہاشم'' بڑی شان و شوکت کے مالک تھے۔ ان کا اصلی نام ''عمرو'' تھا انتہائی بہادر، بے حد سخی، اور اعلیٰ درجے کے مہمان نواز تھے۔ ایک سال عرب میں بہت سخت قحط پڑ گیا اور لوگ دانے دانے کو محتاج ہو گئے تو یہ ملکِ شام سے خشک روٹیاں خرید کر حج کے دنوں میں مکہ پہنچے اور روٹیوں کا چورا کر کے اونٹ کے گوشت کے شوربے میں ثرید بنا کر تمام حاجیوں کو خوب پیٹ بھر کر کھلایا۔ اس دن سے لوگ ان کو ''ہاشم'' (روٹیوں کا چورا کرنے والا) کہنے لگے۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۸)

چونکہ یہ ''عبد مناف'' کے سب لڑکوں میں بڑے اور باصلاحیت تھے اس لئے عبد مناف کے بعد کعبہ کے متولی اور سجادہ نشین ہوئے بہت حسین وخوبصورت اور وجیہ تھے جب سن شعور کو پہنچے تو ان کی شادی مدینہ میں قبیلہ خزرج کے ایک سردار عمرو کی صاحبزادی سے ہوئی جن کا نام ''سلمیٰ'' تھا۔ اور ان کے صاحبزادے ''عبدالمطلب'' مدینہ ہی میں پیدا ہوئے چونکہ ہاشم پچیس سال کی عمر پا کر ملک شام کے راستہ میں بمقام ''غزہ'' انتقال کر گئے۔ اس لئے عبدالمطلب مدینہ ہی میں اپنے نانا کے گھر پلے بڑھے، اور جب سات یا آٹھ سال کے ہو گئے تو مکہ آ کر اپنے خاندان والوں کے ساتھ رہنے لگے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا ''عبدالمطلب'' کا اصلی نام ''شیبہ'' ہے۔ یہ بڑے ہی نیک نفس اور عابد وزاہد تھے۔ ''غار حرا'' میں کھانا پانی ساتھ لے کر جاتے اور کئی کئی دنوں تک لگاتار خداعزوجل کی عبادت میں مصروف رہتے۔ رمضان شریف کے مہینے میں اکثر غار حرا میں اعتکاف کیا کرتے تھے، اور خداعزوجل کے دھیان میں گوشہ نشین رہا کرتے تھے۔ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور نبوت ان کی پیشانی میں چمکتا تھا اور ان کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ اہل عرب خصوصاً قریش کو ان سے بڑی عقیدت تھی۔ مکہ والوں پر جب کوئی مصیبت آتی یا قحط پڑ جاتا تو لوگ عبدالمطلب کو ساتھ لے کر پہاڑ پر چڑھ جاتے اور بارگاہِ خداوندی میں ان کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتے تھے تو دعا مقبول ہو جاتی تھی۔ یہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے لوگوں کو بڑی سختی کے ساتھ روکتے تھے اور چور کا ہاتھ کاٹ ڈالتے تھے۔ اپنے دسترخوان سے پرندوں کو بھی کھلایا کرتے تھے اس لئے ان کا لقب ''مطعم الطیر'' (پرندوں کو کھلانے والا) ہے۔ شراب اور زنا کو حرام جانتے تھے اور عقیدہ کے لحاظ سے ''موحد'' تھے۔ ''زمزم شریف'' کا کنواں جو بالکل پٹ گیا تھا آپ ہی نے اس کو نئے سرے سے کھدوا کر درست کیا، اور لوگوں کو آب زمزم سے سیراب کیا۔ آپ بھی کعبہ کے متولی اور سجادہ نشین ہوئے۔ اصحاب فیل کا واقعہ آپ ہی کے

وقت میں پیش آیا۔ ایک سو بیس برس کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔
(زرقانی علی المواہب ج۱ ص ۷۲)

واقعہ نمبر (۴۳)

اصحابِ فیل کا واقعہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش سے صرف پچپن دن پہلے یمن کا بادشاہ ''ابرہہ'' ہاتھیوں کی فوج لے کر کعبہ ڈھانے کے لئے مکہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ''ابرہہ'' نے یمن کے دارالسلطنت ''صنعاء'' میں ایک بہت ہی شاندار اور عالی شان ''گرجا گھر'' بنایا اور یہ کوشش کرنے لگا کہ عرب کے لوگ بجائے خانہ کعبہ کے یمن آ کر اس گرجا گھر کا حج کیا کریں۔ جب مکہ والوں کو یہ معلوم ہوا تو قبیلہ ''کنانہ'' کا ایک شخص غیظ و غضب میں جل بھن کر یمن گیا، اور وہاں کے گرجا گھر میں پاخانہ پھر کر اس کو نجاست سے لت پت کر دیا۔ جب ابرہہ نے یہ واقعہ سنا تو وہ طیش میں آپے سے باہر ہو گیا اور خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے ہاتھیوں کی فوج لے کر مکہ پر حملہ کر دیا۔ اور اس کی فوج کے اگلے دستہ نے مکہ والوں کے تمام اونٹوں اور دوسرے مویشیوں کو چھین لیا اس میں دو سو یا چار سو اونٹ عبدالمطلب کے بھی تھے۔ (زرقانی ج۱ ص ۸۵)

عبدالمطلب کو اس واقعہ سے بڑا رنج پہنچا۔ چنانچہ آپ اس معاملہ میں گفتگو کرنے کے لئے اس کے لشکر میں تشریف لے گئے۔ جب ابرہہ کو معلوم ہوا کہ قریش کا سردار اس سے ملاقات کرنے کے لئے آیا ہے تو اس نے آپ کو اپنے خیمہ میں بلا لیا اور جب عبدالمطلب کو دیکھا کہ ایک بلند قامت، رعب دار اور نہایت ہی حسین و جمیل آدمی ہیں جن کی پیشانی پر نورِ نبوت کا جاہ و جلال چمک رہا ہے تو صورت دیکھتے ہی ابرہہ مرعوب ہو گیا۔ اور بے اختیار تخت شاہی سے اُتر کر آپ کی تعظیم و تکریم کے لئے کھڑا ہو گیا اور اپنے برابر بٹھا

کر دریافت کیا کہ کہیے، سردار قریش! یہاں آپ کی تشریف آوری کا کیا مقصد ہے؟ عبدالمطلب نے جواب دیا کہ ہمارے اونٹ اور بکریاں وغیرہ جو آپ کے لشکر کے سپاہی ہانک لائے ہیں آپ ان سب مویشیوں کو ہمارے سپرد کر دیجیے۔ یہ سن کر ابرہہ نے کہا کہ اے سردارِ قریش! میں تو یہ سمجھتا تھا کہ آپ بہت ہی حوصلہ منداور شاندار آدمی ہیں۔ مگر آپ نے مجھ سے اپنے اونٹوں کا سوال کر کے میری نظروں میں اپنا وقار کم کر دیا۔ اونٹ اور بکری کی حقیقت ہی کیا ہے؟ میں تو آپ کے کعبہ کو توڑ پھوڑ کر برباد کرنے کے لئے آیا ہوں، آپ نے اس کے بارے میں کوئی گفتگو نہیں کی۔ عبدالمطلب نے کہا کہ مجھے تو اپنے اونٹوں سے مطلب ہے کعبہ میرا گھر نہیں ہے بلکہ وہ خدا کا گھر ہے۔ وہ خود اپنے گھر کو بچا لے گا۔ مجھے کعبہ کی ذرا بھی فکر نہیں ہے۔ یہ سن کر ابرہہ اپنے فرعونی لہجہ میں کہنے لگا کہ اے سردار مکہ! سن لیجیے! میں کعبہ کو ڈھا کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا، اور روئے زمین سے اس کا نام و نشان مٹا دوں گا کیونکہ مکہ والوں نے میرے گرجا گھر کی بڑی بے حرمتی کی ہے اس لئے میں اس کا انتقام لینے کے لئے کعبہ کو مسمار کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ عبدالمطلب نے فرمایا کہ پھر آپ جانیں اور خدا جانے۔ میں آپ سے سفارش کرنے والا کون؟ اس گفتگو کے بعد ابرہہ نے تمام جانوروں کو واپس کر دینے کا حکم دے دیا۔ اور عبدالمطلب تمام اونٹوں اور بکریوں کو ساتھ لے کر اپنے گھر چلے آئے اور مکہ والوں سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اپنے مال مویشیوں کو لے کر مکہ سے باہر نکل جاؤ۔ اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر اور دروں میں چھپ کر پناہ لو۔ مکہ والوں سے یہ کہہ کر پھر خود اپنے خاندان کے چند آدمیوں کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ میں گئے اور دروازہ کا حلقہ پکڑ کر انتہائی بے قراری اور گریہ وزاری کے ساتھ دربار باری میں اس طرح دعا مانگنے لگے کہ

لَاهُمَّ اِنَّ الْمَرْئَ يَمْنَعُ رَحْلَه فَامْنَعْ رِحَالَكَ
وَانْصُرْ عَلٰى اٰلِ الصَّلِيْبِ وَعَابِدِيْهِ اَلْيَوْمَ اٰلَكَ

اے اللہ! بے شک ہر شخص اپنے اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے۔ لہٰذا تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما، اور صلیب والوں اور صلیب کے پجاریوں (عیسائیوں) کے مقابلہ میں اپنے اطاعت شعاروں کی مدد فرما۔ عبدالمطلب نے یہ دعا مانگی اور اپنے خاندان والوں کو ساتھ لے کر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے اور خدا کی قدرت کا جلوہ دیکھنے لگے۔ ابرہہ جب صبح کو کعبہ ڈھانے کے لئے اپنے لشکر جرار اور ہاتھیوں کی قطار کے ساتھ آگے بڑھا اور مقام ''مغمس'' میں پہنچا تو خود اس کا ہاتھی جس کا نام ''محمود'' تھا ایک دم بیٹھ گیا۔ ہر چند مارا، اور بار بار للکارا مگر ہاتھی نہیں اٹھا۔ اسی حال میں قہر الٰہی ابابیلوں کی شکل میں نمودار ہوا اور ننھے ننھے پرندے جھنڈ کے جھنڈ جن کی چونچ اور پنجوں میں تین تین کنکریاں تھیں سمندر کی جانب سے حرم کعبہ کی طرف آنے لگے۔ ابابیلوں کے ان دل بادل لشکروں نے ابرہہ کی فوجوں پر اس زور شور سے سنگ باری شروع کر دی کہ آن کی آن میں ابرہہ کے لشکر، اور اس کے ہاتھیوں کے پرخچے اڑ گئے۔ ابابیلوں کی سنگ باری خداوند قہار و جبار کے قہر و غضب کی ایسی مار تھی کہ جب کوئی کنکری کسی فیل سوار کے سر پر پڑتی تھی تو وہ اس آدمی کے بدن کو چھیدتی ہوئی ہاتھی کے بدن سے پار ہو جاتی تھی۔ ابرہہ کی فوج کا ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچا اور سب کے سب ابرہہ اور اس کے ہاتھیوں سمیت اس طرح ہلاک و برباد ہو گئے کہ ان کے جسموں کی بوٹیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر بکھر گئیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی ''سورۂ فیل'' میں خداوند قدوس نے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

یعنی (اے محبوب) کیا آپ نے نہ دیکھا کہ آپکے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کر ڈالا کیا انکے داؤں کو تباہی میں نہ ڈالا اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں بھیجیں تا کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے ماریں تو انہیں چبائے ہوئے بھس جیسا بنا ڈالا۔

جب ابرہہ اور اس کے لشکروں کا یہ انجام ہوا تو عبدالمطلب پہاڑ سے نیچے اترے اور خدا کا شکر ادا کیا۔ ان کی اس کرامت کا دور دور تک چرچا ہو گیا اور تمام اہل عرب ان کو

ایک خدا رسیدہ بزرگ کی حیثیت سے قابل احترام سمجھنے لگے۔

واقعہ نمبر (۴۴)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ ہمارے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والد ماجد ہیں۔ یہ عبد المطلب کے تمام بیٹوں میں سب سے زیادہ باپ کے لاڈلے اور پیارے تھے۔ چونکہ ان کی پیشانی میں نورِ محمدی اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ جلوہ گر تھا اس لئے حسن وخوبی کے پیکر، اور جمالِ صورت وکمالِ سیرت کے آئینہ دار، اور عفت و پارسائی میں یکتائے روزگار تھے۔ قبیلۂ قریش کی تمام حسین عورتیں ان کے حسن و جمال پر فریفتہ اور ان سے شادی کی خواست گار تھیں۔ مگر عبدالمطلب ان کے لئے ایک ایسی عورت کی تلاش میں تھے جو حسن و جمال کے ساتھ ساتھ حسب ونسب کی شرافت اور عفت و پارسائی میں بھی ممتاز ہو۔ عجیب اتفاق کہ ایک دن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکار کے لئے جنگل میں تشریف لے گئے تھے ملک شام کے یہودی چند علامتوں سے پہچان گئے تھے کہ نبی آخر الزماں کے والد ماجد یہی ہیں۔ چنانچہ ان یہودیوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارہا قتل کر ڈالنے کی کوشش کی۔ اس مرتبہ بھی یہودیوں کی ایک بہت بڑی جماعت مسلح ہو کر اس نیت سے جنگل میں گئی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنہائی میں دھوکہ سے قتل کر دیا جائے مگر اللہ تعالیٰ نے اس مرتبہ بھی اپنے فضل وکرم سے بچالیا۔ عالم غیب سے چند ایسے سوار ناگہاں نمودار ہوئے جو اس دنیا کے لوگوں سے کوئی مشابہت ہی نہیں رکھتے تھے، ان سواروں نے آکر یہودیوں کو مار بھگایا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحفاظت ان کے مکان تک پہنچا دیا۔ ''وہب بن مناف'' بھی اس دن جنگل میں تھے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھا، اس لئے ان کو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے انتہا محبت وعقیدت پیدا ہو

گئی، اور گھر آ کر یہ عزم کرلیا کہ میں اپنی نورِ نظر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے کروں گا۔ چنانچہ اپنی اس دلی تمنا کو اپنے چند دوستوں کے ذریعہ انہوں نے عبدالمطلب تک پہنچا دیا۔ خدا کی شان کہ عبدالمطلب اپنے نورِ نظر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے جیسی دلہن کی تلاش میں تھے، وہ ساری خوبیاں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت وہب میں موجود تھیں۔ عبدالمطلب نے اس رشتہ کو خوشی خوشی منظور کرلیا۔ چنانچہ چوبیس سال کی عمر میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ہوگیا اور نور محمدی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منتقل ہو کر حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم اطہر میں جلوہ گر ہوگیا اور جب حمل شریف کو دو مہینے پورے ہو گئے تو عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجوریں لینے کے لئے مدینہ بھیجا، یا تجارت کے لئے ملک شام روانہ کیا، وہاں سے واپس لوٹتے ہوئے مدینہ میں اپنے والد کے ننہال "بنو عدی بن نجار" میں ایک ماہ بیمار رہ کر پچیس برس کی عمر میں وفات پا گئے اور وہیں "دارِ نابغہ" میں مدفون ہوئے۔

(زرقانی علی المواهب ج ۱ ص ۱۰۱ و مدارج جلد ۲ ص ۱۴)

* * *

رُخسار و چشمِ یار کا مارا ہوا ہوں میں
مشتاق سیر باغ نہ پیاسا شراب کا
ذراتِ کوے یار میں چہرہ لکھا لیا
چوتھے فلک پر اب ہے دماغ آفتاب کا
کم نکلیں گے زمانے میں ہم سے بھی پاک باز
شیشہ بغل میں ہاتھ میں ساغر شراب کا

واقعہ نمبر (۴۵)

مزار مبارک حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

قافلہ والوں نے جب مکہ واپس لوٹ کر عبدالمطلب کو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری کا حال سنایا تو انہوں نے خبر گیری کے لئے اپنے سب سے بڑے لڑکے ''حارث'' کو مدینہ بھیجا۔ ان کے مدینہ پہنچنے سے قبل ہی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہی ملک بقا ہو چکے تھے۔ حارث نے مکہ واپس آ کر جب وفات کی خبر سنائی تو سارا گھر ماتم کدہ بن گیا اور بنو ہاشم کے ہر گھر میں ماتم برپا ہو گیا۔ خود حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے مرحوم شوہر کا ایسا پُر درد مرثیہ کہا ہے کہ جس کو سن کر آج بھی دل درد سے بھر جاتا ہے۔ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر فرشتوں نے غمگین ہو کر بڑی حسرت کے ساتھ یہ کہا کہ الٰہی! عزوجل تیرا نبی یتیم ہو گیا۔ حضرت حق نے فرمایا: کیا ہوا؟ میں اس کا حامی و حافظ ہوں۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۴)

* * *

جاءنا الهادی البشیر مطرق العانی الأسیر
مرشد الساعی إذا ما أخطأ الساعی المسیر
دینه حق صُراح دینه ملك كبیر
هو فی الدنیا نعیم وهو فی الأخری متاع

واقعہ نمبر (۴۶)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ ام ایمن

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترکہ ایک لونڈی ''اُم ایمن'' جس کا نام ''برکہ'' تھا کچھ اونٹ کچھ بکریاں تھیں، یہ سب ترکہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ملا۔ "اُمِ ایمن" بچپن میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دیکھ بھال کرتی تھیں کھلاتیں، کپڑا پہناتیں، پرورش کی پوری ضروریات مہیا کرتیں، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عمر "اُم ایمن" کی دل جوئی فرماتے رہے اپنے محبوب ومتبنّٰی غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح کردیا، اوران کے شکم سے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ (عامہ کتب سیر)

* * *

هات هدى الله هات يا نبي المعجزات
ليس للات مكان ليس للعزى ثبات
وحد الله ووحد شملنا بعد الشتات
أنت ألفت قلوباً شفها طول الصراع

واقعہ نمبر (۴۷)

ایمانِ والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ وہ دونوں مؤمن ہیں یا نہیں؟ بعض علماء ان دونوں کو مؤمن نہیں مانتے اور بعض علماء نے اس مسئلہ میں توقف کیا اور فرمایا کہ ان دونوں کو مؤمن یا کافر کہنے سے زبان کو روکنا چاہیے اور اس کا علم خدا عزوجل کے سپرد کر دینا چاہیے، مگر اہل سنت کے علماء محققین مثلاً امام جلال الدین سیوطی وعلامہ ابن حجر ہیتمی و امام قرطبی وحافظ الشام ابن ناصر الدین وحافظ شمس الدین دمشقی وقاضی ابوبکر ابن العربی مالکی وشیخ عبدالحق محدث دہلوی وصاحب الاکلیل مولانا عبدالحق مہاجر مدنی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی عقیدہ اور قول ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ دونوں یقیناً بلاشبہ مؤمن ہیں۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مؤمن نہ ماننا یہ علماء متقدمین کا مسلک ہے لیکن علماء متاخرین نے تحقیق کے ساتھ اس مسئلہ کو ثابت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام آباء واجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب ''مؤمن'' ہیں اور ان حضرات کے ایمان کو ثابت کرنے میں علماء متاخرین کے تین طریقے ہیں:

اول یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور آباء و اجداد سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے، لہٰذا ''مؤمن'' ہوئے۔ دوم یہ کہ یہ تمام حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان نبوت سے پہلے ہی ایسے زمانے میں وفات پا گئے جو زمانہ ''فترت'' کہلاتا ہے اور ان لوگوں تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوتِ

ایمان پہنچی ہی نہیں لہٰذا ہرگز ہرگز ان حضرات کو کافر نہیں کہا جا سکتا بلکہ ان لوگوں کو مؤمن ہی کہا جائے گا۔ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو زندہ فرما کر ان کی قبروں سے اٹھایا اور ان لوگوں نے کلمہ پڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو زندہ کرنے کی حدیث اگرچہ بذات خود ضعیف ہے مگر اس کی سندیں اس قدر کثیر ہیں کہ یہ حدیث ''صحیح'' اور ''حسن'' کے درجے کو پہنچ گئی ہے۔

اور یہ وہ علم ہے جو علماء متقدمین پر پوشیدہ رہ گیا جس کو حق تعالیٰ نے علماء متاخرین پر منکشف فرمایا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے اپنی رحمت کے ساتھ خاص فرما لیتا ہے اور شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ میں چند رسائل تصنیف کیے ہیں اور اس مسئلہ کو دلیلوں سے ثابت کیا ہے اور مخالفین کے شبہات کا جواب دیا ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج اول ص ۷۱۸)

* * *

دیکھو نہ دیکھو اُس کی طرف چشمِ مست سے
چکرا کے گر پڑے گا پیالہ شراب کا
مد نظر ہے ضبطِ مصیبت یونہی سہی
بجلی گرے جو نام بھی لوں اضطراب کا
کچھ احتیاجِ شمع نہیں پیشِ آفتاب
کیا کام تیرے ہوتے ہوئے آفتاب کا
فصلِ بہار کو میں خزاں کہہ رہا ہوں آج
عالم میری نظر میں ہے کس کے شباب کا

واقعہ نمبر (۴۸)

والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوبارہ زندہ ہونا

اسی طرح خاتمۃ المفسرین حضرت شیخ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ امام قرطبی نے اپنی کتاب ''تذکرہ'' میں تحریر فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ''حجۃ الوداع'' میں ہم لوگوں کو ساتھ لے کر چلے اور ''حجون'' کی گھاٹی پر گزرے تو رنج وغم میں ڈوبے ہوئے رونے لگے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو روتا دیکھ کر میں بھی رونے لگی۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی اونٹنی سے اتر پڑے اور کچھ دیر کے بعد میرے پاس واپس تشریف لائے تو خوش خوش مسکراتے ہوئے تشریف لائے۔ میں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، کیا بات ہے؟ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رنج وغم میں ڈوبے ہوئے اونٹنی سے اترے اور واپس لوٹے تو شاداں وفرحاں مسکراتے ہوئے تشریف فرما ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی زیارت کے لئے گیا تھا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ ان کو زندہ فرمادے تو خداوند تعالیٰ نے ان کو زندہ فرمادیا اور وہ ایمان لائیں۔

اور ''الاشباہ والنظائر'' میں ہے کہ ہر وہ شخص جو کفر کی حالت میں مر گیا ہو اس پر لعنت کرنا جائز ہے بجز رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے، کیونکہ اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ فرمایا اور یہ دونوں ایمان لائے۔

* * *

واقعہ نمبر(۴۹)

والدین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زندہ ہونا ممکن ہے

یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ماں باپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبروں کے پاس روئے اور ایک خشک درخت زمین میں بو دیا، اور فرمایا کہ اگر یہ درخت ہرا ہو گیا تو یہ اس بات کی علامت ہو گی کہ ان دونوں کا ایمان لانا ممکن ہے۔ چنانچہ وہ درخت ہرا ہو گیا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی برکت سے وہ دونوں اپنی اپنی قبروں سے نکل کر اسلام لائے اور پھر اپنی اپنی قبروں میں تشریف لے گئے۔

اور ان دونوں کا زندہ ہونا، اور ایمان لانا، نہ عقلاً محال ہے نہ شرعاً کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ بنی اسرائیل کے مقتول نے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتایا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک سے بھی چند مردے زندہ ہوئے۔ جب یہ سب باتیں ثابت ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زندہ ہو کر ایمان لانے میں بھلا کونسی چیز مانع ہو سکتی ہے؟ اور جس حدیث میں یہ آیا ہے کہ ''میں نے اپنی والدہ کے لئے دعائے مغفرت کی اجازت طلب کی تو مجھے اس کی اجازت نہیں دی گئی۔'' یہ حدیث حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زندہ ہو کر ایمان لانے سے بہت پہلے کی ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا زندہ ہو کر ایمان لانا یہ ''حجۃ الوداع'' کے موقع پر ہوا ہے (جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال سے چند ہی ماہ پہلے کا واقعہ ہے) اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مراتب و درجات ہمیشہ بڑھتے ہی رہے تو ہو سکتا ہے کہ پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خداوند تعالیٰ نے یہ شرف نہیں عطا فرمایا تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسلمان ہوں مگر بعد میں اس فضل و شرف سے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

سرفراز فرمادیا کہ آپ کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو صاحب ایمان بنادیا اور قاضی امام ابوبکر ابن العربی مالکی سے یہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء واجداد جہنم میں ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص ملعون ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ

واقعہ نمبر (۵۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے والا دنیا و آخرت میں ملعون ہے

یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دنیا و آخرت میں ملعون کردے گا۔

حافظ شمس الدین دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مسئلہ کو اپنے نعتیہ اشعار میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

حَبَا اللہُ النَّبِیَّ مَزِیْدَ فَضْلٍ عَلٰی فَضْلٍ وَّکَانَ بِہٖ رَءُوْفًا

اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو فضل بالائے فضل سے بھی بڑھ کر فضیلت عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ ان پر بہت مہربان ہے۔

فَاَحْیَا اُمَّہٗ وَکَذَا اَبَاہُ لِاِیْمَانٍ بِہٖ فَضْلًا لَّطِیْفًا

کیونکہ خداوند تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ کو حضور پر ایمان لانے کے لئے اپنے فضل لطیف سے زندہ فرمادیا۔

فَسَلِّمْ فَالْقَدِیْمُ بِہٖ قَدِیْرٌ وَاِنْ کَانَ الْحَدِیْثُ بِہٖ ضَعِیْفًا

تو تم اس بات کو مان لو کیونکہ خداوند قدیم اس بات پر قادر ہے اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

(انتہی ملتقطاً تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۲۱۷ تا ۲۱۸)

صاحب الاکلیل حضرت علامہ شیخ عبدالحق مہاجر مدنی قدس سرہ الغنی نے تحریر فرمایا کہ علامہ ابن حجر ہیتمی نے مشکوۃ کی شرح میں فرمایا ہے کہ "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا، یہاں تک کہ وہ دونوں ایمان لائے اور پھر وفات پاگئے۔" یہ حدیث صحیح ہے اور جن محدثین نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے ان میں سے امام قرطبی اور شام کے حافظ الحدیث ابن ناصر الدین بھی ہیں اور اس میں طعن کرنا بے محل اور بے جا ہے، کیونکہ کرامات اور خصوصیات کی شان ہی یہ ہے کہ وہ قواعد اور عادات کے خلاف ہوا کرتی ہیں۔

واقعہ نمبر (۵۱)

نسبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا کمال

چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا موت کے بعد اٹھ کر ایمان لانا، یہ ایمان ان کے لئے نافع ہے حالانکہ دوسروں کے لئے یہ ایمان مفید نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نسبت رسول کی وجہ سے جو کمال حاصل ہے وہ دوسروں کے لئے نہیں ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حدیث لیت شعری ما فعل ابوای (کاش! مجھے خبر ہوتی کہ میرے والدین کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا) کے بارے میں امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "درمنثور" میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث مرسل اور ضعیف الاسناد ہے۔

(اکلیل علیٰ مدارک التنزیل ج ۲ ص ۱۰)

بہرکیف مندرجہ بالا اقتباسات جو معتبر کتابوں سے لئے گئے ہیں ان کو پڑھ لینے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ عقیدت اور ایمانی محبت کا یہی تقاضا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور تمام آباء و اجداد بلکہ تمام رشتہ داروں کے ساتھ ادب و احترام کا التزام رکھا جائے۔ بجز ان رشتہ داروں کے جن کا کافر اور جہنمی ہونا قرآن و حدیث سے یقینی طور پر ثابت ہے جیسے "ابولہب" اور اس

کی بیوی ''حمالۃ الحطب'' باقی تمام قرابت والوں کا ادب ملحوظ خاطر رکھنا لازم ہے کیونکہ جن لوگوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت قرابت حاصل ہے ان کی بے ادبی و گستاخی یقینا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایذا رسانی کا باعث ہوگا اور آپ قرآن کا فرمان پڑھ چکے کہ جو لوگ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایذاء دیتے ہیں، وہ دنیا وآخرت میں ملعون ہیں۔

اس مسئلہ میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک محققانہ رسالہ بھی ہے جس کا نام ''شمول الاسلام لاباء الکرام'' ہے۔ جس میں آپ نے نہایت ہی مفصل و مدلل طور پر یہ تحریر فرمایا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباء و اجداد موحد و مسلم ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

* * *

طلع البدر علينا من ثنيات الوداع
وجب الشكر علينا ما دعى لله داع
أيها المبعوث فينا جئت بالأمر المطاع
جئت شرفت المدينة مرحباً يا خير داع

واقعہ نمبر (۵۲)

برکات نبوت کا ظہور

جس طرح سورج نکلنے سے پہلے ستاروں کی روپوشی، صبح صادق کی سفیدی، شفق کی سرخی سورج نکلنے کی خوشخبری دینے لگتی ہیں اسی طرح جب آفتاب رسالت کے طلوع کا زمانہ قریب آ گیا تو اطراف عالم میں بہت سے ایسے عجیب عجیب واقعات اور خوارق عادات بطور علامات کے ظاہر ہونے لگے جو ساری کائنات کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر یہ بشارت دینے لگے کہ اب رسالت کا آفتاب اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ طلوع ہونے والا ہے۔

* * *

نبی کی عظمت نبی کی رفعت میں رب کا دیکھو کلام آیا
کہیں کہیں پر درود آیا کہیں کہیں پر سلام آیا
وہ ہیں مدثر وہ ہیں مزمل وہی ہیں طہٰ وہی ہیں کامل
جگہ جگہ پر انہیں کے چہرے انہیں کی زلفوں کا نام آیا
ملے ہیں رب سے خزانے سارے فدا ہیں ان پہ زمانے سارے
میرے نبی کے لیے تو رب سے ہے میٹھا کوثر کا جام آیا
کون و مکاں میں بعد از خدا وہ سبھی رسولوں کے مقتدا ہوں
نہ کوئی معصوم ان سا ہوگا نہ کوئی ان سا امام آیا

واقعہ نمبر (۵۳)

فارس آتش کدہ

چنانچہ اصحابِ فیل کی ہلاکت کا واقعہ، ناگہاں بارانِ رحمت سے سرزمین عرب کا سرسبز وشاداب ہو جانا، اور برسوں کی خشک سالی دفع ہو کر پورے ملک میں خوشحالی کا دور دورہ ہو جانا، بتوں کا منہ کے بل گر پڑنا، فارس کے مجوسیوں کی ایک ہزار سال سے جلائی ہوئی آگ کا ایک لمحہ میں بجھ جانا، کسریٰ کے محل کا زلزلہ، اور اس کے چودہ کنگوروں کا منہدم ہو جانا، ''ہمدان'' اور ''قم'' کے درمیان چھ میل لمبے چھ میل چوڑے ''بحرۂ ساوہ'' کا یکا یک بالکل خشک ہو جانا، شام اور کوفہ کے درمیان وادی ''سماوہ'' کی خشک ندی کا اچانک جاری ہو جانا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ کے بدن سے ایک ایسے نور کا نکلنا جس سے ''بصریٰ'' کے محل روشن ہو گئے۔ یہ سب واقعات اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں جو حضور علیہ الصلوات والتسلیمات کی تشریف آوری سے پہلے ہی ''مبشرات'' بن کر عالم کائنات کو یہ خوشخبری دینے لگے کہ

* * *

یہ درمیانِ حجرہ و منبر زمین بھی
کرتی ہے رشک اس پہ بہشتِ برین بھی
رب ہے جمیل اور محبِ جمال ہے
اس نے بنایا آپ ﷺ کو سب سے حسین بھی
دنیا میں ہے اجالا سراجِ منیر ﷺ کا
نورِ ھدیٰ ہیں آپ کتابِ مبین بھی

واقعہ نمبر (۵۴)

ایوان کسرہ

مبارک ہو وہ شہ پردے سے باہر آنے والا ہے
گدائی کو زمانہ جس کے در پر آنے والا ہے

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے قبل اعلان نبوت جو خلاف عادت اور عقل کو حیرت میں ڈالنے والے واقعات صادر ہوتے ہیں ان کو شریعت کی اصطلاح میں ''ارہاص'' کہتے ہیں اور اعلان نبوت کے بعد انہی کو ''معجزہ'' کہا جاتا ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا تمام واقعات ''ارہاص'' ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کرنے سے قبل ظاہر ہوئے جن کو ہم نے ''برکات نبوت'' کے عنوان سے بیان کیا ہے۔ اس قسم کے واقعات جو ''ارہاص'' کہلاتے ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، ان میں سے چند کا ذکر ہو چکا ہے چند دوسرے واقعات بھی پڑھ لیجئے۔

* * *

آدمؑ کا فخر ہیں وہؐ دعائے خلیلؑ بھی
انسانیت کا شرف بروئے زمین بھی
جب تختِ ذوالجلال کو چومے لوائے حمد
ہو تاجِ فضل سر پہ وسیلہ جبین بھی
''یارب امتی'' کا ہے نغمہ مرے لیے
شاہد میں امتی ہوں مجھے ہے یقین بھی

واقعہ نمبر (۵۵)

جانوروں نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی

محدث ابونعیم نے اپنی کتاب "دلائل النبوۃ" میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جس رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نورِ نبوت حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت اقدس سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مقدس میں منتقل ہوا، روئے زمین کے تمام چوپایوں، خصوصاً قریش کے جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے گویائی عطا فرمائی اور انہوں نے بزبانِ فصیح اعلان کیا کہ آج اللہ عزوجل کا وہ مقدس رسول شکم مادر میں جلوہ گر ہو گیا جس کے سر پر تمام دنیا کی امامت کا تاج ہے اور جو سارے عالم کو روشن کرنے والا چراغ ہے۔ مشرق کے جانوروں نے مغرب کے جانوروں کو بشارت دی۔ اسی طرح سمندروں اور دریاؤں کے جانوروں نے ایک دوسرے کو یہ خوشخبری سنائی کہ حضرت ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا وقت قریب آ گیا۔ (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۱۰۸)

* * *

سرمایۂ جاں ہیں شہِ ابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں
کس درجہ سکوں دیتی ہیں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں
ہاں کیسے ہیں وہ کوچہ و بازار وہ گلیاں
کچھ اور کرو شہرِ پُرانوار کی باتیں
ہاں کیسے برستا ہے وہاں نور کا بادل
کچھ اور کرو گنبدِ ضو بار کی باتیں

واقعہ نمبر (۵۶)

آمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان

خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی بدلی آئی جس میں روشنی کے ساتھ گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے اُڑنے کی آواز تھی اور کچھ انسانوں کی بولیاں بھی سنائی دیتی تھیں۔ پھر ایک دم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے سامنے سے غیب ہو گئے اور میں نے سنا کہ ایک اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو مشرق و مغرب میں گشت کراؤ اور ان کو سمندروں کی بھی سیر کراؤ تا کہ تمام کائنات کو ان کا نام، ان کا حلیہ، ان کی صفت معلوم ہو جائے اور ان کو تمام جاندار مخلوق یعنی جن وانس، ملائکہ اور چرندوں و پرندوں کے سامنے پیش کرو اور انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت، حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت، حضرت نوح علیہ السلام کی شجاعت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان، حضرت اسحٰق علیہ السلام کی رضا، حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت، حضرت لوط علیہ السلام کی حکمت، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شدت، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یونس علیہ السلام کی طاعت، حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد، حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت دانیال علیہ السلام کی محبت، حضرت الیاس علیہ السلام کا وقار، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عصمت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زہد عطا کر کے ان کو تمام پیغمبروں کے کمالات اور اخلاق حسنہ سے مزین کر دو۔ اس کے بعد وہ بادل چھٹ گیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپ ریشم کے سبز کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور اس کپڑے سے پانی ٹپک رہا ہے اور

کوئی منادی اعلان کر رہا ہے کہ واہ وا! کیا خوب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو تمام دنیا پر قبضہ دے دیا گیا اور کائناتِ عالم کی کوئی چیز باقی نہ رہی جو ان کے قبضۂ اقتدار و غلبۂ اطاعت میں نہ ہو۔ اب میں نے چہرۂ انور کو دیکھا تو چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا اور بدن سے پاکیزہ مشک کی خوشبو آ رہی تھی پھر تین شخص نظر آئے، ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت، تیسرے کے ہاتھ میں ایک چمک دار انگوٹھی تھی۔ انگوٹھی کو سات مرتبہ دھو کر اس نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت لگا دی، پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اٹھایا اور ایک لمحہ کے بعد مجھے سپرد کر دیا۔

(زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۱۱۳ تا ص ۱۱۵)

* * *

واں کیسے غبارِ دل وجاں دُھلتا ہے زائر
کچھ اور کرو ابرِ گہر بار کی باتیں
ہاں کیسے وہاں چلتی ہیں تھم تھم کے ہوائیں
کچھ اور مچلتی ہوئی مہکار کی باتیں
جی چاہے کہ ہر آن سنوں ذکرِ پیمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
ہوتی رہیں کونین کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں

واقعہ نمبر (۵۷)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ کے بطن اطہر میں

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں:۔

”جب میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میرے بطن میں تشریف لائے لا وجدت له ثقلة کما تجد النساء مجھے عام عورتوں کی طرح کوئی بوجھ محسوس نہیں ہوتا تھا“

سیدہ فرماتی ہیں ایک دن اتانی آت وانا بین النوم والیقظان میں خواب و بیداری کی حالت میں تھی کہ کسی نے آ کر مجھے کہا انك حملت بسید هذا الامة ونبیها اے آمنہ خاتون تیرے بطن اطہر میں اس امت کا نبی و سردار تشریف فرما ہے۔

* * *

ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت کو قلم تحریر کر سکتا نہیں
حرفِ موجِ نور کو زنجیر کر سکتا نہیں
جس کا مسلک پیرویٔ اسوۂ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے
کوئی اس انسان کو تسخیر کر سکتا نہیں
ذہن و دل کا مرکز و محور نہ ہو جب تک وہ ذات
کوئی اپنی ذات کی تعمیر کر سکتا نہیں
لا سے الا اللہ تک گر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہبر نہ ہوں
منزلوں کا فیصلہ راہ گیر کر سکتا نہیں
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے زندگی نے پائے ہیں ایسے چراغ
کوئی جھونکا جن کو بے تنویر کر سکتا نہیں
معرفت اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہ ہو جب تک امید
آدمی قرآن کی تفسیر کر سکتا نہیں

واقعہ نمبر (۵۸)

جناب عبدالمطلب کا خواب

جناب عبدالمطلب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل خواب دیکھا کہ میری پشت سے ایک زنجیر نکلی ظاہر ہوئی۔۔۔ جس کی ایک جانب آسمان میں ہے ایک زمین میں ہے ایک جانب مشرق میں ہے اور ایک جانب مغرب میں ہے کچھ دیر کے بعد وہ زنجیر درخت بن گیا، جس کے ہر پتہ پر سورج کے نور سے ستر گنا زیادہ نور ہے مشرق و مغرب کے لوگ اس درخت کو چمٹے ہوئے ہیں کچھ قریش بھی ہیں۔

جب جناب عبدالمطلب نے تعبیر معلوم کی تو علماء نے کہا آپ کی نسل میں ایسا لڑکا پیدا ہوگا، جس کی مشرق و مغرب کے لوگ اتباع کریں گے۔۔۔ اور آسمان و زمین والے حمد وثنا کریں گے۔

(سیرۃ المصطفی جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۶۲۔ البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۸۶)

* * *

فصلِ بہار اور یہ رنگینیاں دروغ
پرتَو پڑا ہے دُور سے اُن کے شباب کا
سمجھا دیا کرشمۂ ابرو ہوا ہے یہ
منظور پردہ تھا جو بہارِ شباب کا
کیں ابر نے اگرچہ عرق ریزیاں بہت
خاکہ نہ کھنچ سکا میری چشمِ پُر آب کا

واقعہ نمبر (۵۹)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تورات وانجیل میں احمد نام

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں دن گذرتے رہے یہانتک کہ زمانہ ولادت قریب آیا پھر وہی کہنے والا مجھے کہتا ہے، آمنہ یہ جملے ارشاد فرماویں اعیذہ بالواحد الصمد من شر کل حاسد یہ جملے میں نے بھی ساتھ ساتھ پڑھے۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ صفحہ نمبر ۶۵)

مگر حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں:۔

فاذا وقع فسمیہ محمدًا فان اسمہ فی التوراۃ احمد یحمدہ اہل السماء واہل الارض واسمہ فی الانجیل احمد یحمدہ اہل السماء واہل الارض واسمہ فی القرآن محمد (البدایہ والنہایہ۔ ج نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۱۹)

اپنے مولود کو (اللہ) واحد وصمد کی پناہ میں دیتی ہوں ہر حاسد کے شر سے (اور یہ بھی کہا گیا) جب پیدا ہوں تو ان کا نام محمد رکھنا۔ ان کا ذکر خیر توراۃ وانجیل میں احمد کے نام سے کیا گیا ہے، کیونکہ ارض وسماوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہیں۔ اور ان کا نام قرآن مجید میں محمد کے نام سے کیا گیا ہے۔

* * *

تم دل میں آؤ تو یہ تماشا دکھاؤں میں
ہے ایک میرے پاس تمہارے جواب کا

واقعہ نمبر (۶۰)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے لوہے کی کڑی ٹوٹ گئی

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

میں نے یہ اپنی کیفیات بعض عورتوں کے سامنے پیش کیں تو انہوں نے عرب کے رواج کے مطابق مجھے اپنے پاس لوہا رکھنے کا مشورہ دیا۔۔۔ تاکہ حمل شیطان کی شرارتوں سے محفوظ رہے میں نے بھی مشورہ مان لیا۔ مگر ہوا یہ قد قطع پیٹ والے کی برکت سے وہ لوہے کی کڑی ٹوٹ گئی (طبقات ابن۔ سعد جلد ا۔ صفحہ ۶۵)

* * *

بادِ رحمت سنک سنک جائے
وادیٔ جاں مہک مہک جائے
نامِ پاک ان کا ہو لبوں سے ادا
شہد گویا ٹپک ٹپک جائے
رہنما گر نہ ہو وہ سیرتِ پاک
ہر مسافر بھٹک بھٹک جائے
ارضِ دل سے اٹھے نوائے درود
گونج اس کی فلک فلک جائے
شرعِ سرکار گر نہ ہو تائب
نسلِ آدم بہک بہک جائے

واقعہ نمبر (۶۱)

ولادت باسعادت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے۔ مگر قول مشہور یہی ہے کہ واقعہ ''اصحاب فیل'' سے پچپن دن کے بعد ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء ولادت باسعادت کی تاریخ ہے۔ اہل مکہ کا بھی اسی پر عملدر آمد ہے کہ وہ لوگ بارہویں ربیع الاول ہی کو کاشانۂ نبوت کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور وہاں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۴)

تم حسن میں ہو ایک تو میں فرد عشق میں
ہے کوئی آج میرے تمہارے جواب کا

* * *

واقعہ نمبر (۶۲)

باعث وجہ تخلیق کائنات

تاریخ عالم میں یہ وہ نرالا اور عظمت والا دن ہے کہ اسی روز عالم ہستی کے ایجاد کا باعث، گردش لیل ونہار کا مطلوب، خلق آدم کا رمز، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، بانی کعبہ کی دعا، ابن مریم کی بشارت کا ظہور ہوا۔ کائناتِ وجود کے الجھے ہوئے گیسوؤں کو سنوارنے والا، تمام جہان کے بگڑے نظاموں کو سدھارنے والا یعنی

مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا   مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ   فقیروں کا ماویٰ، ضعیفوں کا ملجا

واقعہ نمبر (۶۳)

مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سند الاصفیاء، اشرف الانبیاء، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالمِ وجود میں رونق افروز ہوئے اور پاکیزہ بدن، ناف بریدہ، ختنہ کئے ہوئے خوشبو میں بسے ہوئے بحالت سجدہ، مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین میں اپنے والد ماجد کے مکان کے اندر پیدا ہوئے باپ کہاں تھے جو بلائے جاتے اور اپنے نونہال کو دیکھ کر نہال ہوتے۔ وہ تو پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ دادا بلائے گئے جو اس وقت طواف کعبہ میں مشغول تھے۔ یہ خوشخبری سن کر دادا "عبدالمطلب" خوش خوش حرم کعبہ سے اپنے گھر آئے اور والہانہ جوشِ محبت میں اپنے پوتے کو کلیجے سے لگالیا۔ پھر کعبہ میں لے جا کر خیر و برکت کی دعا مانگی اور "محمد" نام رکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا ابولہب کی لونڈی "ثویبہ" خوشی میں دوڑتی ہوئی گئی اور "ابولہب" کو بھتیجا پیدا ہونے کی خوشخبری دی تو اس نے اس خوشی میں شہادت کی انگلی کے اشارہ سے "ثویبہ" کو آزاد کر دیا جس کا ثمرہ ابولہب کو یہ ملا کہ اس کی موت کے بعد اس کے گھر والوں نے اس کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا، تو اس نے اپنی انگلی اٹھا کر یہ کہا کہ تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد مجھے کچھ (کھانے پینے) کو نہیں ملا بجز اس کے کہ "ثویبہ" کو آزاد کرنے کے سبب سے اس انگلی کے ذریعہ کچھ پانی پلا دیا جاتا ہوں۔

(بخاری ج ۲ باب و امھاتکم التی ارضعنکم)

جب آ گیا ہے یاد تیرا نقشِ پا مجھے
دیکھا ہے کیسی یاس میں منہ آفتاب کا

لکھا ہوا ہے پیرِ مغاں کی دُکان پر
کم ظرف کو حرام ہے پینا شراب کا
دیکھے کوئی حسنؔ کو درِ میکدہ پر آج
لب پر سوال ہاتھ میں ساغر شراب کا
اغیار کو دکھاؤ نہ انداز چال کا
پس جائے دل کہیں نہ کسی پائمال کا
شکلِ کلیم ہم کو بھی بے ہوش کیجیے
آئینہ بھیج دیجیے اپنے جمال کا
اُس گل کی بُو سمائی ہے میرے دماغ میں
پھولوں کی ہے چنگیر مرقع خیال کا

* * *

واقعہ نمبر (۶۴)

میلاد شریف پر خوشی منانا

اس موقع پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک بہت ہی فکر انگیز اور بصیرت افروز بات تحریر فرمائی ہے جو اہل محبت کے لئے نہایت ہی لذت بخش ہے، وہ لکھتے ہیں کہ اس جگہ میلاد کرنے والوں کے لئے ایک سند ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شب ولادت میں خوشی مناتے ہیں اور اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب ابولہب کو جو کافر تھا اور اس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا، آنحضرت صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی منانے، اور باندی کا دودھ خرچ کرنے پر جزا دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہوکر خوشی مناتا ہے اور اپنا مال خرچ کرتا ہے۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۹)

خوابِ عدم سے چونک پڑے خفتگانِ خاک
کیا شورِ صُور میں ہے اثر تیری چال کا
کُنہِ شکست آئینۂ دل عیاں کریں
کھیے تو پوست کھینچ لیں شیشہ کے بال کا
سب صورتوں میں جلوہ گری ایک ہی کی ہے
نقشہ جما ہوا ہے کسی کے جمال کا

* * *

واقعہ نمبر (۶۵)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے پیدائش

جس مقدس مکان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی، تاریخ اسلام میں اس مقام کا نام "مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" (نبی کی پیدائش کی جگہ) ہے، یہ بہت ہی متبرک مقام ہے۔ سلاطینِ اسلام نے اس مبارک یادگار پر بہت ہی شاندار عمارت بنادی تھی، جہاں اہل حرمین شریفین اور تمام دنیا سے آنے والے مسلمان دن رات محفل میلاد شریف منعقد کرتے اور صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب "فیوض الحرمین" میں تحریر فرمایا

ہے کہ میں ایک مرتبہ اس محفل میلاد شریف میں حاضر ہوا، جو مکہ مکرمہ میں بارہویں ربیع الاول کو "مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" میں منعقد ہوئی تھی جس وقت ولادت کا ذکر پڑھا جارہا تھا تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی اس مجلس سے کچھ انوار بلند ہوئے، میں نے ان انوار پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ رحمتِ الٰہی اور ان فرشتوں کے انوار تھے جو ایسی محفلوں میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ (فیوض الحرمین)

ساقی خمارِ ہجر کی شدت سے غش ہوں میں
چھینٹا دے منہ پر اب تو شرابِ وصال کا
سنگِ غمِ فراق سے دل پر لگا نہ چوٹ
آئینہ ٹوٹ جائے گا تیرے جمال کا

* * *

واقعہ نمبر (۶۶)

دودھ پینے کا زمانہ

سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابولہب کی لونڈی "حضرت ثویبہ" کا دودھ نوش فرمایا پھر اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دودھ سے سیراب ہوتے رہے، پھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو اپنے ساتھ لے گئیں اور اپنے قبیلہ میں رکھ کر آپ کو دودھ پلاتی رہیں اور انہیں کے پاس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دودھ پینے کا زمانہ گزرا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۸)

واقعہ نمبر (٦٧)

شرفاءعرب کی عادت

شرفاء عرب کی عادت تھی کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے گردونواح دیہاتوں میں بھیج دیتے تھے دیہات کی صاف ستھری آب وہوا میں بچوں کی تندرستی اور جسمانی صحت بھی اچھی ہوجاتی تھی اور وہ خالص اور فصیح عربی زبان بھی سیکھ جاتے تھے کیونکہ شہر کی زبان باہر کے آدمیوں کے میل جول سے خالص اور فصیح وبلیغ زبان نہیں رہا کرتی۔

بروایت دیگر:

شرفاء اپنے بچوں کو ابتداہی سے دیہات میں بھیج دیتے تھے تاکہ

(۱) بچے کھلی فضاء میں پرورش پائیں۔

(۲) ہر قوم کی اصل تہذیب وتمدن اصل لغت وزبان دیہات میں ہوتی ہے تاکہ بچے اصل عربی خصوصیات سے متصف ہوکر آئیں۔

بقول ابن سعد کے اس سال (قدم مکۃ عشر نسوۃ من بنی سعد بن بکر)

(طبقات ابن سعد جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۷۲)

قبیلہ بنی سعد کی دس عورتیں شیر خوار بچوں کی تلاش میں مکہ مکرمہ میں آئیں۔۔۔ ہر ایک نے بستی کا چکر لگایا جودائی بھی آمنہ کے لخت جگر کو دیکھتی دل دے بیٹھتی لے جانے کی درخواست کرتی۔ مگر جب انہیں معلوم ہوتا آپ یتیم ہیں سوچتیں یہاں سے دنیوی مال ومتاع ملنا مشکل ہے یتیم سن کر چلی جاتیں۔

دیگر دائیاں شرفا کے بچے اٹھا کر جانے کی تیاری میں ہیں۔ ادھر کمزور سواری والی سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ان سے پوچھتی ہیں کوئی بچہ باقی بھی ہے یا سب اٹھ چکے ہیں دائیاں جواب دیتی ہیں حلیمہ صرف عبداللہ کا یتیم بیٹا عبدالمطلب کا یتیم پوتا باقی ہے۔۔۔

ہے تو دیکھ لے۔

بیٹھے ہیں ہم بھی خرمنِ ہوش و خرد لیے
یا رب ادھر بھی وار ہو برقِ جمال کا
پامال رشک کیجیے حسینانِ دہر کو
پا پوش میں لگائیے کنٹھا ہلال کا
پہنچوں میں روضۂ شہ والا پر اے حسنؔ
اُمید وار ہوں کرمِ ذوالجلال ک
یہ ناز یہ انداز ہمارے نہیں ہوتے
جھولی میں اگر ٹکڑے تمھارے ﷺ نہیں ہوتے

* * *

واقعہ نمبر (۶۸)

پہلی نظر نے دل موہ لیا

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں:۔

میں سیدہ آمنہ کے دروازے پر پہنچی دستک دی اندر سے جواب ملا کون؟

عرض کرتی ہیں میرا نام حلیمہ ہے۔۔۔قبیلہ بنی سعد سے تعلق ہے۔۔۔دائی ہوں۔۔۔آپ کے نورِ نظر کے لیے حاضری ہوئی ہے۔ دروازہ کھلا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید چادر میں آرام فرماتے تھے حضرت حلیمہ نے زیارت کی۔

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں:۔

پہلی نظر نے دل موہ لیا۔

عرض کرتی ہیں ایک منٹ ذرا اپنے خاوند حارث سے مشورہ کرلوں۔ حارث نے سوالیہ نگاہوں سے پوچھا بتاؤ بچہ کیسا ہے؟

امی حلیمہ عرض کرتی ہیں:۔

اومیرے خاوند زندگی گزر گئی بچے اٹھاتے خدمت کرتے مگر

آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

ایسا حسن وجمال کا پیکر میں نے نہیں دیکھا۔ حارث کہتے ہیں جاؤ لیکر آؤ اگر ہم بھی یتیم سمجھ کر چھوڑ جائیں نا معلوم بیوہ کے دل پر کیا گذرے گی۔ باقی رہا رزق وہ اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ خود مہربانی فرمائیں گے۔ اس مضمون کو حافظ ابن کثیر اور صاحب طبقات اس انداز میں بیان فرماتے ہیں

سیدہ حلیمہ نے خاوند سے کہا

واللہ انی لا کرہ ان ارجع من بین صواحبی لیس معی رضیع لانطلقن الی ذلك الیتیم فلاخذنه فقال لا علیك ان تفعلی فعسی الله ان یجعل الله لنا فیه برکة فذهبت فاخذته فوالله ما اخذته الا انی لم اجد غیره

(طبقات ابن سعد جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۱۲۲۱ البدایہ والنھایہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۷)

حقیقت یہ ہے کہ ان عورتوں نے اٹھایا نہیں بلکہ رب نے اٹھانے دیا نہیں۔ یہ در یکتا۔۔۔ گوھر بے بہا۔۔۔ ہر ایک کی قسمت میں کہاں۔

ہر پھول کی قسمت میں کہاں ناز عروساں کچھ پھول تو کھلتے ہیں مزاروں کے لیے

بالآخر حضرت حلیمہ نے سیدہ آمنہ سے روانگی کی درخواست کی اس وقت بڑا رقت

آمیز منظر تھا۔۔۔ امی آمنہ کبھی اپنے نور نظر کے رخسار چومتی ہے۔۔۔ کبھی پیشانی کے بوسے ۔۔۔ کبھی اپنے لخت جگر کو سینہ سے لگاتی ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا

جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہ ہو　　یہ داغ وہ ہے جو کسی دشمن کو نصیب نہ ہو

سیدہ آمنہ دے رہی ہیں۔۔۔ سیدہ حلیمہ لے رہی ہیں۔ میرا محبوب امن سے ۔۔۔ حلم وحوصلہ کی طرف منتقل ہو رہا ہے۔

دنیا جانتی ہے ماں کے دودھ کا۔۔۔ ماں کی گود کا بڑا اثر ہوتا ہے۔

اندازہ تو فرمائیں پہلا دودھ امن والا۔۔۔ آخری دودھ حلم والا۔۔۔ پہلی گود امن والی ۔۔۔ دوسری گود حلم والی۔

چشم فلک نے فتح مکہ کے موقع پر ان مبارک گودوں کا اور باعزت دودھ کا اثر دیکھا کہ طاقت وقوت کے باوجود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امن، سکون۔۔۔ حلم وحوصلہ کا اظہار فرما کر سیدنا یوسف علیہ السلام کے جواب لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کی یاد تازہ فرمادی۔

* * *

واقعہ نمبر (۶۹)

خشک سینہ میں دودھ اتر آیا

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

جب میرا محبوب میری گود میں تشریف فرما ہوا۔ تو میرے خشک سینہ میں دودھ اتر آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پیا اور میرے دوسرے بیٹے نے بھی پیا۔ نیز آپ ہمیشہ دائیں جانب استعمال فرماتے تھے۔

واقعہ نمبر (۷۰)

تھن دودھ سے بھر گئے

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہماری وہ اونٹنی جو ہڈیوں کا ڈھانچہ تھی۔۔۔ دودھ کا نام ونشان نہ تھا۔۔۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ہم نے دیکھا اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں۔ میں نے اور میرے شوہر نے خوب سیر ہو کر پیا۔ اس رحمت خداوندی کو دیکھ کر میرا شوہر کہنے لگا:

واللہ یا حلیمہ لقد اخذت نسمة مبارکة

اے حلیمہ خوب سمجھ لے بخدا تو نے نہایت مبارک بچہ اٹھایا ہے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے جواباً فرمایا

واللہ انی لارجو ذالک

میں اسی رحمت کی امید رکھتی ہوں۔

(البدایہ والنھایہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۳۱، طبقات ابن سعد جلد نمبر ۱، صفحہ ۴۷ سیرۃ ابن ہشام)

سیدہ آمنہ اپنے نور نظر کو جاتے دیکھ کر فرماتی ہیں:۔

اعیذہ باللہ ذی الجلال　　من شر ما مر علی الجبال

(طبقات ابن سعد ج ۱، صفحہ نمبر ۴۷)

واقعہ نمبر (۷۱)

سیدہ حلیمہ کے قافلہ کی روانگی

حضرت حلیمہ کی سواری جسے چابک مار مار کر چلایا جاتا تھا آج برق رفتار بن گئی رو کے رکتی نہیں ساتھ آنے والی عورتیں پوچھتی ہیں۔

ھذہ اتتک التی خرجت علیہا معنا

کیا یہ وہی سواری ہے جس پر سوار ہو کر ہمارے ساتھ آئی تھی؟

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا جواباً فرماتی ہیں

نعم واللہ انہا لہی

خدا کی قسم وہی سواری ہے (البدایہ والنھایہ، جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۳۱)

عورتیں پوچھتی ہیں ماصنعت؟ یہ تو کمزور تھی اب تیز رفتار ہے تو نے اس کے ساتھ کیا کیا ہے؟

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

اخذت واللہ خیر مولود یہ سب میرے بچے کی برکت ہے۔

اب لگیں ایک دوسرے کو دیکھنے۔ اور حسرت بھرے انداز میں پوچھتی ہیں اھو ابن عبدالمطلب؟ کیا وہی عبدالمطلب کا پوتا ہے؟ امی اپنے مقدر پر نازاں ہو کر فرماتی ہیں نعم۔۔۔ جی ہاں۔ (طبقات ابن سعد صفحہ نمبر ۷۴ جلد نمبر ۱)

* * *

واقعہ نمبر (۷۲)

حلیمہ کی بکریوں کا سیر ہو کر آنا

جب سیدہ حلیمہ اپنی جھولی میں در یتیم لیکر قبیلہ بنی سعد میں پہنچی۔ وہاں کی زمین پر خشک سالی کا راج تھا۔۔۔ چراگاہیں ختم ہو چکی تھیں۔۔۔ جانور بھوک کے مارے بدحال تھے مگر حضرت کے جانے کے بعد اہل علاقہ نے یہ کرامت دیکھی کہ حضرت حلیمہ کی بکریاں سیر ہو کر واپس لوٹتی ہیں۔۔۔ دودھ ہی دودھ ہے۔

کل جو حلیمہ لوگوں سے دودھ طلب کیا کرتی تھی۔ آج لوگوں کو دودھ مل رہا ہے خدا کی یہ سب رحمتیں ہیں رحمۃ اللعالمین کے طفیل نصیب ہوئیں۔

جب تک کہ مدینے سے اشارے نہیں ہوتے
روشن کبھی قسمت کے ستارے نہیں ہوتے
ملتی نہ اگر بھیک حضور آپ کے در سے
اس ٹھاٹ سے منگتوں کے گزارے نہیں ہوتے
بے دام ہی بک جایئے بازار نبی میں
اس شان کے سودے میں خسارے نہیں ہوتے
وہ چاہیں بلا لیں جسے یہ اُن کا کرم ہے
بے اذن مدینے کے نظارے نہیں ہوتے

* * *

واقعہ نمبر (۷۳)

سیدہ حلیمہ کے گھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتیں

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے گھر میں یک لخت یہ تبدیلیاں کیوں رونما ہونے لگیں (حضرت حلیمہ کے سینہ میں دودھ اترنا۔۔۔ اونٹنی کا دودھ سے لبریز ہونا۔۔۔ بنی سعد کی زمین کا حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ریوڑ کے لیے سرسبز و شاداب ہو جانا۔۔۔ خشک بکریوں کے تھنوں میں دودھ جاری ہو جانا)

اس کے سوا کوئی جواب نہیں کہ اب نسبت بدل گئی ہے۔

پہلے سیدہ حلیمہ عبداللہ انیسہ اور شیما کی ماں تھی
اب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بن گئی
پہلے اونٹنی سیدہ حلیمہ کی سواری تھی
اب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری بن گئی
پہلے ارض بنی سعد پر بنی سعد رہتے تھے
اب قیام گاہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن گئی
پہلے جنگل میں عبداللہ وانیسہ جاتے تھے
اب جنگل میں حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانے لگے
پہلے بکریاں سیدہ حلیمہ کے گھر کی تھیں
اب بکریاں حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں

نسبت بھی عجیب چیز ہے:۔

یہی وہ نسبت ہے جس کے سبب بوریا نشینوں، اونٹوں کے چرواہوں، کئی کئی دن کے فاقہ کشوں کے خوف سے دنیا کفر لرزہ براندام ہوئی۔

بت کیا تھی کہ نہ روما اور ایراں سے دبے　　چند با تربیت اونٹوں کو چرانے والے
جن کو کافور پہ ہوتا تھا نمک کا دھوکا　　بن گئے دنیا کو اکسیر بنانے والے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سال تک سیدہ حلیمہ کے ہاں قیام فرمایا اور یہی مدت رضاعت تھی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۲ صفحہ ۲۳۲ طبقات ابن سعد ج ۱ صفحہ ۷۴)

اس دوران حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ہر چھ ماہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ اور جد امجد جناب عبدالمطلب کے ہاں لے جایا کرتی تھیں۔

(تاریخ اسلام، جلد ۱ صفحہ ۷۳)

واقعہ نمبر (۷۴)

نور کا اترنا

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں:۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش بڑی تیزی سے ہوئی یہاں تک کہ آٹھ ماہ کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاف بولنے لگے۔۔۔ دس ماہ کی عمر میں بڑے بچوں کے ساتھ تیراندازی فرماتے۔

سیدہ فرماتی ہیں ایام طفولیت میں روزانہ ایک نور آپ پر اترتا تھا جس کی روشنی کا مقابلہ سورج نہیں کرسکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے ہمارا قبیلہ ہر وقت معطر رہتا۔

خالد یہ تصدق ہے فقط نعت کا ورنہ
محشر میں ترے وارے نیارے نہیں ہوتے

* * *

واقعہ نمبر (۷۵)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلا کلام

جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دودھ چھڑایا گیا تو سب سے پہلی کلام آپ کی زبان مبارک سے اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا، سبحان اللہ بکرۃ واصیلا نکلی۔

واقعہ نمبر (۷۶)

بچپن میں ہی بسم اللہ پڑھنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچپن ہی سے کوئی چیز بغیر بسم اللہ پڑھے نہ اٹھاتے تھے۔ نیز اگر کسی کو پھوڑا پھنسی ہوتا یا کوئی انسان وحیوان بیمار ہو جاتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک لگانے سے فوراً بفضل خدا شفاء یاب ہو جاتا۔

(قصص الانبیاء صفحہ ۶۹۷ البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۳۲ جلد ۲)

واقعہ نمبر (۷۷)

حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ کا اصرار

سیدہ حلیمہ دو برس گزرنے کے بعد حسب وعدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس امی کے پاس پہنچانے آئیں۔ مگر فضائل وبرکات کو دیکھ کر دل میں یہ خیال آتا ہے۔۔۔ کہ یہ نعمت عظمیٰ کچھ دن اور میرے پاس رہے۔ مشہور مثل کے مطابق نیت صاف منزل آسان ان دنوں مکہ مکرمہ میں وباء پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ سیدہ حلیمہ نے ساتھ لے جانے کا اصرار کیا وباء ظاہری سبب بن گئی سیدہ آمنہ نے غیر معمولی اصرار کو دیکھ کر اجازت مرحمت فرمائی۔

(قصص الانبیاء ص ۶۹۸۔ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۳۲۔ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۷۴)

واقعہ نمبر (۷۸)

حلیمہ کے قدموں سے زمین نکل گئی

حضرت سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

ایک دن میرا سگا بیٹا دوڑتا ہوا آیا اور آکر کہنے لگا۔ امی دو سفید لباس میں ملبوس شخص آئے اور وہ میرے قریشی بھائی کو اٹھا کر لے گئے۔ پھر انہوں نے ان کے سینہ کو چاک کر دیا۔

حضرت سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ خبر سنتے ہی میرے قدموں سے زمین نکل گئی۔ میں اور میرا خاوند ہم دونوں دوڑے ہوئے آئے تو کیا دیکھتے ہیں۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطمئن کھڑے ہیں البتہ چہرہ انور پر کچھ خوف کے آثار تھے ہم نے جلدی سے گلے لگایا۔۔۔ خیریت معلوم کی۔۔۔ واقعہ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو سفید لباس والوں نے مجھے لٹایا اور میرا سینہ چاک کر دیا پھر کوئی چیز تلاش کرتے رہے۔

(قصص الانبیاء صفحہ ۶۹۸)

اسی واقعہ کو البدایہ والنہایہ ج ۲ صفحہ ۲۳۲ اور طبقات ابن سعد ج ۱ صفحہ ۷۵ پر قریب قریب انداز میں نقل کیا گیا ہے۔

> فقال ذاك اخي القرشي جاء ه رجلان عليهما ثياب بيض فاضجعاه فشقا بطنه فخرجت انا وابوه نشتد نحوه نحوه فنجده قائما منتقعا لونه فاعتنقه ابوه وقال يابني ماشأنك قال جاء ني رجلان عليهما ثياب بيض اضجعاني وشقا بطني ثم استخرجا منه شيئا فطرحا ه ثم راده كما كان فرجعنا به معنا

حضرت حلیمہ کے خاوند اس غیر معمولی واقعہ کو دیکھ کر گھبرا گئے اور فیصلہ کیا کہ ہوسکتا ہے اس سے بڑا کوئی اور واقعہ پیش آئے۔۔۔ ان کی والدہ آمنہ صاحبہ کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑ جائے لہذا اس امانت کو سیدہ آمنہ کے ہاں پہنچا دیا جائے۔

شق صدر کا واقعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص خصوصیت ہے۔ زندگی مبارک میں چار دفعہ یہ واقعہ پیش آیا۔

(۱) جب آپ سیدہ حلیمہ کے ہاں تھے۔

(۲) جب عمر شریف دس سال ہوگئی۔

(۳) بوقت بعثت۔

(۴) بوقت معراج۔

اسی بات کو علماء سید نعیم الدین مراد آبادی کنزالایمان فی ترجمۃ القران مؤلفہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کے حاشیہ صفحہ ۱۰۹۷ پر تحریر کرتے ہیں

ابتدائے عمر شریف میں۔ اور ابتدائے نزول وحی کے وقت۔ اور شب معراج جیسا کہ احادیث میں آیا ہے اس کی شکل یہ تھی کہ جبرائیل امین نے سینہ پاک چاک کر کے قلب مبارک نکالا اور زریں طشت میں آب زمزم سے غسل دیا اور انوار و حکمت سے بھر کر اس کو اسکی جگہ رکھ دیا۔

اس کی مزید تائید مسلم شریف ج ۱ صفحہ ۹۲ باب الاسراء میں حضرت انس ؓ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے

قد کنت اری اثر المخیط فی صدرہ

میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ میں سلائی کے نشان دیکھے۔

* * *

واقعہ نمبر (۷۹)

شق صدر میں کیا دھویا گیا؟

چونکہ باجماع اہل السنۃ فخر موجودات حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم باعتبار ذات و نسب کے ابوالانسانیت حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں بایں سبب موجود خواہشات نفسانیہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر سے دھوڈالا گیا اور اس کی جگہ نور کو بھر دیا گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

فاخذه فصرعه فشق عن قلبه فاستخرج القلب فاستخرج منه علقة

ساتھ ہی دوسری روایت میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فنزل جبرئیل ففرج صدری ثم غسله بماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلئ حکمة وایمانا فافرغها فی صدری ثم اطبقه

(مسلم شریف ج ۱ صفحہ ۹۲ کتاب الایمان باب الاسراء)

کیا ساتھ میں لے کر آئے ہو، اے نور سہارا کیا ہوگا
گر پوچھ لیا کل آقا نے اس وقت تمہارا کیا ہوگا
میں رات میں کروٹ لیتا ہوں، آقا کی زیارت ہو لیکن
دل سوز و دردوں سے خالی ہے، پھر ان کا نظارہ کیا ہوگا

* * *

واقعہ نمبر (۸۰)

بادل کا سایہ کرنا

ایک مرتبہ سیدہ حلیمہ نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گرمی میں آرام فرما ہیں دریافت کرتی ہیں بیٹے اس گرمی میں سوئے ہو آپ کی بیٹی کہنے لگی

یا امه وجد اخی حرا رأیت غمامة تظل علیه اذا وقفه وقفت واذا سارت

امی جان میرا بھائی (محمد بن عبداللہ) گرمی محسوس نہیں کرتا آپ کے ساتھ ساتھ اوپر بادل

سایہ کرکے چلتا ہے (البدایہ والنہایہ ج ۲ صفحہ ۲۳۲ طبقات ابن سعد ج ۱ صفحہ ۷۵)

واقعہ نمبر (۸۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار سال بنی سعد میں گزارے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سال تک بنی سعد کو اپنی خدمت کی سعادت سے نوازا۔ بالآخر حضرت حلیمہ سعدیہ اور جناب حارث نے یہ عظیم امانت آمنہ کے گھر پہنچائی۔ ساتھ ساتھ اپنے ہاں زمانہ قیام کے دوران پیش آنے والے تمام واقعات و برکات بھی سنائے۔

مگر والدہ محترمہ سن کر متعجب نہ ہوئیں:۔

بلکہ فرمایا میرا فرزند نہایت ہی شان و مرتبہ والا ہے۔۔۔ میں نے اس سے بڑے حالات و برکات زمانہ حمل میں اور بوقت ولادت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ دیکھے ہیں

(البدایہ والنہایہ ج ۲ صفحہ ۲۳۲)

* * *

واقعہ نمبر (۸۲)

جناب عبدالمطلب کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام و مرتبہ کا اعتراف

جناب عبدالمطلب نہایت ہی اہتمام سے پوتے کی کفالت کرنے لگے۔ جہاں تشریف لے جاتے آپ کو ساتھ رکھتے یہاں تک کہ جب آپ مسجد الحرام میں داخل ہوتے ان کے لیے مخصوص قالین بچھائی جاتی جس پر عبدالمطلب تشریف فرما ہوتے۔۔۔ کسی کو کیا مجال کہ اس پر قدم رکھے۔ آپ کے حقیقی صاحبزادے بھی کنارہ پر بیٹھتے مگر محمد عربی صلی

اللہ علیہ وسلم بلا جھجک آ کر اس پر جلوہ افروز ہوتے۔

ایک دن عبدالمطلب نے دیکھا کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا چچا وہاں بیٹھنے سے روک رہا ہے تو فرمایا

دعوا ابنی فواللہ ان لہ شاناً

انکو اپنے حال پر رہنے دو یہ بڑے مقام والے ہیں

(البدایہ والنہایہ ج ۲ صفحہ ۲۴ قصص الانبیاء صفحہ ۶۹۹)۔

دیدار خدا کا جنت میں ایمان مفصل کا جز ہے
آقا کی زیارت سے بڑھ کر، کچھ اور نظارہ کیا ہوگا
واصف ہے خدا بھی جب ان کا اک پیکرِ رحمت آقا ہیں
محروم رہوں میں رحمت سے، یہ ان کو گوارہ کب ہوگا

* * *

واقعہ نمبر (۸۳)

عبدالمطلب کی والہانہ محبت

ایک مرتبہ حضرت عبدالمطلب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گمشدہ اونٹ کی تلاش میں بھیجا (کیونکہ عبدالمطلب کو یقین تھا بلکہ بارہا کا تجربہ تھا کہ جس کام پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روانہ کرتے کامیابی ہوتی) مگر واپس آنے میں دیر ہوگئی۔۔۔ جد محترم بڑے پریشان ہوکر کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہیں اور زبان پر یہ شعر ہے

ردالی راکبی محمدا رده الی واصطنع عندی یدا

اے اللہ میرے (کندھوں پر) سوار ہونے والے محمد کو واپس بھیج اور میرے اوپر عظیم الشان احسان فرما۔

تھوڑی دیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مع اونٹ کے تشریف لائے دیکھتے ہی عبدالمطلب نے گلے سے لگایا اور کہا بیٹے آج کے بعد تجھے اکیلا نہیں بھیجوں گا۔

(طبقات ابن سعد ج ا صفحہ ۴۹)

خود پاس بلا کر مولیٰ نے جنت کے نظارے کروائے
اعزاز محبت میں ان کے جنت کو سنوارا کیا ہو گا
الفت کا سلیقہ یارب دے، محبوب دو عالم خود کہہ دیں
اب جام تھما کر کوثر کا، آجاؤ تمہارا کیا ہو گا

* * *

واقعہ نمبر (۸۴)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہی پادری بول اٹھا نبی آخر الزمان یہی ہیں

سیرت حلبیہ میں ہے:۔

کہ ایک دن عبدالمطلب حجر اسود کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ان کے پاس اہل نجران کا سب سے بڑا پادری آ کر بیٹھ گیا کہنے لگا ہماری کتب میں آخری پیغمبر کی یہ علامات درج ہیں نیز وہ مکہ میں اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے پیدا ہو گا آپ خاموش بیٹھے سن رہے تھے

اتنے میں کسی کے ساتھ حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں تشریف لائے اور دادا کے ساتھ بیٹھ گئے۔

بس پھر کیا تھا؟

پادری کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔ جلدی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں آنکھوں اور شانوں کو دیکھنے لگا۔ اور بے ساختہ بول اٹھا۔۔ وہ نبی آخرالزماں یہی ہے۔

وہ عالم عبدالمطلب سے پوچھتا ہے یہ آپ کے کیا لگتے ہیں؟

آپ نے فرمایا میرے بیٹے ہیں

پادری کہتا ہے اگر واقعی یہ آپ کے بیٹے ہیں تو کتب سماویہ جھوٹی ہوتی ہیں کیونکہ ان میں مکتوب ہے کہ وہ یتیم ہوگا۔

حضرت عبدالمطلب نے فرمایا۔۔۔ یہ میرے پوتے ہیں اور ان کے والد کا انتقال ہو چکا ہے پادری کی زبان سے یہ باتیں سن کر دادا کی توجہ آپ کی طرف اور زیادہ مبذول ہوئی۔ (قصص الانبیاء صفحہ ۷۰۰)

* * *

واقعہ نمبر (۸۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابوطالب کے پاس

حضرت عبدالمطلب نے اپنے ہونہار پوتے کو ابوطالب کے سپرد کیا۔ ابوطالب ذاتی طور پر کثیر العیال اور قلیل المال شخص تھے۔۔۔ مگر حفاظت وکفالت اور حضانت وشرافت کا حق ادا کیا۔

ابوطالب نے اپنے گھر میں پہلی برکت یہ دیکھی کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

شریک فی الطعام کیا جاتا تو قلیل طعام بھی سب پر کافی ہو جاتا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ کھانا پیش کیا جاتا تو وہ برکات نظر نہ آتیں۔

(البدایہ والنہایہ ج ۲ صفحہ ۲۴۲، طبقات ابن سعد ج ۱ صفحہ ۸۰)

واقعہ نمبر (۸۶)

جناب ابو طالب کے گھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات

وکان ابو طالب لامال له وکان اذا اکل عیال ابی طالب جمیعا اوفرادی لم یشبعوا واذا اکل معهم رسول الله شبعوا

اور جناب ابو طالب کے پاس مال نہ تھا اور جب جناب ابو طالب کے اہل عیال اکٹھے کھانا کھاتے یا اکیلے کھانا کھاتے تو وہ سیر ہو کر نہ کھاتے اور جب ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا تناول فرماتے تو وہ سب سیر ہو کر کھانا کھاتے۔

* * *

واقعہ نمبر (۸۷)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح صاف ونظیف اٹھتے

یصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دھینا کھیلا

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح اٹھتے تو صاف ونظیف اٹھتے۔

لفظی معنی یہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیل لگے ہوئے اور سرمہ ڈالے ہوئے ہوتے

واقعہ نمبر (۸۸)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا

ایک مرتبہ مکہ میں قحط پڑا تو لوگوں نے ابو طالب سے بارش کیلئے دعا کی درخواست کی جناب ابوطالب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر ایک عظیم مجمع کے ساتھ حرم محترم میں داخل ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ مبارک کو بیت اللہ شریف سے لگا دیا۔

آپ نے باندازِ عجز اپنی انگلی مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا ہر طرف سے بادل امنڈتے چلے آئے اتنی بارش ہوئی کہ ندی نالے بہہ پڑے۔۔۔ اس برکت کو دیکھ کر ابوطالب کہتے ہیں۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه   ثمال الیتامی عصمة للارامل

اے روشن ومنور کہ ان کے چہرے کی برکت سے بارش مانگی جاتی ہے جو یتیموں کی پناہ اور بیواؤں کا ملجا ہے۔ (سیرۃ المصطفی جلد ۱ صفحہ ۸۸)

* * *

بادِ رحمت سنک سنک جائے
وادیٔ جاں مہک مہک جائے

نامِ پاک ان کا ہو لبوں سے ادا
شہد گویا ٹپک ٹپک جائے

واقعہ نمبر (۸۹)

ملک شام کا سفر۔۔ بادل کا سایہ کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ شام کی طرف سفر فرمایا۔

(۱) جب آپ کی عمر بارہ برس تھی:۔

جناب ابو طالب بغرض تجارت شام کی طرف جانے لگے اور سفر کی صعوبت کے پیش نظر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں چھوڑنے کا ارادہ کیا۔ عین اسی وقت جب ابو طالب پابرکاب تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور پر آثار حزن وملال ظاہر ہوئے ۔۔۔ ابو طالب پوچھتے ہیں بیٹا پریشان کیوں ہو؟

فرماتے ہیں چچا مجھے آج دادا کے چلے جانے کا احساس ہو رہا ہے وہ کبھی بھی مجھے اکیلا چھوڑ کر نہ جاتے تھے عموما کندھوں پر سوار فرماتے تھے

یہ سنتے ہی ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے لیا قافلہ رواں دواں ہے جب یہ قافلہ بحیرہ راہب کے صومعہ کے قریب پہنچا تو سب نے وہیں آرام کرنے کا مشورہ کیا۔

دیکھتے کیا ہیں راہب اپنی عبادت گاہ سے نکل کر قافلہ کے قریب آیا اور ایک ایک کو بغور دیکھنے لگا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو آپ کے ہاتھ مبارک کو پکڑ کر کہنے لگا

ھذا سید العالمین ھذا رسول رب العالمین۔۔۔ یبعثہ اللہ رحمۃ اللعالمین۔

قافلہ میں شریک بزرگوں نے پوچھا آپ کو کیسے علم ہوا؟

راہب کہتا ہے:۔

جب تم آ رہے تھے اس وقت تمام شجر وحجر کو میں نے سربسجود ہوتے دیکھا۔ نیز

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت بھی علامات نبوت میں سے ہے پھر راہب نے تمام قافلہ کی دعوت کی تمام اہل قافلہ شریک ہوئے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ نہ تھے۔

راہب پوچھتا ہے وہ ولد مسعود کہاں ہے؟

جواب ملتا ہے اونٹوں کے ساتھ ہیں۔

مگر راہب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک دعوت ہونے پر مصر ہے۔

آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے تھے تو بادل کا ٹکڑا سر مبارک پر سایہ کیے ہوئے تھا۔

خیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو سایہ میں جگہ باقی نہ تھی کیونکہ سایہ میں سب لوگ پہلے سے موجود تھے آپ دھوپ میں ہی بیٹھ گئے تو

مال فئ الشجرۃ علیہ

درخت کا سایہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو گیا۔

راہب کہنے لگا (انظروا الی فئ الشجرۃ مال علیہ) یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔

اختتام دعوت پر وہ راہب قافلہ والوں کو قسمیں دینے لگا کہ آپ انہیں ساتھ نہ لے جائیں۔ ورنہ رومی علامات نبوت دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیں گے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس کر دیا گیا۔

(ملخصاً ترمذی شریف ج ۲ صفحہ ۲۲۵ قصص الانبیاء ۲۰۷ تاریخ اسلام صفحہ ۵۷ البدایہ والنہایہ ج ۲ صفحہ ۲۴۴)

* * *

واقعہ نمبر (۹۰)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شام کی طرف دوسرا سفر۔ نسطورا راہب

دوسرا سفر اس وقت کیا جب عمر مبارک پچیس برس تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت لے کر عازم شام ہوئے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے میسرہ نامی غلام بھی ساتھ روانہ کیا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بصری پہنچے تو ایک درخت کے نیچے بغرض آرام ٹھہر گئے ساتھ ہی ایک راہب رہتا تھا (جس کا نام نسطورا تھا) وہ آپ کے قریب آیا شرف زیارت سے مشرف ہوا۔

میسرہ سے پوچھتا ہے کیا آپ کو ان کی آنکھوں میں قدرے سرخی نظر آتی ہے؟ میسرہ نے کہا یہ سرخی تو ہر وقت رہتی ہے تو یہ سن کر راہب کہنے لگا۔۔۔ وھو نبی وھو آخر الانبیاء۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ کہنے لگا اس درخت کے نیچے نبی کے علاوہ کوئی نہیں بیٹھتا۔

نیز میسرہ کا بیان ہے جب سخت گرمی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بادل سایہ فگن رہتا تھا۔ بعض روایات میں ملائکہ کے سایہ کرنے کا ذکر ہے۔ ہو سکتا ہے مختلف اوقات میں دونوں صورتیں پیش آئی ہوں۔ اور یہی کیفیت شام سے واپسی پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خود بھی مشاہدہ فرمائی۔

(البدایہ والنہایہ ج ۲ صفحہ ۲۵۵ قصص الانبیاء صفحہ ۷۰۴ طبقات ابن سعد ج ۱ صفحہ ۸۷)

* * *

واقعہ نمبر (۹۱)

عجیب انداز میں تربیت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے اعلان نبوت سے قبل بکریاں چرائیں جیسا کہ میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

وھل من نبی الا رعاھا

کوئی نبی ایسے نہیں گزرے جنہوں نے بکریاں نہ چرائیں ہوں۔

(بخاری شریف۔ ج ۲ صفحہ ۸۲ کتاب الاطعمہ۔ وکتاب الاجارہ)

خوشیوں کی سند بنجاتی ہو یارب وہ زباں کو مدحت دے
آقا کی رفاقت ملجائے پھر مجھ کو خسارہ کیا ہوگا
جب ذکر محمد ہوتا ہے رحمت کی گھٹائیں چھاتی ہیں
سرکار مدینہ کے دم سے دنیا میں بہاریں آتی ہیں
اعجاز نما پیکر ان کا ، چہرہ ہے کھلا مُصحف جیسا
کردار بلند ایسا جس سے اقوام ہدایت پاتی ہیں
جب درد محبت اٹھتا ہے ذکر نبی کرلیتا ہوں
یادیں ہی نبی کی اس دل کا سامان تسلی لاتی ہیں
بطحا کے نظاروں کا دلکش منظر ہی بسا ہے آنکھوں میں
جنت کی بہاریں بھی جس پر قربان وفدا ہو جاتی ہیں

* * *

واقعہ نمبر (۹۲)

میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جلسہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم اپنے حجرہ انور سے باہر تشریف لائے، صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بیٹھے پایا تو ارشاد فرمایا آج تمہیں کس (چیز) نے بٹھایا ہے (بصورت جلسہ) تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم بیٹھے ہیں کہ ہم اللہ عزوجل کا ذکر کریں اور اس کی حمد وثنا کریں کہ اس نے ہمیں اسلام کا راستہ دکھایا اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا، پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! کیا اس چیز نے تمہیں یہاں بٹھائے رکھا؟ عرض کیا: اللہ عزوجل کی قسم! اس چیز نے ہمیں یہاں بٹھایا، حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے کسی تہمت کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی، بے شک میرے پاس جبرائیل آئے ہیں اور انہوں نے بتایا ہے کہ بے شک اللہ تعالی تمہارے اس عمل (جشن میلاد النبی) پر فرشتوں کے سامنے فخر فرمارہا ہے

(سنن نسائی، ج۱، ص۲٦٤، المعجم الکبیر للطبرانی، ج۹، ص۳۱۱،، مسند امام احمد ج٤، ص۲۰۵، کتاب الزہد لابن مبارک ص۳۹٦)

جب نعت محمد لکھتے ہیں راتوں میں شعیب اُن کا عاشق
محسوس وہ کرتے ہیں ساری ظلمات بکھرتی جاتی ہیں

* * *

واقعہ نمبر (۹۳)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تین جھنڈے

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ولادت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے نصب کئے گئے۔ ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں، تیسرا کعبے کی چھت پر...... اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت ہوگئی۔

(خصائص کبریٰ ج اوّل ص ۸۲)

جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ جھنڈے کے ساتھ مدینہ میں تشریف لائے۔

(وفاء الوفا، ج۱، ص: ۲۴۳)

* * *

واقعہ نمبر (۹۴)

میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جلوس

جلوس میلاد کوئی نیا کام نہیں بلکہ فرشتوں نے بھی نکالا اور ولادت سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے موقع پر فوج در فوج آئے۔ حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں: کہ میں نے بوقت ولادت کچھ لوگ (فرشتے) ہوا میں (تعظیم کے لئے) کھڑے دیکھے ان کے ہاتھوں میں چاندی کی صراحیاں تھیں اور کہنے والا کہتا ہے اے فرشتو! انہیں (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو) لوگوں کی نظروں سے دور لے جاو۔ ان کو تمام مشارق ومغارب کی سیر کراؤ۔ (زرقانی، ج۱، ص ۵۷، مدارج النبوۃ، ج ۳، ص ۱۶)

میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس فوج در فوج اور قطار در قطار حاضر ہو رہے ہیں۔

اور محدثین کے نزدیک تو شب میلاد شب قدر سے بھی افضل ہے۔

(ماثبت بالسنۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص٧٨، مواہب اللدنیہ، ج١، ص٤٥٥، مجموعۃ الفتاوی، ج١ص٧٨)

* * *

واقعہ نمبر (٩٥)

امداد اللہ مہاجر مکی کی محفل میلاد میں شرکت

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں: اکابرین دیوبند کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ مولود تمامی اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے محبت کافی ہے (شمائم امدادیہ، ص٣٧)

اور لکھتے ہیں: قیام مولود شریف اگر بوجہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر سرور عالمیان (روحی فداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہو۔ (شمائم امدادیہ ص٦٨، امدادالمشتاق ص٨٨)

پھر کہتے ہیں مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہے بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ومزہ پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ، ص٥، ارواح ثلاثہ ص٢٩٢)

رفتار ناز میں نہ کس شہسوار میں
دریا ودشت میں نہ ملا برگ وبار میں

* * *

واقعہ نمبر (۹۶)

میلاد کی خوشی کرنا

بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی سے کہا گیا کہ مولوی عبدالسمیع میلاد کی (خوشی) کرتے ہیں۔ نانوتوی نے کہا مولوی عبدالسمیع میلاد کرتے ہیں تو ان کو سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے۔ مجھے بھی اللہ محبت نصیب کرے۔ (سوانح قاسمی ج۱، ص ۴۷۳، مجالس حکیم الامت سفرنامہ لاہور و لکھنؤ)

* * *

واقعہ نمبر (۹۷)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت نعمت عظیمہ ہے

قصص الاکابر میں اشرف علی تھانوی کہتے ہیں: کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریف تو محض ایک ہی حیثیت سے ایک نعمت عظیمہ ہے جس پر شکر کر کے ہم اپنے درجات بڑھائیں۔ (اشرف المواعظ، ص ۱۵۶)

* * *

واقعہ نمبر (۹۸)

ذکر ولادت شریفہ کا پسندیدہ ہونا

دیوبندی محدث خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں کہ کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرت کی ولادت کا ذکر بلکہ آپ کے جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری گدھے کے پیشاب کا تذکرہ قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ سے ذرا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو۔ (المہند، ص: ۳۰ مصدقہ اکابرین دیوبند)

حضرت کا ذکر ولادت محبوب تر اور افضل ترین مستحب ہے۔ (المہند ص ۲۷

* * *

واقعہ نمبر (۹۹)

شب ولادت کھڑے ہو کر سلام پڑھنا

حضرت امام سبکی علیہ الرحمہ کی محفل میں کسی نے یہ شعر پڑھا "بے شک عزت و شرف والے لوگ سرکار اعظم ﷺ کا ذکر سن کر کھڑے ہو جاتے ہیں" یہ سن کر امام سبکی علیہ الرحمہ اور تمام علماء و مشائخ کھڑے ہو گئے۔ اس وقت بہت سرور اور سکون حاصل ہوا (سیرت حلبیہ جلد اول، صفحہ نمبر 80)

برصغیر کے معروف محدث اور گیارہویں صدی کے مجدد شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں۔ میرا یہ عمل شاندار ہے۔ (بحوالہ: اخبار الاخیار، صفحہ نمبر 624)

* * *

شمس و قمر میں ہے نہ وہ نور سراج میں
کشکول میں گدا کے نہ شاہوں کے تاج میں
مجنوں میں ہے نہ تیشہ فرہاد میں کہیں
شیریں میں ہے نہ شاہد لیلیٰ مزاج میں
گلزار و گلستاں نہ کہیں لالہ زار میں
ڈھونڈھا بہت ہے ہم نے چمن کی بہار میں

واقعہ نمبر (۱۰۰)

امام اعظم ابوحنیفہ اور میلاد شریف

حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ (المتوفی 150ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ کی دینی خدمات اس قدر ہیں کہ ساری دنیا کے مسلمان ان شاء اللہ عزوجل تا قیامت کے علم سے مستفید رہیں گے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ''قصیدہ نعمانیہ'' میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف یوں بیان کرتے ہیں:

یعنی! ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا اور آپ پیدا نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ پیدا کیا جاتا۔ وہ ہیں جن کے نور سے چودھویں کا چاند منور ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے نور سے یہ سورج روشن ہے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام آپ کی خوش خبری سنانے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن صفات کی خبر لے کر آئے''

(قصیدۂ نعمانیہ، صفحہ 196،195ء)

* * *

واقعہ نمبر (۱۰۱)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور میلاد شریف

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ (المتوفی 204ھ) آپ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''میلاد شریف منانے والا صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا''

(النعمۃ الکبریٰ بحوالہ ''برکات میلاد شریف'' ص6)

* * *

واقعہ نمبر (۱۰۲)

امام احمد بن حنبل اور میلاد شریف

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ (المتوفی 241ھ) آپ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں ”شب جمعہ، شب قدر سے افضل ہے کیونکہ جمعہ کی رات سرکار علیہ السلام کا وہ نور پاک اپنی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مبارک رحم میں منتقل ہوا جو دنیا و آخرت میں ایسی برکات و خیرات کا سبب ہے جو کسی گنتی و شمار میں نہیں آسکتا“ (اشعتہ اللمعات)

* * *

واقعہ نمبر (۱۰۳)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اور میلاد شریف

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ (المتوفی 606ھ) فرماتے ہیں کہ ”جس شخص نے میلاد شریف کا انعقاد کیا۔ اگرچہ عدم گنجائش کے باعث صرف نمک یا گندم یا ایسی ہی کسی چیز سے زیادہ تبرک کا اہتمام نہ کر سکا تو ایسا شخص برکت نبوی سے محتاج نہ ہوگا اور نہ ہی اس کا ہاتھ خالی رہے گا“ (النعمۃ الکبری، بحوالہ برکات میلاد شریف ص 5)

* * *

ہے چاشنی ضرور محمد ﷺ کے نام میں
دل کو ملا سرور محمد ﷺ کے نام میں
آنکھوں نے پایا نور محمد ﷺ کے نام میں
دل کو ملا سرور محمد ﷺ کے نام میں

واقعہ نمبر (۱۰۴)

حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور میلاد شریف

حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 756ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ''قصیدہ تائیہ'' کے آخر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے۔

''میں قسم اٹھاتا ہوں کہ اگر تمام دریا و سمندر میری سیاہی ہوتے اور درخت میرا قلم ہوتے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر بھر نشانیاں لکھتا تو ان کا دسواں حصہ بھی نہ لکھ پاتا کیونکہ آپ کی آیات وصفات ان چمکتے ستاروں سے بھی کہیں زیادہ ہیں''

(نشر الدرر علی مولد ابن حجر، ص 75)

* * *

واقعہ نمبر (۱۰۵)

شرافت، عظمت، برکت اور سعادت والی رات

حافظ ابن کثیر (المتوفی 774ھ) فرماتے ہیں''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی شب اہل ایمان کے لئے بڑی شرافت، عظمت، برکت اور سعادت کی شب ہے۔ یہ رات پاکی ونظافت رکھنے والی، انوار کو ظاہر کرنے والی، جلیل القدر رات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات میں وہ محفوظ پوشیدہ جوہر ظاہر فرمایا جس کے انوار کبھی ختم ہونے والے نہیں'' مولد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صفحہ 262)

* * *

واقعہ نمبر(۱۰۶)

میلاد شریف کی اصل

امام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 852ھ) نے ایک سوال کے جواب میں لکھا ''میرے لئے اس (محفل میلاد) کی تخریج ایک اصل ثابت سے ظاہر ہوئی، دراصل وہ ہے جو بخاری و مسلم میں موجود ہے:

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو دسویں محرم کا روزہ رکھتے دیکھا۔ ان سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ دن ہے، جس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تھی، ہم اس دن کا روزہ شکرانے کے طور پر رکھتے تھے'' (بخاری، مسلم)

* * *

واقعہ نمبر(۱۰۷)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سب سے بڑی نعمت ہے

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی معین دن میں احسان فرمانے پر عملی طور پر شکر ادا کرنا چاہئے۔ پھر فرماتے ہیں حضور سرور کائنات نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے بڑی نعمت اور کیا ہوسکتی ہے

(نشر الدر علی مولد ابن حجر، ص 47)

جلووں کا ہے ظہور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام میں
دل کو ملا سرور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام میں

* * *

واقعہ نمبر (۱۰۸)

امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک محفل میلاد

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ (المتوفی 911ھ) آپ فرماتے ہیں کہ میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں منعقد کی جانے والی یہ تقریب سعید (مروجہ محافل میلاد) بدعت حسنہ ہے جس کا اہتمام کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ اس لئے کہ اس میں حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم، شان اور آپ کی ولادت باسعادت پر فرحت و مسرت کا اظہار پایا جاتا ہے (حسن المقصد فی عمل المولد، ص 173)

* * *

واقعہ نمبر (۱۰۹)

ملا علی قاری اور میلاد شریف

امام ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری (المتوفی 1014ھ) آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''جب میں ظاہری دعوت وضیافت سے عاجز ہوا تو یہ اوراق میں نے لکھ دیئے تاکہ یہ معنوی ضیافت ہو جائے اور زمانہ کے صفحات پر ہمیشہ رہے، سال کے کسی مہینے سے مختص نہ ہو اور میں نے اس کا نام ''المورد الروی فی مولد النبی ﷺ'' رکھا ہے

(المورد الروی ص 34)

فکر ونظر شعور محمد ﷺ کے نام میں
دل کو ملا سرور محمد ﷺ کے نام میں

* * *

واقعہ نمبر (۱۱۰)

ہمیشہ اہل ایمان محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ہمیشہ مسلمان ولادت پاک کے مہینے میں محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں اور دعوتیں کرتے ہیں اور اس ماہ کی راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں، خوشی مناتے ہیں، نیکی زیادہ کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے کا بہت اہتمام کرتے ہیں'' (انوار محمدیہ ص 29)

* * *

واقعہ نمبر (۱۱۱)

میلاد شریف کرنا بہت اچھا ہے

مفتی مکہ مکرمہ حضرت سید احمد زینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میلاد شریف کرنا اور لوگوں کا اس میں جمع ہونا بہت اچھا ہے'' (سیرۃ نبوی ص 45)

ایک اور جگہ حضور مفتی مکہ مکرمہ فرماتے ہیں ''محافل میلاد اور افکار اور اذکار جو ہمارے ہاں کئے جاتے ہیں ان میں سے اکثر بھلائی پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ ذکر، صلوٰۃ و سلام، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی مدح پر'' (فتاویٰ حدیثیہ ص 129)

غنچوں کی ہے چٹک نہ گلوں کی مہک میں ہے
شاخوں کی وہ لچک نہ پھلوں کی لٹک میں ہے

* * *

واقعہ نمبر (۱۱۲)

علامہ ابن جوزی اور میلاد شریف

محدث کبیر علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "یہ عمل حسن (محفل میلاد) ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکہ و مدینہ، مصر، یمن و شام تمام بلاد عرب اور مشرق و مغرب کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے اور وہ میلاد النبی ﷺ کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں" (المیلاد النبوی ص 35-34)

* * *

واقعہ نمبر (۱۱۳)

تمام کائنات پر وجود مصطفیٰ ﷺ کو فضیلت حاصل ہے

استاد مسجد حرام مکہ مکرمہ شیخ محمد بن علوی المالکی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "حضور ﷺ اپنی میلاد شریف کے دن کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر اسے بہت بڑا اور عظیم واقعہ قرار دیتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا فرماتے کہ یہ آپ کے لئے بہت بڑا انعام و اکرام و نعمت ہے۔ نیز اس لئے کہ تمام کائنات پر آپ کے وجود مسعود کو فضیلت حاصل ہے" (حوال الاحتفال بالمولد النبوی شریف ص 8,9)

نور ہدیٰ ہے نور محمد ﷺ کے نام میں
دل کو ملا سرور محمد ﷺ کے نام میں

* * *

واقعہ نمبر (۱۱۴)

امام قسطلانی اور میلاد شریف

علامہ شہاب الدین احمد بن محمد المعروف امام قسطلانی فرماتے ہیں ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے رہے اور دعوت طعام کرتے رہے ہیں۔ اور ان راتوں میں انواع واقسام کی خیرات کرتے رہے اور سرور ظاہر کرتے چلے آئے ہیں''

(مواہب لدنیہ جلد 1 ص 27)

* * *

واقعہ نمبر (۱۱۵)

میلاد شریف کے دسترخواں پر پانچ ہزار بھنی ہوئی بکریاں

حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے فرماتے ہیں ''مجھے لوگوں نے بتایا کہ جو ملک مظفر (بادشاہ وقت) کے دستر خوان پر میلاد شریف کے موقع پر حاضر ہوئے کہ اس کے دستر خوان پر پانچ ہزار بکریوں کے بھنے ہوئے سر، دس ہزار مرغ، ایک لاکھ پیالی مکھن کی اور تیس طباق حلوے کئے تھے اور میلاد میں اس کے ہاں مشاہیر علماء اور صوفی حضرات حاضر تھے۔ ان سب کو خلعتیں عطا کرتا تھا۔ اور خوشبودار چیزیں سنگھاتا تھا اور میلاد پاک پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا (سیرۃ النبوی 45)

* * *

واقعہ نمبر (۱۱۶)

میلاد شریف کی خوشی میں جلسہ کرنا

حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جس طرح آپ خود اپنی

ذات پر درود وسلام بھیجا کرتے تھے، ہمیں چاہئے کہ ہم آپ کے میلاد کی خوشی میں جلسہ کریں، کھانا کھلائیں اور دیگر عبادات اور خوشی کے جو طریقے ہیں (ان کے) ذریعے شکر بجالائیں“ (اثبات المولد والقیام ص24)

* * *

واقعہ نمبر (۱۱۷)

پیران پیر کا میلاد منانا

پیران پیر حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہر اسلامی مہینے کی گیارہ تاریخ کو سرکار دو عالم ﷺ کے حضور نذر و نیاز پیش فرماتے تھے (قرۃ الناظر ص 11)

رنگِ گلاب میں نہ گلِ آفتاب میں
شہنائیوں میں ہے نہ وہ چنگِ ورباب میں
طفلِ مزاج طفلِ دبستاں جو تھے کبھی
ان کو بھی مل گیا ہے رسالت مآب میں
شمس وقمر میں ہے نہ وہ نور سراج میں
کشکول میں گدا کے نہ شاہوں کے تاج میں
مجنوں میں ہے نہ تیشہ فرہاد میں کہیں
شیریں میں ہے نہ شاہد لیلیٰ مزاج میں

* * *

واقعہ نمبر (۱۱۸)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالرحیم رحمہما اللہ تعالیٰ کا میلاد منانا

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیان فرماتے ہیں ''میرے والد نے مجھے خبر دی کہ میں عید میلاد النبی ﷺ کے روز کھانا پکوایا کرتا تھا۔ ایک سال تنگدست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر صرف بھنے ہوئے چنے تھے۔ میں نے وہی چنے تقسیم کر دیئے۔ رات کو سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا اور کیا دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ کے سامنے وہی چنے رکھے ہیں اور آپ خوش ہیں'' (در ثمین ص 8)

* * *

واقعہ نمبر (۱۱۹)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا معمول

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ 12 ربیع الاول کو ان کے ہاں لوگ جمع ہوتے، آپ ذکر ولادت فرماتے پھر کھانا اور مٹھائی تقسیم کرتے (الدر المنظم ص 89)

گردابِ معصیت سے سفینہ جو ہر گھڑی
کرتا ہے ہمکنار وہ اسوہ نبی کا ہے

* * *

واقعہ نمبر(۱۲۰)

مفتی اعظم کی محفل میلاد

مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ 12 ربیع الاول کو ہر سال بڑے تزک احتشام سے محفل میلاد منعقد کراتے، جو نماز عشاء سے نماز فجر تک جاری رہتی پھر کھڑے ہو کر صلوۃ وسلام پیش کیا جاتا اور مٹھائی تقسیم ہوتی، کھانا کھلایا جاتا۔

(تذکرہ مظہر مسعود ص176)

* * *

واقعہ نمبر(۱۲۱)

میلاد شریف کی خوشی دوزخ کی آگ کے لئے پردہ

علامہ ابن جوزی مولد العروس کے ص9 پر فرماتے ہیں:

> وجعل لمن فرح بمولدہ حجابا من النار وسترا، ومن انفق فی مولدہ درھما کان المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم لہ شافعا ومشفعا
>
> (اور جو پیارے مصطفی ﷺ کے میلاد شریف کی خوشی کرے، وہ خوشی، دوزخ کی آگ کے لئے پردہ بن جائے اور جو میلاد رسول اللہ ﷺ میں ایک درہم بھی خرچ کرے، حضور ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے اور ان کی شفاعت مقبول ہوگی)

اور ص28 پر محدث ابن جوزی یہ اشعار لکھتے ہیں

یا مولد المختار کم لک من ثنا   ومدائح تعلو وذکر یحمد
یالیت طول الدھر عندی ذکرہ   یالیت طول الدھر عندی مولد

(اے میلاد رسول ﷺ تیرے لئے بہت ہی تعریف ہے اور تعریف بھی ایسی جو بہت اعلیٰ

اور ذکر ایسا جو بہت ہی اچھا ہے۔ اے کاش طویل عرصے تک میرے پاس نبی پاک ﷺ کا تذکرہ ہوتا، اے کاش طویل عرصے تک میرے پاس ان کا میلاد شریف بیان ہوتا)

اور ص 6 پر یہ شعر لکھتے ہیں

فلوانا عملنا کل یوم لاحمد مولدا فدکان واجب

اگر ہم رسول کریم ﷺ کا روزانہ میلاد شریف منائیں تو بلاشبہ یہ ہمارے لئے واجب ہے۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۲۲)

ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوشیاں منانا

محدث ابن جوزی اپنے رسالہ المولد کے آخر میں لکھتے ہیں

اہل حرمین شریفین اور مصر و یمن اور شام اور عرب کے مشرق و مغربی شہروں کے لوگ نبی ﷺ کے میلاد کی محفلیں کرتے ہیں، ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوشیاں مناتے ہیں، غسل کر کے اچھے کپڑے پہنتے ہیں طرح طرح کی زینت کرتے ہیں اور خوشبو لگاتے ہیں اور نہایت خوشی سے فقراء پر صدقہ خیرات کرتے ہیں اور نبی ﷺ کے میلاد شریف کا ذکر سننے کے لئے اہتمام بلیغ کرتے ہیں اور یہ سب کچھ کرنے سے بے پناہ اجر اور عظیم کامیابی پہنچتی ہے جیسا کہ تجربہ ہو چکا کہ نبی ﷺ کے میلاد شریف منانے کی برکت سے اس سال میں خیر و برکت کی کثرت، سلامتی و عافیت، رزق میں کشادگی، اولاد میں مال میں زیادتی اور شہروں میں امن اور گھروں میں سکون و قرار پایا جاتا ہے

(الدر المنتظم ص 101-100)

* * *

واقعہ نمبر (۱۲۳)

محفل میلاد میں برکات کا نزول

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

‘‘حضرت ایشاں فرمودند کہ دوازدہم ربیع الاول’’ بہ حسب دستور قدیم ‘‘قرآن واندم و چیزے نیاز آں حضرت ﷺ قسمت کردم وزیارت موئے شریف نمودم، در اثنائے تلاوت ملاء اعلیٰ حاضر شدند وروح پرفتوح آں حضرت ﷺ بہ جانب ایں فقیر و دست داران ایں فقیر بہ غایت التفات فرمود اراں ساعت کہ ملاء اعلیٰ و جماعت مسلمین کہ بافقیر بود بہ ناز و نیائش صعودی کنندہ برکات ونفحات ازاں حال نزول می فرماید’’
(ص74، القول الجلی)

(حضرت شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ قدیم طریقہ کے موافق بارہ ربیع الاول (یوم میلاد مصطفی ﷺ) کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور آن حضرت ﷺ کی نیاز کی چیز کھانا وغیرہ) تقسیم کی اور آپ ﷺ کے بال مبارک کی زیارت کروائی۔ تلاوت کے دوران (مقرب فرشتے) ملاء اعلیٰ (محفل میلاد میں) آئے اور رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک نے اس فقیر (شاہ ولی اللہ) اور میرے دوستوں پر نہایت التفات فرمائی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ ملاء اعلیٰ (مقرب فرشتے) اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت (التفات نبوی ﷺ کی برکت سے) ناز و نیائش کے ساتھ بلند ہورہی ہے اور (محفل میلاد میں) اس کیفیت کی برکات نازل ہورہی ہیں)

* * *

واقعہ نمبر (۱۲۴)

اہل مکہ کا میلاد شریف منانا

فیوض الحرمین میں حضرت شاہ ولی اللہ نے مکہ مکرمہ میں مولد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اہل مکہ کا میلاد شریف منانا اور انوار و برکات منانے کی برکتیں پانے کا تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی اپنی زبان سے ملاحظہ کرنے کے بعد خود کو ولی اللہی افکار و نظریات کے پیروکار کہلانے والے مزید ملاحظہ فرمائیں۔

شیخ الدلائل مولانا شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی نے میلاد و قیام کے موضوع پر ایک تحقیقی کتاب لکھی جس کا نام ''الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس کتاب کے بارے میں علمائے دیوبند کے پیر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں:

> ''مولف علامہ جامع الشریعہ والطریقہ نے جو کچھ رسالہ الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم میں تحریر کیا، وہ عین صواب ہے، فقیر کا بھی یہی اعتقاد ہے اور اکثر مشائخ عظام کو اسی طریقہ پر پایا، خداوند تعالیٰ مولف کے علم و عمل میں برکت زیادہ عطا فرماوے''
> (الدر المنظم ص146)

بھلا جانے کیا جام و مینائے عالم
ترا کیف اے خوش خرام مدینہ

* * *

واقعہ نمبر (۱۲۵)

ربیع الاوّل کے فضائل

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ربیع الاول مبارک ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب ابتداء میں اس کا نام رکھا گیا تو اس وقت موسم ربیع یعنی فصل بہار کا آغاز تھا۔ یہ مہینہ فیوضات وبرکات کے اعتبار سے افضل ہے کہ باعث تخلیق کائنات رحمۃ اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں قدم رنجہ فرمایا۔ 12 ربیع الاول شریف بروز پیر، مکۃ المکرمہ کے محلہ بنی ہاشم میں آپ کی ولادت باسعادت صبح صادق کے وقت ہوئی۔ 12 ربیع الاول ہی میں آپ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے۔ اسی ماہ کی 10 تاریخ کو محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تھا۔

مشائخ عظام اور علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت ولادت باسعادت لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے۔ کیوں کہ لیلۃ القدر میں فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ولادت پاک کے وقت خود رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ لیلۃ القدر میں صرف امتِ مسلمہ پر فضل وکرم ہوتا ہے اور شب عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات پر اپنا فضل وکرم فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ط

بارھویں ربیع الاوّل مبارک کو یعنی ولادت پاک کے دن خوشی ومسرت کا اظہار

کرنا۔ مساکین کو کھانا کھلانا۔ اور میلاد شریف کا جلوس نکالنا اور جلسے منعقد کرنا اور کثرت سے درود شریف پڑھنا بڑا ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام سال امن و امان عطا فرمائے گا اور اس کے تمام جائز مقاصد پورے فرمائے گا۔

مسلمانوں کو اس ماہ مبارک میں گنبد خضرا کی شبیہ والے اور صلوٰۃ و سلام لکھے ہوئے سبز پرچم لہرانے چاہئیں اور بارہویں تاریخ کو بالخصوص جلوس میلاد شریف اور مجالس منعقد کیا کریں (ماثبت من السنۃ)

واقعہ نمبر (۱۲۶)

محفل میلاد کی حقیقت

حقیقت صرف یہ ہے کہ مسلمان ایک جگہ جمع ہوں، سب محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہوں اور صحیح العقیدہ، سنی علماء یا کوئی ایک عالم دین مسلمانوں کے سامنے حضور سراپا نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک، آپ کے معجزات، آپ کے اخلاق کریمہ، فضائل اور مناقب صحیح روایات کے ساتھ بیان کرے۔ اور آخر میں بارگاہِ رسالت میں درود و سلام باادب کھڑے ہو کر پیش کریں۔ اگر توفیق ہو تو شیرینی پر فاتحہ دلا کر فقراء و مساکین کو کھلائیں۔ احباب میں تقسیم کریں پھر اپنی تمام حاجتوں کیلئے دعا کریں۔ یہ تمام امور قرآن و سنت اور علمائے امت کے اقوال سے ثابت ہیں صرف اللہ جل شانہ، کی ہدایت کی ضرورت ہے۔

دل مضطر یہ کہتا ہے، مدینہ دیکھ کر آئیں
سعادت بھی ملے گی اور کچھ تسکین بھی ہو گی

* * *

واقعہ نمبر ۱۲۷)

میلاد کا انعقاد اللہ تعالیٰ کی سنّت ہے:

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف خود خالق اکبر جل شانہ، نے بیان کیا ہے۔

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُوْفٌ الرَّحِیْمٌ ٥ (پ ۱۱ سورۃ توبہ ۱۲۸)

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے ہیں اور مسلمانوں پر کمال مہربان (کنز الایمان)

اس آیت شریفہ میں پہلے اللہ جل شانہ، نے فرمایا کہ "مسلمانوں تمہارے پاس عظمت والے رسول تشریف لائے" یہاں تو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ بیان فرمائی، پھر فرمایا کہ "وہ رسول تم میں سے ہیں" اس میں اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف بیان فرمایا ہے، پھر فرمایا "تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے اور مسلمانوں پر کرم فرمانے والے مہربان ہیں" یہاں اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان فرمائی۔

میلادِ مروجہ میں یہی تین باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ سرکار ابد قرار کا میلاد شریف بیان کرنا سنت الٰہیہ ہے۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری دلیل:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْکَ ط (پ ۷، سورۃ المائدہ، ۱۱۴)

اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ

ہمارے لیے عید ہو ہمارے اگلوں پچھلوں کی اور تیری طرف سے
نشانی۔ (کنزالایمان)

مندرجہ بالا دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب ہے کہ انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں ایک خوانِ نعمت اللہ کی نشانی کے طور پر نازل ہونے کی دعا کی، اور نزول آیت وخوانِ نعمت کو اپنے لیے اور بعد میں آنے والوں یوم عید قرار دیا، یہی وجہ ہے کہ خوانِ نعمت کے نزول کے دن "اتوار" کو دنیائے عیسائیت عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اس دن روزمرہ کے کام کاج چھوڑ کر تعطیل مناتی ہے۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری دلیل:

اللہ تعالیٰ حکم فرما رہا ہے،

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَ بِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ
○ (پ ۱۱، سورۃ یونس، ۵۸)

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت، اسی پر چاہئے کہ خوشی
کریں، وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے (کنزالایمان)

مفسرینِ کرام مثلاً علامہ ابن جوزی (م۔ ۵۹۷ھ)، امام جلال الدین سیوطی (م۔ ۹۱۱ھ) علامہ محمود آلوسی (م۔ ۱۲۷۰ھ) اور دیگر نے متذکرہ آیت مقدسہ کی تفسیر میں "فضل اور رحمت" سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد لیا ہے (حوالے کیلئے دیکھیں: زاد المسیر، جلد ٤، صفحہ ٤٠۔ تفسیر درِ منثور، جلد ٤، صفحہ ٣٦٨۔ تفسیر روح المعانی، جلد ٦، صفحہ ٢٠٥) مفسرینِ کرام کی وضاحت وصراحت کے بعد یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے عموم میں کائنات اور اس کے لوازمات بھی شمار ہونگے لیکن فضل ورحمت سے مطلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مراد ہوگی کہ جملہ کائنات کی نعمتیں اسی نعمتِ عظمیٰ کے طفیل ہیں اور اس ذات کی تشریف آوری کا یوم بھی فضل ورحمت سے معمور ہے، پس ثابت ہوا کہ

یومِ میلاد، ذاتِ بابرکات کے سبب اس قابل ہوا کہ اسی دن اللہ کے حکم کے مطابق خوشی منائی جائے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میلاد کی خوشیوں کے لئے یوم کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

* * *

واقعہ نمبر (۱۲۸)

میلاد بیان کرنا سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے

بعض لوگ لاعلمی کی بنا پر میلاد شریف کا انکار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا میلاد بیان کیا ہے۔ سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ کسی گستاخ نے آپ کے نسب شریف میں طعن کیا ہے تو۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدُ الْمُطَّلِبْ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ ثُمَّ جَعَلَھُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ فِرْقَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ قَبِیْلَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ بُیُوْتًا فَاَنَا خَیْرُھُمْ نَفْسًا وَخَیْرُھُمْ بَیْتًا (رواہ الترمذی، مشکوۃ شریف رضی اللہ تعالی عنہ ۵۱۳)

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں

کون ہوں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ فرمایا میں عبدالمطلب کے بیٹے کا بیٹا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی ان میں سب سے بہتر مجھے بنایا پھر مخلوق کے دو گروہ کئے ان میں مجھے بہتر بنایا پھر ان کے قبیلے کئے اور مجھے بہتر قبیلہ بنایا پھر ان کے گھرانے بنائے مجھے ان میں بہتر بنایا تو میں ان سب میں اپنی ذات کے اعتبار اور گھرانے کے اعتبار سے بہتر ہوں۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود محفلِ میلاد منعقد کی جس میں اپنا حسب ونسب بیان فرمایا۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ محفل میلاد کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس مجلس و محفل میں ان لوگوں کو رد کیا جائے جو آپ کی بدگوئی کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی ﷺ
سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی ﷺ

* * *

واقعہ نمبر (۱۲۹)

ایک خاص تحفہ

ماہ ربیع الاول شریف کی کسی بھی جمعرات کے دن یا شبِ جمعہ گلاب کے چند

پھول لے کر اپنے گھر میں باوضو ہو کر بیٹھیں، پھولوں کو سامنے رکھیں، درود شریف تین مرتبہ پڑھیں پھر اَللہُ نَاصِرٌ ------ اَللہُ حَافِظٌ ------ اَللہُ الصَّمَدُ

* * *

واقعہ نمبر (۱۳۰)

حضور دعائے ابراہیمی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری ہیں

میں تم کو اپنے ابتدائی معاملات کی خبر دیتا ہوں کہ سنو میں دعا ابراہیم علیہ السلام کی اور خوشخبری ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی، اور اپنی والدہ مکرمہ کا وہ چشم دید منظر میں ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا کہ ان کے جسم پاک سے ایک ایسا نور نکلا جس کی روشنی می انہیں شام سے محلات نظر آ گئے”۔

(مشکوۃ شریف باب فضائل سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* * *

واقعہ نمبر (۱۳۱)

میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کا جشن مسرت

جناب فخر رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک میں فتح یاب ہوئے تو سب سے پہلے مسجد نبوی میں تشریف لائے تمام صحابہ کرام نے جشن مسرت منایا اور فتح و نصرت کے نعرے بلند فرمائے۔ اس کیف و سرور کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت حاصل کی اور منبر پر رونق افروز ہو کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر میلاد شریف اور فضائل و مناقب نظم میں پڑھ کر سنانا شروع کیے۔ یہ ایک ایسی عظیم الشان محفل تھی، جس کی صدارت صدر بزم کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے۔ جس کے سامعین صحابہ کرام کی نوری جماعت تھی اور اس جلسہ کا انعقاد مسجد نبوی کے پاکیزہ صحن میں ہوا۔ “یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ قبل ولادت شریفہ کے نہایت پاک حالت صلب آدم علیہ السلام میں جلوہ فرما

تھے۔ پھر آپ زمین پر رونق افروز ہوئے۔ اس وقت نہ آپ بشر تھے، نہ خون کا ٹکڑا، نہ جما ہوا خون بلکہ نور ہی نور تھے، پھر صاحب سام بن نوح علیہ السلام میں جلوہ گر کشتی میں سوار تھے۔ تو ڈبو دیا آپ نے بت اور اس کے پجاریوں کو، پھر آپ برابر منتقل ہوتے رہے، یکے بعد دیگر پاک اصلاب و پاک ارحام میں، جب گذر گیا ایک زمانہ اور ظاہر ہوا دوسرا طبقہ تو پھر آپ جلوہ افروز ہوئے۔ خلیل اللہ کی پشت میں چھپے ہوئے اس آگ میں داخل ہوئے جو خلیل اللہ علیہ السلام کے واسطے نمرود لعین نے جلائی تھی پھر کس طرح جلتے وہ اس آگ میں، کیونکہ آپ ان کے محافظ تھے۔"

جبین پاک ابراہیم پر نور محمد ﷺ تھا
عمر جلتے وہ کیونکر نار میں کب نور جلتا ہے

پھر آپ منتقل ہوتے رہے پاک صلبوں میں یہاں تک کہ آپ کا محافظ وہ صاحب شوکت گھرانہ جو خندف جیسی رفیع المرتبت خاتون کا ہے جس کا دامن زمین پر لوٹتا تھا۔ پھر جب آپ پیدا ہوئے اس دنیا میں تو زمین چمک گئی اور عالم منور ہو گیا اور ہم اب اسی نور کی روشنی میں راہ ہدایت پر چل رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے خوش ہو کر دعا دی کہ اللہ تمارے منہ کو سلامت رکھے۔ (سبحان اللہ) (مواہب الدنیہ ج 1۔ ص 587)

یہی وہ باتیں ہیں جن کو آج بھی میلاد شریف پڑھنے والے اہل سنت و جماعت بیان کر کے اصحابِ رسول کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔

وہ ساعت پُر سعادت ہے، نبیؐ کا ذکر ہو جس میں
جو ان کی یاد میں گذرے مبارک وہ گھڑی ہو گی

* * *

واقعہ نمبر (۱۳۲)

تورات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور عرض کیا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ نعت سناؤ جو تورات میں ہے، تو انہوں نے پڑھ کر سنائی

(مشکوۃ شریف) (برکات میلاد مصطفی مع شرعی حیثیت ص39)

* * *

واقعہ نمبر (۱۳۳)

حضرت حسان کا نعتیہ قصیدہ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نعتیہ قصیدے لکھے اور آپ کی بارگاہ میں پڑھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر اظہار خوشنودی فرمایا ان کے لیے یوں دعا کی: "اے اللہ (حسان) کی مدد فرما، روح القدس کے ساتھ۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۳۴)

آئمہ دین کا میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانا

میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر ایسی سعادتِ عظمیٰ جسے ہر دور میں جمہور علماء اسلام کرتے چلے آرہے ہیں اور یہ کوئی ایسی بدعت نہیں جسے برصغیر پاک وہند کے کسی عالم دین نے ایجاد کیا ہو۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۳۵)

تمام محدثین کا میلاد منانا

امام المفسرین سیّد موسیٰ المبرقصی رحمۃ اللہ علیہ صاحب خزینۃ القرآن ہر ماہ کی 12 تاریخ کو میلاد دھوم دھام سے مناتے تھے۔ یہ شہرت ہر طرف پھیل گئی اور تمام محدثین آپ کی پیروی میں ایسا کرتے تھے جن میں صحاح ستہ کے محدثین بھی شامل ہیں۔

(ذکر خیر االانام۔ 30)

* * *

واقعہ نمبر (۱۳۶)

خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ اور میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد مناتے تھے۔

(ذکر خیر الانام۔ ص22)

* * *

واقعہ نمبر (۱۳۷)

امام احمد بن حنبل اور میلاد شریف

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میلاد مناتے تھے۔

بسر ہو زندگی جس کی ، مقدس شہر طیبہ میں
مثالی زندگی بے شک اسی کی زندگی ہو گی

* * *

واقعہ نمبر (۱۳۸)

ائمہ کرام کا میلاد مصطفیٰ منانا

حضرت سیّدنا امام اعظم، امام باقر، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما 12 ربیع الاول کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی مناتے تھے فرماتے ہیں کہ اس مبارک تاریخ کو نبی پاک خیر اور برکت کے ساتھ تشریف لے آئے۔ اس دن کو یہ ستو اور کھجوریں تقسیم کرتے تھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی اس دن کو مناتے تھے۔ یہ قول تفسیر طبری اور خزینۃ القرآن میں ہے۔ (ذکر خیر الانام۔ ص 22)

امام شافعی فرماتے تھے کہ سترہ ربیع الاول نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن ہے جس میں آپ نوافل پڑھتے تھے۔

(برکات میلاد شریف کی شرعی حیثیت ص 41)

* * *

واقعہ نمبر (۱۳۹)

محفل میلاد میں شرینی کی تقسیم کا جواز

محفل میلاد میں شرینی بانٹنے کا بہت بڑا اجر ثواب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”انما المومن حلو یحب الحلاوۃ“ ترجمہ: بے شک مومن میٹھا ہے اور مٹھائی کو دوست رکھتا ہے۔ (تفسیر روح البیان، ج2، انوار ساطعہ)

”فی بطن المومن اویۃ لایملا ھا الا الحلواء“ ایمان والے کے پیٹ میں ایک ایسا گوشہ ہے جو سوائے مٹھائی کے اور کسی شے سے نہیں بھرتا۔

بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروری ہے کہ کان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یحب الحلوا والعسل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلوا اور شہد بہت پسند فرماتے تھے۔" چونکہ پسندیدہ چیزوں میں شرینی بھی ہے۔ لہٰذا اس کا محفل میلاد شریف میں بانٹنا یقیناً بڑا ثواب اور نیکی کے درجہ کو حاصل کرنا ہے۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۴۰)

میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتیں

- میلاد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی کی نوید کا باعث ہے۔
- میلاد دوزخ کی آگ سے پردہ کا باعث ہوگا۔
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا مژدہ ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ممکن ہے۔
- میلاد شریف کی برکت سے زیارت مصطفی کی خوشخبری ہے۔
- ذکر مصطفی گناہوں کے کفارہ اور رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے۔
- میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ایمان کی سلامتی ہوگی۔
- میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رزق میں برکت کا ذریعہ ہے۔
- فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔
- میلاد شریف کی برکت سے حساب قبر آسان ہوگا۔
- میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل برزخ کے لیے عید کی کیفیت رکھتا ہے۔
- میلاد کو منانے والا سال بھر امن وامان میں رہتا ہے۔
- محبت میلاد سے ایمان نصیب رہتا ہے۔
- محفل میلاد میں اولیاء اللہ کی حاضری ہوتی ہے۔
- میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے وباؤں سے نجات ہوتی ہے۔

- میلاد مصطفی ﷺ کی برکت، اتحاد اُمت کا ذریعہ ہے۔
- تعظم نبوی ﷺ تجدید محبت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔
- رابطہ خداوندی کا ذریعہ اور علم خاص کی اشاعت کا راستہ ہے۔
- دفع مصائب کا نسخہ کیمیاء ہے۔
- غریبوں کا حج ذکر حبیب ﷺ ہے۔
- حزن وغم میں تخفیف کا راستہ ہے۔
- نعت خوانی کرنے والے پر رسول ﷺ کا خصوصی لطف و کرم ہوتا ہے۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۴۱)

حضور ﷺ کی دعا

عرب کے مشہور شاعر نابغہ جعدی نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں چند اشعار پڑھے حضور اکرم ﷺ نے خوش ہو کر یہ دعا دی۔ لَا یَفْضُضِ اللّٰہُ فَاكَ اَیْ لَا یُسْقِطُ اللّٰہُ اَسْنَانَكَ (بیہقی) ’’اللہ تمہارے منہ کی مہر نہ توڑے یعنی تمہارے دانت نہ گریں اور منہ کی رونق نہ بگڑے‘‘۔

حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں کہ باوجود یہ کہ حضرت نابغہ جعدی کی عمر 100 سال کی ہوگئی تھی۔ لیکن ان کے کُل دانت صحیح وسالم تھے اور اولے کی طرح سفید تھے۔ روایان حدیث نے یہاں تک اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے کہ: اِذَا سَقَطَ لَہٗ سِنٌّ نَبَتَ لَہٗ اُخْرٰی ’’ان کا کوئی دانت گر جاتا تو بڑھاپے میں بھی اس کی جگہ نیا دانت نکل آتا۔‘‘

یہ سراسر حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت تھی کہ نعت پڑھنے والے کے منہ کی خوبصورتی زندگی کی آخری سانس تک برقرار رہی۔

(مقام مصطفی ﷺ، برکات میلاد مصطفی مع شرعی حیثیت۔ ص 136)

واقعہ نمبر (۱۴۲)

حضرت حسان کی مدح سرائی

دربار رسالت کے شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مداح سراح ہیں:۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِىْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

یارسول اللہ! میری ان آنکھوں نے (آپ جیسا) حسین نہیں دیکھا آپ سے زیادہ حسین وجمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ آپ ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے ہیں گویا جیسے آپ نے خود چاہا ویسے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تخلیق کیا ہے۔”

“میں اپنے محدود علم سے اپنے لامحدود آقا کی ثناء کیسے بیان کر سکتی ہوں”۔

رُخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا کوئی اور آئینہ
نہ ہماری چشمِ خیال میں نہ دوکان آئینہ ساز میں

* * *

واقعہ نمبر (۱۴۳)

پورے سال بھر رزق میں برکت

۳۱۳ مرتبہ پڑھیں اور تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر پھولوں پر دم کر دیں، اور یہ پھول مٹھائی وغیرہ کے ساتھ ملا کر کھا لیں، مشائخ سے منقول ہے کہ جو ایسا کرے گا پورے سال بھر رزق میں برکت ہوگی، مفلسی قریب نہیں آئے گی۔ انشاء اللہ

* * *

واقعہ نمبر (۱۴۴)

نور محمدی حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں

کان عبد المطلب یفوح منه رائحة المسك الانفذ ونور رسول الله صلی الله علیه وسلم یفئ فی غزلة (مواہب اللدنیہ)

یعنی حضرت عبدالمطلب کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ان کی پیشانی میں خوب چمکتا تھا۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۴۵)

عبدالمطلب کے حسن و جمال میں اضافہ

حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک حضرت عبدالمطلب میں منتقل ہوا اور وہ حیران ہو گئے تو ایک دن حطیم میں سو کر اٹھے تو آنکھ میں سرمہ اور سر میں تیل لگا ہوا تھا اور حسن و جمال میں بڑا اضافہ ہو چکا تھا۔ انہیں بڑی حیرت ہوئی۔ ان کے والد انہیں قریش کے ایک کاہن کے پاس لے گئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ انہوں نے سن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جوان کی شادی کا حکم فرمایا ہے چنانچہ انہوں نے پہلا نکاح "قیلہ" نامی عورت سے کیا۔ جس سے حارث پیدا ہوا اس کے بعد قیلہ کا انتقال ہو گیا۔ پھر دوسرا نکاح حضرت عبدالمطلب نے ہندہ بنت عمرو (فاطمہ) سے کیا جس سے حضرت عبداللہ پیدا ہوئے (مواہب اللدنیہ)۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۴۶)

نور محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے باران رحمت کا نزول

روایات میں آتا ہے کہ جب قریش میں قحط پڑتا تھا تو حضرت عبدالمطلب کو وسیلہ بنا کر سوال کرتے تھے۔ ”کانت قریش اذا اصابها قحط تاخذ بیدہ عبد المطلب فتخرج به الی جبل ثبیر فیتقربون به الی تعالٰی و یسألونه ان یستقیم الغیث، فکان یغیثهم ویستقیم ببرکة نور محمد صلّی اللہ علیه وسلم غیثا عظیما“۔ (مواہب اللدنیہ)

یعنی جب قریش میں قحط پڑتا تھا تو اس وقت حضرت عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر پر لے آتے اور اس کے وسیلہ سے اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرتے تھے اور بارش کی دعا کرتے تھے تو اللہ تعالٰی اس نور محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقے انہیں باران رحمت سے نوازتا تھا۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۴۷)

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح

حضرت عبداللہ بہت زیادہ حسین تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ شکار کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ اہل کتاب کی ایک بڑی جماعت شام کی طرف سے تلوار سونت کر حضرت عبداللہ کے قتل کرنے کے ارادے سے نمودار ہوئی۔ اس وقت حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے والد حضرت وہب بن مناف جنگل میں موجود تھے، انہوں نے دیکھا کہ چند سوار جن کی شکل وصورت اس دنیا کے لوگوں سے مشابہ نہیں غیب سے ظاہر ہوئے اور وہ اس حملہ آور گروہ کو حضرت عبداللہ کے آگے سے دور کرنے لگے۔

وہب بن مناف نے گھر آ کر اپنے گھر والوں کو یہ کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی سیدہ آمنہ

کا نکاح حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب سے کردوں۔ اور پھر یہ بات حضرت عبدالمطلب تک دوستوں کے ذریعے پہنچائی۔ حضرت عبدالمطلب نے بھی چاہا کہ کوئی صاحب حسب و نسب رشتہ مل جائے۔ یہ بات جب حضرت عبدالمطلب کو پہنچی تو حضرت عبداللہ کا حضرت سیدہ آمنہ سے نکاح کردیا۔

استقرار نطفۃ زکیۃ مصطفوی دابداء ذرہ محمدیہ درصدف رحم آمنہ رضی اللہ عنہا۔ صحیح قول کے مطابق ایام حج کے درمیانی تشریق کے دنوں میں شب جمعہ میں ہوا تھا۔ اسی بنا پر حضرت امام حنبل نے فرمایا ہے کہ میرے نزدیک شب جمعہ لیلۃ القدر کی رات سے افضل ہے کیونکہ اسی رات میں سارے عالم میں جو خیر و برکت نازل ہوئی ہے وہ قیامت تک کسی رات میں نہیں ہوگی۔ (مدارج النبوۃ۔ جلد 2)

* * *

واقعہ نمبر (۱۴۸)

نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم

حضرت ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ " رأت آمنۃ بنت وھب ام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی منامھا فقیل لھا انک قد حملت بخیر البریۃ و سید العالمین فاذا ولدتہ فسمیہ احمد او محمد او علقی علیہ ھذہ۔" (دلائل النبوۃ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ نے اپنے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہا گیا ہے کہ آپ تمام عالم کے سردار اور خیر البریۃ سے حاملہ ہیں تو جب ان کی ولادت ہو تو ان کا نام احمد اور محمد رکھنا اور اس دوران اپنا حال چھپائے رکھنا۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۴۹)

حضرت آمنہ کو بشارتیں

امام قسطلانی لکھتے ہیں کہ "کان من دلائل حمل آمنة برسول الله صلی الله علیه وسلم ان کل دابة کانت لقریش نطقت تلك الیلة، وقالت حمل برسول الله صلی الله علیه وسلم ورب الکعبة" (مواہب اللدنیہ)

یعنی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا حاملہ ہونے کی یہ بھی دلیل ہے کہ اس رات قریش کی تمام سواریاں بول پڑیں اور یہ کہا کہ رب کعبہ کی قسم حضرت آمنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاملہ ہیں۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۵۰)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے نور دیکھا

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا دوران حمل نور کے بارے میں فرماتی ہیں "رأت حین حملت به انه خرج منها نور رأت به قصور بصریٰ وارض شام۔" (السیرۃ النبویۃ)

یعنی حضرت آمنہ نے حمل کے دوران بھی ایک نور دیکھا جس سے شہر بھر اور شام کے محلات روشن ہو گئے۔

بروزِ حشر جب عالم رہے گا نفسی نفسی کا
نبی کے عاشقوں کو رحمتِ حق ڈھونڈتی ہو گی

* * *

واقعہ نمبر (۱۵۱)

بطن والدہ میں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ "وبقی فی بطن امه تسعة اشهر کما لاتشکو وجعا ولا ریحا ولا مغصا ولاما یعرض للنساء ذوات الحمل۔" (خصائص الکبریٰ جلد 1)

یعنی حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم 9 ماہ تک والدہ ماجدہ کے بطن میں جلوہ گر رہے، اس دوران انہوں نے کسی قسم کی تکلیف، قے، متلی، بے چینی اور جو عوارض عورتوں کو ان ایام میں پیش آتے ہیں، ان کی شکایت کا اظہار نہ کیا۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۵۲)

حضرت آسیہ و مریم علیہما السلام کا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو تسلی دینا

حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس روز سے حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کا نور میرے بطن میں آیا، اس روز سے عجیب وغریب حالات نظر آنے لگے۔ ایک مرتبہ میرے پاس حسین وجمیل بہشتی خواتین کا ظہور ہوا جنہیں "حور عین" کہتے ہیں۔ ان کے ہمراہ حضرت بی بی آسیہ اور حضرت بی بی مریم بھی تشریف لائی ہیں اور جشن ولادت میں شرکت کے ساتھ اپنی موجودگی سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو دلاسا دلایا اور باور کرایا کہ وہ ایک بہت ہی عظیم و بے مثال ہستی کی ماں بننے کا شرف حاصل کرنے والی ہیں۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۵۳)

جشن ولادت

ولادت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق بہت سے اقوال کو کتب سیر نے ذکر فرمایا ہے۔

وقد صح من طرق کثیرة ان محمدا علیه السلام ولد یوم الاثنین لاثنتی عشرة مضت من شهر ربیع الاول عام الفیل فی زمن کسریٰ نوشیروان ویقول اصحب التوفیقات التاریخیه ان ذالك یوافق الیوم المکمل للعشرین من شهر اغطس 570ء بعد میلاد المسیح علیه السلام۔

یعنی متعدد طرف سے یہ بات صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم 12 ربیع الاول بروز پیر عام الفیل کسریٰ نوشیرواں کے عہد حکومت میں پیدا ہوئے اور ماہرین فن تاریخ نے اس کے موافق عیسوی تاریخ 20 اگست 570ء بیان کیا ہے۔ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ طلوع صبح صادق کے فوراً بعد ہوئی، پاکستانی نظام الاوقات کے مطابق اس روز مکہ معظمہ میں صبح صادق کا طلوع 4 بج کر 20 منٹ تھا۔

* * *

جہاں طیبہ میں محبوبِ خدا آرام کرتے ہیں
وہاں فیضانِ رحمت میں بھلا کیونکر کمی ہو گی
یہاں روحانیت کی دل کشی ہے ذرے ذرے میں
وہی دل کا دھنی ہے، جس کو یہ دولت ملی ہو گی

واقعہ نمبر (۱۵۴)

اعلان ولادت

ولادت کی رات پوری کائنات میں منادی کرادی گئی کہ سارے ملائکہ درود وسلام پڑھو، جنت کو سنوار دو، جہنم کے دروازے بند کر دو، عرش عظیم پر خوشی کا سماں تھا۔ حوریں اپنے حسن و جمال سے مسرور تھیں۔ پرندے ایک دوسرے سے اپنے پروں کو ملا کر خوشی میں مبارک باد دے رہے تھے۔ فرشتوں نے مشرق و مغرب میں آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال میں پرچم لہرائے۔

حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ" رأیت کان شهابا خرج منی اضاءت به الارض "(ابن اسحاق)

"ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ایک نور مجھ سے جدا ہوا ہے جس کی روشنی سے پوری زمین روشن ہوگئی"۔

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے وقت پوری کائنات میں خوشی کا سماں تھا، پوری کائنات نور میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ہر طرف دھوم مچی ہوئی تھی۔

* * *

کرے باتیں تو حکمت کی کرے گا ان کا دیوانہ
رہے خاموش تو اس میں بھی کچھ حکمت چھپی ہو گی

رہے گا کس قدر انوار کا عالم مدینہ میں
وہاں ساری فضا جب نور میں ڈوبی ہوئی ہو گی

واقعہ نمبر (۱۵۵)

کسریٰ میں زلزلہ مچ گیا

کسریٰ میں زلزلہ مچ گیا تھا۔ بت خانوں میں بت اوندھے منہ گرے ہوئے تھے۔ ان بتوں سے یہ آوازیں سنائی جاتی تھیں کہ "آج وہ ہستی پیدا ہوگئی ہے جس سے کفار کے بت ریزہ ریزہ ہوجائیں گے۔" فرشتے آسمان سے آرہے تھے، خوشیاں منارہے تھے، پرچم لہرارہے تھے۔ حوریں آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر حاضری دے رہی تھیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ جھوم اٹھا لیکن ایک شیطان لعین چلا رہا تھا کہ "آج میری حکومت ختم ہوجائے گی۔ بت پرستی ختم ہوجائے گی۔ لڑکیوں کو زندہ دفنایا نہیں جائے گا۔"

* * *

داماں نظر تنگ و فراوانیِ جلوہ
اے طلعتِ حق طلعتِ سلطانِ مدینہ

اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدق
تو خلد ہے تو جنت ِسلطان مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروفِ عبادت
دیکھوں میں درِ دولتِ سلطانِ مدینہ

واقعہ نمبر (۱۵۶)

ملک شام میں اونٹوں کی گردنوں کو دیکھ لیا

جس سہانی گھڑی میں میرے محبوب کی ولادت ہوئی تو اس نورانیت کی وجہ سے بی بی آمنہ فرماتی تھیں کہ "میں نے شام ملک میں اونٹوں کی گردنوں کو بھی دیکھا۔" جس محبوب صلّی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں پوری کائنات خوشی سے جھوم رہی ہے تو ہمیں بھی اپنے محبوب صلّی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی میں جھومنا چاہیے۔ اپنے دلوں کو سجانا چاہیے، اپنے گھر، مکان کو سجانا چاہیے، اپنے بچوں کو سجانا چاہیے۔ یہ ہمارے لیے سب سے بڑی عید ہے اگر یہ عید نہ ہوتی تو دنیا بھی نہ ہوتی۔ جب دنیا ہی نہیں ہوتی تو پھر ہم کہاں ہوتے۔ جیسا کہ روایات میں آیا ہے کہ "لولاک لما خلقت افلاق" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب صلّی اللہ علیہ وسلم اگر آپ نہ ہوتے تو پوری کائنات بھی نہ ہوتی۔ انصار مدینہ کو جب معلوم ہوا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم مدینے آرہے ہیں۔

طلع البدر علینا وجب الشکر علینا

انصار مدینہ تو اپنے اوپر شکر واجب کر رہے تھے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ محبت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں اپنے دلوں کو مدینہ بنا دیں۔ اور انصار مدینہ کی طرح خوشی سے جھوم اٹھیں اور محبوب کی آمد میں جشن عید میلاد النبی صلّی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ مقرر کریں۔

ازل سے میرے نبی کی محفل سجی ہوئی ہے سجی رہے گی

* * *

واقعہ نمبر (۱۵۷)

کمرہ روشن ہو گیا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی فرماتی ہیں کہ میں جب مکہ معظمہ میں پہنچی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئی تو میں نے دیکھا کہ جس کمرہ میں حضور صلی اللہ وسلم تشریف فرما تھے۔ وہ کمرہ سارا چمک رہا تھا۔ میں نے حضرت آمنہ رضی سے پوچھا کیا اس کمرہ میں بہت سے چراغ جلا رکھے ہیں۔ آمنہ نے جواب دیا نہیں! بلکہ یہ ساری روشنی میرے لخت جگر پیارے بچہ کے چہرے کی ہے۔ حلیمہ رضی فرماتی ہیں میں اندر گئی تو حضور کو دیکھا کہ آپ سیدھے لیٹے ہوئے سو رہے ہیں۔ اور اپنی مبارک ننھی انگلیاں چوس رہے ہیں۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۵۸)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گئی

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن جمال دیکھا تو فریفتہ ہو گئی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے بال بال میں رچ گئی۔ پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سرانور مبارک کے پاس بیٹھ گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو حضور نے اپنی چشمان مبارک کھول دیں۔ اور مجھے دیکھ کر مسکرانے لگے۔ اللہ اکبر! میں نے دیکھا کہ اس نور بھرے منہ سے ایک ایسا نور نکلا جو آسمان تک پہنچ گیا۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۵۹)

بچپن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انصاف

پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر اپنا دایاں دودھ آپ کے مبارک منہ میں ڈالا تو آپ نوش فرمانے لگے۔ بایاں دودھ مبارک منہ میں ڈالنا چاہا تو منہ پھیر لیا۔ اور دودھ نہ پیا۔ کیونکہ میرا اپنا ایک بچہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاف فرما کر دودھ کا یہ حصہ اپنے دودھ شریک کے لئے رہنے دیا۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۶۰)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پا لینے کے بعد مجھے کسی چیز کی ضرورت نہ رہی

میں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر واپس چلنے لگی تو حضرت عبدالمطلب نے زادراہ کے لئے کچھ دینا چاہا تو میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پا لینے کے بعد اب مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں

* * *

واقعہ نمبر (۱۶۱)

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو مبارک بادیں

حلیمہ فرماتی ہیں جب میں اس نعمت عظمیٰ کو گود میں لے کر باہر نکلی تو مجھے ہر چیز سے مبارک باد کی آوازیں آنے لگی کہ اے حلیمہ رضاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تجھے مبارک ہو۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۶۴)

سواری بولی میری پشت پر اولین و آخرین کے سردار ہیں

پھر جب میں اپنی سواری پر بیٹھی تو میری کمزور سواری میں بجلی جیسی طاقت پیدا ہو گئی کہ وہ بڑی بڑی توانا اونٹنیوں کو پیچھے چھوڑنے لگی. سب حیران رہ گئے کہ حلیمہ کی سواری میں یک دم یہ طاقت کیسے آ گئی؟ تو سواری خود بولی میری پشت پر اولین و آخرین کے سردار سوار ہیں. انہی کی برکت سے میری کمزوری جاتی رہی اور میرا حال اچھا ہو گیا

(جامع المعجزات ص86)

* * *

واقعہ نمبر (۱۶۳)

حضرت حلیمہ سعدیہ کا قافلہ

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں "بنی سعد" کی عورتوں کے ہمراہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں مکہ کو چلی۔ اس سال عرب میں بہت سخت کال پڑا ہوا تھا، میری گود میں ایک بچہ تھا، مگر فقر وفاقہ کی وجہ سے میری چھاتیوں میں اتنا دودھ نہ تھا جو اس کو کافی ہو سکے۔ رات بھر وہ بچہ بھوک سے تڑپتا اور روتا بلبلاتا رہتا تھا اور ہم اس کی دلجوئی اور دلداری کے لئے تمام رات بیٹھ کر گزارتے تھے۔ ایک اونٹنی بھی ہمارے پاس تھی۔ مگر اس کے بھی دودھ نہ تھا۔ مکہ مکرمہ کے سفر میں جس خچر پر میں سوار تھی وہ بھی اس قدر لاغر تھا کہ قافلہ والوں کے ساتھ نہ چل سکتا تھا میرے ہمراہی بھی اس سے تنگ آ چکے تھے۔ بڑی بڑی مشکلوں سے یہ سفر طے ہوا جب یہ قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا تو جو عورت رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتی اور یہ سنتی کہ یہ یتیم ہیں تو کوئی عورت آپ کو لینے کے لئے تیار نہیں ہوتی تھی، کیونکہ بچے کے یتیم ہونے کے سبب سے زیادہ انعام واکرام ملنے کی امید نہیں تھی۔

ادھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قسمت کا ستارہ ثریا سے زیادہ بلند اور چاند سے زیادہ روشن تھا، ان کے دودھ کی کمی ان کے لئے رحمت کی زیادتی کا باعث بن گئی، کیونکہ دودھ کم دیکھ کر کسی نے ان کو اپنا بچہ دینا گوارا نہ کیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر "حارث بن عبدالعزیٰ" سے کہا کہ یہ تو اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میں خالی ہاتھ واپس جاؤں اس سے تو بہتر یہی ہے کہ میں اس یتیم ہی کو لے چلوں، شوہر نے اس کو منظور کر لیا اور حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس دریتیم کو لے کر آئیں جس سے صرف حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کے گھر میں نہیں بلکہ کائناتِ عالم کے مشرق ومغرب میں اجالا ہونے والا تھا۔ یہ خداوند قدوس کا فضل عظیم ہی تھا کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سوئی ہوئی قسمت بیدار ہوگئی اور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی آغوش میں آ گئے۔ اپنے خیمہ میں لاکر جب دودھ پلانے بیٹھیں تو باران رحمت کی طرح برکاتِ نبوت کا ظہور شروع ہو گیا، خدا کی شان دیکھیے کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مبارک پستان میں اس قدر دودھ اترا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اور ان کے رضاعی بھائی نے بھی خوب شکم سیر ہو کر دودھ پیا، اور دونوں آرام سے سو گئے، ادھر اونٹنی کو دیکھا تو اس کے تھن دودھ سے بھر گئے تھے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر نے اس کا دودھ دوہا۔ اور میاں بیوی دونوں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا اور دونوں شکم سیر ہو کر رات بھر سکھ اور چین کی نیند سوئے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شوہر حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ برکتیں دیکھ کر حیران رہ گیا، اور کہنے لگا کہ حلیمہ! تم بڑا ہی مبارک بچہ لائی ہو۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ واقعی مجھے بھی یہی امید ہے کہ یہ نہایت ہی بابرکت بچہ ہے اور خدا کی رحمت بن کر ہم کو ملا ہے اور مجھے یہی توقع ہے کہ اب ہمارا گھر خیر و برکت سے بھر

جائے گا۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۶۴)

حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ہم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی گود میں لے کر مکہ مکرمہ سے اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہوئے تو میرا وہی خچر اب اس قدر تیز چلنے لگا کہ کسی کی سواری اس کی گرد کو نہیں پہنچتی تھی، قافلہ کی عورتیں حیران ہو کر مجھ سے کہنے لگیں کہ اے حلیمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا یہ وہی خچر ہے جس پر تم سوار ہو کر آئی تھیں یا کوئی دوسرا تیز رفتار خچر تم نے خرید لیا ہے؟ الغرض ہم اپنے گھر پہنچے وہاں سخت قحط پڑا ہوا تھا تمام جانوروں کے تھن میں دودھ خشک ہو چکے تھے، لیکن میرے گھر میں قدم رکھتے ہی میری بکریوں کے تھن دودھ سے بھر گئے، اب روزانہ میری بکریاں جب چراگاہ سے گھر واپس آتیں تو ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوتے حالانکہ پوری بستی میں اور کسی کو اپنے جانوروں کا ایک قطرہ دودھ نہیں ملتا تھا میرے قبیلہ والوں نے اپنے چرواہوں سے کہا کہ تم لوگ بھی اپنے جانوروں کو اسی جگہ چراؤ جہاں حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جانور چرتے ہیں۔ چنانچہ سب لوگ اسی چراگاہ میں اپنے مویشی چرانے لگے جہاں میری بکریاں چرتی تھیں، مگر یہاں تو چراگاہ اور جنگل کا کوئی عمل دخل ہی نہیں تھا یہ تو رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے برکات نبوت کا فیض تھا جس کو میں اور میرے شوہر کے سوا میری قوم کا کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا تھا۔

الغرض اسی طرح ہر دم ہر قدم پر ہم برابر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکتوں کا مشاہدہ کرتے رہے یہاں تک کہ دو سال پورے ہو گئے اور میں نے آپ کا دودھ چھڑا دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تندرستی اور نشوونما کا حال دوسرے بچوں سے اتنا اچھا تھا کہ دو

سال میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوب اچھے بڑے معلوم ہونے لگے، اب ہم دستور کے مطابق رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی والدہ کے پاس لائے اور انہوں نے حسب توفیق ہم کو انعام واکرام سے نوازا۔

گو قاعدہ کے مطابق اب ہمیں رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے پاس رکھنے کا کوئی حق نہیں تھا، مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکات نبوت کی وجہ سے ایک لمحہ کے لئے بھی ہم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدائی گوارا نہیں تھی۔ عجیب اتفاق کہ اس سال مکہ معظمہ میں وبائی بیماری پھیلی ہوئی تھی چنانچہ ہم نے اس وبائی بیماری کا بہانہ کر کے حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رضامند کر لیا اور پھر ہم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو واپس اپنے گھر لائے اور پھر ہمارا مکان رحمتوں اور برکتوں کی کان بن گیا اور آپ ہمارے پاس نہایت خوش وخرم ہو کر رہنے لگے۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کچھ بڑے ہوئے تو گھر سے باہر نکلتے اور دوسرے لڑکوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے مگر خود ہمیشہ ہر قسم کے کھیل کود سے علیحدہ رہتے۔ ایک روز مجھ سے کہنے لگے کہ اماں جان! میرے دوسرے بھائی بہن دن بھر نظر نہیں آتے یہ لوگ ہمیشہ صبح کو اٹھ کر روزانہ کہاں چلے جاتے ہیں؟ میں نے کہا کہ یہ لوگ بکریاں چرانے چلے جاتے ہیں، یہ سن کر آپ نے فرمایا: مادر مہربان! آپ مجھے بھی میرے بھائی بہنوں کے ساتھ بھیجا کیجیے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصرار سے مجبور ہو کر آپ کو حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بچوں کے ساتھ چراگاہ جانے کی اجازت دے دی۔ اور آپ روزانہ جہاں حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بکریاں چرتی تھیں تشریف لے جاتے رہے اور بکریاں چراگاہوں میں لے جا کر ان کی دیکھ بھال کرنا جو تمام انبیاء اور رسولوں علیہم الصلوۃ والسلام کی سنت ہے آپ نے اپنے عمل سے بچپن ہی میں اپنی ایک خصلت نبوت کا اظہار فرما دیا۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۶۵)

شق صدر

ایک دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چراگاہ میں تھے کہ ایک دم حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک فرزند "ضمرہ" دوڑتے اور ہانپتے کانپتے ہوئے اپنے گھر پر آئے اور اپنی ماں حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ اماں جان! بڑا غضب ہو گیا، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو تین آدمیوں نے جو بہت ہی سفید لباس پہنے ہوئے تھے، چت لٹا کر ان کا شکم پھاڑ ڈالا ہے اور میں اسی حال میں ان کو چھوڑ کر بھاگا ہوا آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے شوہر دونوں بدحواس ہو کر گھبرائے ہوئے دوڑ کر جنگل میں پہنچے تو یہ دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے ہیں۔ مگر خوف و ہراس سے چہرہ زرد اور اداس ہے، حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر نے انتہائی مشفقانہ لہجے میں پیار سے چمکار کر پوچھا کہ بیٹا! کیا بات ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص جن کے کپڑے بہت ہی سفید اور صاف ستھرے تھے میرے پاس آئے اور مجھ کو چت لٹا کر میرا شکم چاک کر کے اس میں سے کوئی چیز نکال کر باہر پھینک دی اور پھر کوئی چیز میرے شکم میں ڈال کر شگاف کو سی دیا لیکن مجھے ذرہ برابر بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۱)

یہ واقعہ سن کر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے شوہر دونوں بے حد گھبرائے اور شوہر نے کہا کہ حلیمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھے ڈر ہے کہ ان کے اوپر شاید کچھ آسیب کا اثر ہے لہٰذا بہت جلد تم ان کو ان کے گھر والوں کے پاس چھوڑ آؤ۔ اس کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو لے کر مکہ مکرمہ آئیں کیونکہ انہیں اس واقعہ سے یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ شاید اب ہم کماحقہ ان کی حفاظت نہ کر سکیں گے۔ حضرت حلیمہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا نے جب مکہ معظمہ پہنچ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کیا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ حلیمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا تم تو بڑی خواہش اور چاہ کے ساتھ میرے بچے کو اپنے گھر لے گئی تھیں پھر اس قدر جلد واپس لے آنے کی وجہ کیا ہے؟ جب حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شکم چاک کرنے کا واقعہ بیان کیا اور آسیب کا شبہ ظاہر کیا تو حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، خدا کی قسم! میرے نور نظر پر ہرگز ہرگز کبھی بھی کسی جن یا شیطان کا عمل دخل نہیں ہو سکتا۔ میرے بیٹے کی بڑی شان ہے۔ پھر ایام حمل اور وقت ولادت کے حیرت انگیز واقعات سنا کر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مطمئن کر دیا اور حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی والدہ ماجدہ کے سپرد کر کے اپنے گاؤں میں واپس چلی آئیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واالہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کی آغوشِ تربیت میں پرورش پانے لگے۔

* * *

اک ننگِ غمِ عشق بھی ہے منتظرِ دید
صدقے ترے اے صورتِ سلطان مدینہ

کونین کا غم یادِ خدا در شفاعت
دولت ہے یہی دولتِ سلطان مدینہ

ظاہر میں غریب الغربا پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوتِ سلطان مدینہ

واقعہ نمبر (۱۶۶)

شق صدر کتنی بار ہوا؟

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورۂ "الم نشرح" کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ چار مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس سینہ چاک کیا گیا اور اس میں نور و حکمت کا خزینہ بھرا گیا۔

پہلی مرتبہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تھے جس کا ذکر ہو چکا۔ اس کی حکمت یہ تھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان وسوسوں اور خیالات سے محفوظ رہیں جن میں بچے مبتلا ہو کر کھیل کود اور شرارتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ دوسری بار دس برس کی عمر میں ہوا تا کہ جوانی کی پر آشوب شہوتوں کے خطرات سے آپ بے خوف ہو جائیں۔ تیسری بار غارِ حرا میں شق صدر ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب میں نور سکینہ بھر دیا گیا تا کہ آپ وحی الٰہی کے عظیم اور گراں بار بوجھ کو برداشت کر سکیں۔ چوتھی مرتبہ شب معراج میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک سینہ چاک کر کے نور و حکمت کے خزانوں سے معمور کیا گیا، تا کہ آپ کے قلب مبارک میں اتنی وسعت اور صلاحیت پیدا ہو جائے کہ آپ دیدار الٰہی عزوجل کی تجلیوں، اور کلام ربانی کی ہیبتوں اور عظمتوں کے متحمل ہو سکیں۔

* * *

اس امت عاصی سے نہ منہ پھیر خدایا
نازک ہے بہت غیرتِ سلطان مدینہ
کچھ ہم کو نہیں کام جگر اور کسی سے
کافی ہے بس اک نسبتِ سلطان مدینہ

واقعہ نمبر (۱٦۷)

امِ ایمن

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور اپنی والدہ محترمہ کے پاس رہنے لگے تو حضرت "امِ ایمن" جو آپکے والد ماجد کی باندی تھیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خاطر داری اور خدمت گزاری میں دن رات جی جان سے مصروف رہنے لگیں۔ امِ ایمن کا نام "برکتہ" ہے یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو آپ کے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میراث میں ملی تھیں۔ یہی آپ کو کھانا کھلاتی تھیں کپڑے پہناتی تھیں آپ کے کپڑے دھویا کرتی تھیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا تھا جن سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ (رضی اللہ عنہم)

* * *

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلو علیہ و آلہٖ

واقعہ نمبر (۱۶۸)

بچپن کی ادائیں

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گہوارہ یعنی جھولا فرشتوں کے ہلانے سے ہلتا تھا اور آپ بچپن میں چاند کی طرف انگلی اٹھا کر اشارہ فرماتے تھے تو چاند آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی انگلی کے اشاروں پر حرکت کرتا تھا۔ جب آپ کی زبان کھلی تو سب سے اول جو کلام آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا بچوں کی عادت کے مطابق کبھی بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کپڑوں میں بول و براز نہیں فرمایا۔ بلکہ ہمیشہ ایک معین وقت پر رفع حاجت فرماتے۔ اگر کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شرم گاہ کھل جاتی تو آپ رو رو کر فریاد کرتے۔ اور جب تک شرم گاہ نہ چھپ جاتی آپ کو چین اور قرار نہیں آتا تھا اور اگر شرم گاہ چھپانے میں مجھ سے کچھ تاخیر ہو جاتی تو غیب سے کوئی آپ کی شرم گاہ چھپا دیتا۔ جب آپ اپنے پاؤں پر چلنے کے قابل ہوئے تو باہر نکل کر بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے مگر خود کھیل کود میں شریک نہیں ہوتے تھے لڑکے آپ کو کھیلنے کے لئے بلاتے تو آپ فرماتے کہ میں کھیلنے کے لئے نہیں پیدا کیا گیا ہوں۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۱)

* * *

دل مضطر یہ کہتا ہے، مدینہ دیکھ کر آئیں
سعادت بھی ملے گی اور کچھ تسکین بھی ہو گی
وہ ساعت پُر سعادت ہے، نبیؐ کا ذکر ہو جس میں
جو ان کی یاد میں گذرے مبارک وہ گھڑی ہو گی

واقعہ نمبر (۱۶۹)

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف جب چھ برس کی ہوگئی تو آپ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ آپ کے دادا کے ننھیال بنو عدی بن نجار میں رشتہ داروں کی ملاقات یا اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والد ماجد کی باندی ام ایمن بھی اس سفر میں آپ کے ساتھ تھیں وہاں سے واپسی پر "ابواء" نامی گاؤں میں حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوگئی اور وہ وہیں مدفون ہوئیں۔ والد ماجد کا سایہ تو ولادت سے پہلے ہی اٹھ چکا تھا اب والدہ ماجدہ کی آغوش شفقت کا خاتمہ بھی ہوگیا۔ لیکن حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ در یتیم جس آغوشِ رحمت میں پرورش پا کر پروان چڑھنے والا ہے وہ ان سب ظاہری اسباب تربیت سے بے نیاز ہے۔

* * *

لب پر نعت پاک کا نغمہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
میرے نبی سے میرا رشتہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
اور کسی جانب کیوں جائیں اور کسی کو کیوں دیکھیں
پست وہ کیسے ہوسکتا ہے جس کو حق نے بلند کیا
دونوں جہاں میں ان کا چرچا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

واقعہ نمبر (۱۷۰)

وادی ابواء

حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضرت امِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مکہ مکرمہ لائیں اور آپ کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کیا اور دادا نے آپ کو اپنی آغوش تربیت میں انتہائی شفقت ومحبت کے ساتھ پرورش کیا اور حضرت امِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی خدمت کرتی رہیں۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عمر شریف آٹھ برس کی ہوگئی تو آپ کے دادا عبدالمطلب کا بھی انتقال ہوگیا۔

* * *

پست وہ کیسے ہوسکتا ہے جس کو حق نے بلند کیا
دونوں جہاں میں ان کا چرچا کل بھی تھا اور آج بھی ہے
بتلا دو گستاخ نبی کو غیرت مسلم زندہ ہے
دین پہ مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
سب ہو آئے ان کے در سے جا نہ سکا تو ایک صبیح
یہ کہ اک تصویر تمنا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

واقعہ نمبر (۱۷۱)

جناب ابو طالب کے پاس

عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا ابو طالب نے آپ کو اپنی آغوشِ تربیت میں لے لیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیک خصلتوں اور دل لبھا دینے والی بچپن کی پیاری پیاری اداؤں نے ابو طالب کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایسا گرویدہ بنا دیا کہ مکان کے اندر اور باہر ہر وقت آپ کو اپنے ساتھ ہی رکھتے۔ اپنے ساتھ کھلاتے پلاتے، اپنے پاس ہی آپ کا بستر بچھاتے اور ایک لمحہ کے لئے بھی کبھی اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے تھے۔

ابو طالب کا بیان ہے کہ میں نے کبھی بھی نہیں دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی وقت بھی کوئی جھوٹ بولے ہوں یا کبھی کسی کو دھوکہ دیا ہو، یا کبھی کسی کو کوئی ایذا پہنچائی ہو، یا بیہودہ لڑکوں کے پاس کھیلنے کے لئے گئے ہوں یا کبھی کوئی خلافِ تہذیب بات کی ہو۔ ہمیشہ انتہائی خوش اخلاق، نیک اطوار، نرم گفتار، بلند کردار اور اعلیٰ درجہ کے پارسا اور پرہیز گار رہے۔

* * *

بسر ہو زندگی جس کی ،مقدس شہر طیبہ میں
مثالی زندگی بے شک اسی کی زندگی ہو گی

بروزِ حشر جب عالم رہے گا نفسی نفسی کا
نبی کے عاشقوں کو رحمتِ حق ڈھونڈتی ہو گی

واقعہ نمبر (۱۷۲)

آپ کی دُعا سے بارش

ایک مرتبہ ملکِ عرب میں انتہائی خوفناک قحط پڑ گیا۔ اہلِ مکہ نے بتوں سے فریاد کرنے کا ارادہ کیا مگر ایک حسین و جمیل بوڑھے نے مکہ والوں سے کہا کہ اے اہلِ مکہ! ہمارے اندر ابو طالب موجود ہیں جو بانی کعبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور کعبہ کے متولی اور سجادہ نشین بھی ہیں۔ ہمیں ان کے پاس چل کر دعا کی درخواست کرنی چاہیے۔ چنانچہ سردارانِ عرب ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فریاد کرنے لگے کہ اے ابو طالب! قحط کی آگ نے سارے عرب کو جھلسا کر رکھ دیا ہے۔ جانور گھاس پانی کے لیے ترس رہے ہیں اور انسان دانہ پانی نہ ملنے سے تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہے ہیں۔ قافلوں کی آمد و رفت بند ہو چکی ہے اور ہر طرف بربادی و ویرانی کا دور دورہ ہے۔ آپ بارش کے لیے دعا کیجیے۔ اہلِ عرب کی فریاد سن کر ابو طالب کا دل بھر آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے کر حرم کعبہ میں گئے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار کعبہ سے ٹیک لگا کر بٹھا دیا اور دعا مانگنے میں مشغول ہو گئے۔ درمیان دعا میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی انگشت مبارک کو آسمان کی طرف اٹھا دیا ایک دم چاروں طرف سے بدلیاں نمودار ہوئیں اور فوراً ہی اس زور کا بارانِ رحمت برسا کہ عرب کی زمین سیراب ہو گئی۔ جنگلوں اور میدانوں میں ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا۔ چٹیل میدانوں کی زمینیں سرسبز و شاداب ہو گئیں۔ قحط دفع ہو گیا اور کال کٹ گیا اور سارا عرب خوش حال اور نہال ہو گیا۔

چنانچہ ابو طالب نے اپنے اس طویل قصیدہ میں جس کو انہوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح میں نظم کیا ہے اس واقعہ کو ایک شعر میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِه   ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

یعنی وہ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ایسے گورے رنگ والے ہیں کہ ان کے رخ انور کے ذریعہ بدلی سے بارش طلب کی جاتی ہے وہ یتیموں کا ٹھکانا اور بیواؤں کے نگہبان ہیں۔ (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۱۹۰)

* * *

دیکھا ہے نہیں کیا کچھ گلزارِ مدینہ میں
جنت ہی سمٹ آئی اک خارِ مدینہ میں

دل کو ہے کیا روشن عالم کو کیا خیرہ
ایسی ہے ضیا دیکھی انوارِ مدینہ میں

شاہد ہے جہاں سارا عالم کے طبیبوں نے
کچھ روگ نہیں پایا بیمارِ مدینہ میں

واعظ کو ملی جنت عاشق کو ملا خالق
ملتی ہیں مرادیں سب اذکار مدینہ میں

افلاک پہ چرچا ہے رفقا میں فرشتے ہیں
مخمور جو ڈوبا ہے افکارِ مدینہ میں

واقعہ نمبر (۱۷۳)

اُمّی لقب

اللہ تعالیٰ کی لاریب کتاب قرآن مجید میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لقب "اُمّی" ہے اس لفظ کے دو معنی ہیں یا تو یہ "اُم القریٰ" کی طرف نسبت ہے۔ "اُم القریٰ" مکہ مکرمہ کا لقب ہے۔ لہٰذا "اُمی" کے معنی مکہ مکرمہ کے رہنے والے یا "اُمّی" کے یہ معنی ہیں کہ آپ نے دنیا میں کسی انسان سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہت ہی عظیم الشان معجزہ ہے کہ دنیا میں کسی نے بھی آپ کو نہیں پڑھایا لکھایا۔ مگر خداوند قدوس نے آپ کو اس قدر علم عطا فرمایا کہ آپ کا سینہ اولین وآخرین کے علوم ومعارف کا خزینہ بن گیا۔ اور آپ پر ایسی کتاب نازل ہوئی جس کی شان 'تِبیَانًا لِکُلِّ شَیْئٍ'' (ہر ہر چیز کا روشن بیان) ہے حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

نگار من کہ بہ مکتب نرفت وخط ننوشت بغمزہ سبق آموز صد مدرس شد

یعنی میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ کبھی مکتب میں گئے، نہ لکھنا سیکھا مگر اپنے چشم و ابرو کے اشارہ سے سیکڑوں مدرسوں کو سبق پڑھا دیا۔

ظاہر ہے کہ جس کا استاد اور تعلیم دینے والا خلاق عالم جل جلالہ ہو بھلا اس کو کسی اور استاد سے تعلیم حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہو گی؟ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ

ایسا امی کس لئے منت کش استاذ ہو کیا کفایت اس کو اقرء ربک الاکرم نہیں

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے امی لقب ہونے کا حقیقی راز کیا ہے؟ اس کو تو خداوند علام الغیوب کے سوا اور کون بتا سکتا ہے؟ لیکن بظاہر اس میں چند حکمتیں اور فوائد معلوم ہوتے ہیں۔

اوّل۔ یہ کہ تمام دنیا کو علم و حکمت سکھانے والے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا استاد صرف خداوند عالم ہی ہو، کوئی انسان آپ کا استاد نہ ہوتا کہ کبھی کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ پیغمبر تو میرا پڑھایا ہوا شاگرد ہے۔

دوم۔ یہ کہ کوئی شخص کبھی یہ خیال نہ کر سکے کہ فلاں آدمی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استاد تھا تو شاید وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ہوگا۔

سوم۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی یہ وہم بھی نہ کر سکے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چونکہ پڑھے لکھے آدمی تھے اس لیے انہوں نے خود ہی قرآن کی آیتوں کو اپنی طرف سے بنا کر پیش کیا ہے اور قرآن انہیں کا بنایا ہوا کلام ہے۔

چہارم۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ساری دنیا کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیں تو کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ پہلی اور پرانی کتابوں کو دیکھ دیکھ کر اس قسم کی انمول اور انقلاب آفریں تعلیمات دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

پنجم۔ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کوئی استاد ہوتا تو آپ کو اس کی تعظیم کرنی پڑتی، حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خالق کائنات نے اس لیے پیدا فرمایا تھا کہ سارا عالم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم کرے، اس لیے حضرت حق جل شانہ نے اس کو گوارا نہیں فرمایا کہ میرا محبوب کسی کے آگے زانوئے تلمذ تہ کرے اور کوئی اس کا استاد ہو۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

* * *

واقعہ نمبر (۱۷۴)

سفر شام اور بحیرٰی

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عمر شریف بارہ برس کی ہوئی تو اس وقت ابو طالب نے تجارت کی غرض سے ملک شام کا سفر کیا۔ ابو طالب کو چونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بہت ہی والہانہ محبت تھی اس لیے وہ آپ کو بھی اس سفر میں اپنے ہمراہ لے گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اعلان نبوت سے قبل تین بار تجارتی سفر فرمایا۔ دو مرتبہ ملک شام گئے اور ایک بار یمن تشریف لے گئے، یہ ملک شام کا پہلا سفر ہے اس سفر کے دوران "بُصریٰ" میں "بُحیریٰ" راہب (عیسائی سادھو) کے پاس آپ کا قیام ہوا۔ اس نے توراۃ وانجیل میں بیان کی ہوئی نبی آخر الزماں کی نشانیوں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور بہت عقیدت اور احترام کے ساتھ اس نے آپ کے قافلہ والوں کی دعوت کی اور ابو طالب سے کہا کہ یہ سارے جہان کے سردار اور رب العالمین کے رسول ہیں، جن کو خدا عزوجل نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ شجر و حجر ان کو سجدہ کرتے ہیں اور ابر ان پر سایہ کرتا ہے اور ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔ اس لئے تمہارے اور ان کے حق میں یہی بہتر ہوگا کہ اب تم ان کو لے کر آگے نہ جاؤ اور اپنا مال تجارت یہیں فروخت کر کے بہت جلد مکہ چلے جاؤ۔ کیونکہ ملک شام میں یہودی لوگ ان کے بہت بڑے دشمن ہیں۔ وہاں پہنچتے ہی وہ لوگ ان کو شہید کر ڈالیں گے۔ بحیرٰی راہب کے کہنے پر ابو طالب کو خطرہ محسوس ہونے لگا۔ چنانچہ انہوں نے وہیں اپنی تجارت کا مال فروخت کر دیا اور بہت جلد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے کر مکہ مکرمہ واپس آ گئے۔ بُحیریٰ راہب نے چلتے وقت انتہائی عقیدت کے ساتھ آپ کو سفر کا کچھ توشہ بھی دیا۔ (ترمذی ج ۲ باب ماجاء فی بدء نبوۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

واقعہ نمبر (۱۷۵)

جنگِ فجار

اسلام سے پہلے عربوں میں لڑائیوں کا ایک طویل سلسلہ جاری تھا۔ انہی لڑائیوں میں سے ایک مشہور لڑائی "جنگ فجار" کے نام سے مشہور ہے۔ عرب کے لوگ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب، ان چار مہینوں کا بے حد احترام کرتے تھے اور ان مہینوں میں لڑائی کرنے کو گناہ جانتے تھے۔ یہاں تک کہ عام طور پر ان مہینوں میں لوگ تلواروں کو نیام میں رکھ دیتے۔ اور نیزوں کی برچھیاں اتار لیتے تھے۔ مگر اس کے باوجود کبھی کبھی کچھ ایسے ہنگامی حالات درپیش ہو گئے کہ مجبوراً ان مہینوں میں بھی لڑائیاں کرنی پڑیں۔ تو ان لڑائیوں کو اہل عرب "حروب فجار" (گناہ کی لڑائیاں) کہتے تھے۔ سب سے آخری جنگ فجار جو "قریش" اور "قیس" کے قبیلوں کے درمیان ہوئی اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف بیس برس کی تھی۔ چونکہ قریش اس جنگ میں حق پر تھے، اس لئے ابو طالب وغیرہ اپنے چچاؤں کے ساتھ آپ نے بھی اس جنگ میں شرکت فرمائی۔ مگر کسی پر ہتھیار نہیں اٹھایا۔ صرف اتنا ہی کیا کہ اپنے چچاؤں کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے رہے۔ اس لڑائی میں پہلے قیس پھر قریش غالب آئے اور آخر کار صلح پر اس لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔

(سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۱۸۶)

* * *

واقعہ نمبر (۱۷۶)

حلف الفُضول

روز روز کی لڑائیوں سے عرب کے سیکڑوں گھرانے برباد ہو گئے تھے۔ ہر طرف بد امنی اور آئے دن کی لوٹ مار سے ملک کا امن و امان غارت ہو چکا تھا۔ کوئی شخص اپنی جان و مال کو محفوظ نہیں سمجھتا تھا۔ نہ دن کو چین، نہ رات کو آرام، اس وحشت ناک صورتِ حال سے تنگ آ کر کچھ صلح پسند لوگوں نے جنگ فجار کے خاتمہ کے بعد ایک اصلاحی تحریک چلائی۔ چنانچہ بنو ہاشم، بنو زہرہ، بنو اسد وغیرہ قبائل قریش کے بڑے بڑے سرداران عبد اللہ بن جدعان کے مکان پر جمع ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبد المطلب نے یہ تجویز پیش کی کہ موجودہ حالات کو سدھارنے کے لئے کوئی معاہدہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ خاندان قریش کے سرداروں نے "بقائے باہم" کے اصول پر "جیو اور جینے دو" کے قسم کا ایک معاہدہ کیا اور حلف اٹھا کر عہد کیا کہ ہم لوگ:

(۱) ملک سے بے امنی دور کریں گے۔

(۲) مسافروں کی حفاظت کریں گے۔

(۳) غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے۔

(۴) مظلوم کی حمایت کریں گے۔

(۵) کسی ظالم یا غاصب کو مکہ میں نہیں رہنے دیں گے۔

اس معاہدہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی شریک ہوئے اور آپ کو یہ معاہدہ اس قدر عزیز تھا کہ اعلانِ نبوت کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اس معاہدہ سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر اس معاہدہ کے بدلے میں کوئی مجھے سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیتا تو مجھے اتنی خوشی نہیں ہوتی۔ اور آج اسلام میں بھی اگر کوئی مظلوم "یا آل

حلف الفضول" کہہ کر مجھے مدد کے لئے پکارے تو میں اس کی مدد کے لئے تیار ہوں۔

اس تاریخی معاہدہ کو "حلف الفضول" اس لئے کہتے ہیں کہ قریش کے اس معاہدہ سے بہت پہلے مکہ میں قبیلہ "جرہم" کے سرداروں کے درمیان بھی بالکل ایسا ہی ایک معاہدہ ہوا تھا۔ اور چونکہ قبیلۂ جرہم کے وہ لوگ جو اس معاہدہ کے محرک تھے ان سب لوگوں کا نام "فضل" تھا یعنی فضل بن حارث اور فضل بن وداعہ اور فضل بن فضالہ اس لئے اس معاہدہ کا نام "حلف الفضول" رکھ دیا گیا، یعنی ان چند آدمیوں کا معاہدہ جن کے نام "فضل" تھے۔
(سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۳۴)

* * *

جہاں طیبہ میں محبوبِ خدا آرام کرتے ہیں
وہاں فیضانِ رحمت میں بھلا کیونکر کمی ہو گی

یہاں روحانیت کی دل کشی ہے ذرے ذرے میں
وہی دل کا دھنی ہے، جس کو یہ دولت ملی ہو گی

کرے باتیں تو حکمت کی کرے گا ان کا دیوانہ
رہے خاموش تو اس میں بھی کچھ حکمت چھپی ہو گی

رہے گا کس قدر انوار کا عالم مدینہ میں
وہاں ساری فضا جب نور میں ڈوبی ہوئی ہو گی

واقعہ نمبر (۱۷۷)

ملکِ شام کا دوسرا سفر

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف تقریباً پچیس سال کی ہوئی تو آپ کی امانت وصداقت کا چرچا دور دور تک پہنچ چکا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ کی ایک بہت ہی مالدار عورت تھیں۔ ان کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان کو ضرورت تھی کہ کوئی امانت دار آدمی مل جائے تو اس کے ساتھ اپنی تجارت کا مال وسامان ملک شام بھیجیں۔ چنانچہ ان کی نظر انتخاب نے اس کام کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منتخب کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا مال تجارت لے کر ملک شام جائیں جو معاوضہ میں دوسروں کو دیتی ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت ودیانت داری کی بنا پر میں آپ کو اس کا دوگنا دوں گی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمالی اور تجارت کا مال وسامان لے کر ملک شام کو روانہ ہو گئے۔ اس سفر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ایک معتمد غلام "میسرہ" کو بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ کر دیا تا کہ وہ آپ کی خدمت کرتا رہے۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملک شام کے مشہور شہر "بصریٰ" کے بازار میں پہنچے تو وہاں "نسطورا" راہب کی خانقاہ کے قریب میں ٹھہرے۔ "نسطورا" میسرہ کو بہت پہلے سے جانتا پہچانتا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت دیکھتے ہی "نسطورا" میسرہ کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ اے میسرہ! یہ کون شخص ہیں جو اس درخت کے نیچے اتر پڑے ہیں۔ میسرہ نے جواب دیا کہ یہ مکہ کے رہنے والے ہیں اور خاندان بنو ہاشم کے چشم وچراغ ہیں ان کا نام نامی "محمد" اور لقب "امین" ہے۔ نسطورا نے کہا کہ سوائے نبی کے اس درخت کے نیچے آج تک کبھی کوئی نہیں اترا۔ اس لئے مجھے یقین کامل ہے کہ "نبی آخر الزماں" یہی ہیں۔ کیونکہ آخری نبی کی تمام نشانیاں جو میں نے

توریت وانجیل میں پڑھی ہیں وہ سب میں ان میں دیکھ رہا ہوں۔ کاش! میں اس وقت زندہ رہتا جب یہ اپنی نبوت کا اعلان کریں گے تو میں ان کی بھرپور مدد کرتا اور پوری جاں نثاری کے ساتھ ان کی خدمت گزاری میں اپنی تمام عمر گزار دیتا۔ اے میسرہ! میں تم کو نصیحت اور وصیت کرتا ہوں کہ خبردار! ایک لمحہ کے لئے بھی تم ان سے جدا نہ ہونا اور انتہائی خلوص و عقیدت کے ساتھ ان کی خدمت کرتے رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو "خاتم النبیین" ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بصریٰ کے بازار میں بہت جلد تجارت کا مال فروخت کر کے مکہ مکرمہ واپس آ گئے۔ واپسی میں جب آپ کا قافلہ شہر مکہ میں داخل ہونے لگا تو حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بالا خانے پر بیٹھی ہوئی قافلہ کی آمد کا منظر دیکھ رہی تھیں۔ جب ان کی نظر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑی تو انہیں ایسا نظر آیا کہ دو فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر پر دھوپ سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قلب پر اس نورانی منظر کا ایک خاص اثر ہوا اور وہ فرط عقیدت سے انتہائی والہانہ محبت کے ساتھ یہ حسین جلوہ دیکھتی رہیں۔ پھر اپنے غلام میسرہ سے انہوں نے کئی دن کے بعد اس کا ذکر کیا تو میسرہ نے بتایا کہ میں تو پورے سفر میں یہی منظر دیکھتا رہا ہوں۔ اور اس کے علاوہ میں نے بہت سی عجیب و غریب باتوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ پھر میسرہ نے نسطورا راہب کی گفتگو اور اسکی عقیدت و محبت کا تذکرہ بھی کیا۔ یہ سن کر حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ سے بے پناہ قلبی تعلق، اور بے حد عقیدت و محبت ہو گئی اور یہاں تک ان کا دل جھک گیا کہ انہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نکاح کی رغبت ہو گئی۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۷)

* * *

واقعہ نمبر (۱۷۸)

حضرت خدیجہ سے نکاح

حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مال و دولت کے ساتھ انتہائی شریف اور عفت مآب خاتون تھیں۔ اہل مکہ ان کی پاک دامنی اور پارسائی کی وجہ سے ان کو طاہرہ (پاکباز) کہا کرتے تھے۔ ان کی عمر چالیس سال کی ہو چکی تھی پہلے ان کا نکاح ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوا تھا اور ان سے دو لڑکے "ہند بن ابو ہالہ" اور "ہالہ بن ابو ہالہ" پیدا ہو چکے تھے۔ پھر ابو ہالہ کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوسرا نکاح "عتیق بن عابد مخزومی" سے کیا۔ ان سے بھی دو اولاد ہوئی، ایک لڑکا "عبداللہ بن عتیق" اور ایک لڑکی "ہند بنت عتیق"۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دوسرے شوہر "عتیق" کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔ بڑے بڑے سرداران قریش ان کے ساتھ عقد نکاح کے خواہش مند تھے لیکن انہوں نے سب پیغاموں کو ٹھکرا دیا۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیغمبرانہ اخلاق و عادات کو دیکھ کر اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حیرت انگیز حالات کو سن کر یہاں تک ان کا دل آپ کی طرف مائل ہو گیا کہ خود بخود ان کے قلب میں آپ سے نکاح کی رغبت پیدا ہو گئی۔ کہاں تو بڑے بڑے مالداروں اور شہر مکہ کے سرداروں کے پیغاموں کو رد کر چکی تھیں اور یہ طے کر چکی تھیں کہ اب چالیس برس کی عمر میں تیسرا نکاح نہیں کروں گی اور کہاں خود ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا جو ان کے بھائی عوام بن خویلد کی بیوی تھیں۔ ان سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ ذاتی حالات کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیں پھر "نفیسہ" بنت امیہ کے ذریعہ خود ہی حضور عیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔ مشہور امام سیرت محمد بن اسحٰق نے لکھا ہے کہ اس رشتہ کو پسند کرنے کی جو وجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کی ہے وہ خود ان کے الفاظ میں یہ ہے: ''اِنِّیْ قَدْ رَغِبْتُ فِیْكَ لِحُسْنِ خُلُقِكَ وَ صِدْقِ حَدِیْثِكَ'' یعنی میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اچھے اخلاق اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچائی کی وجہ سے آپ کو پسند کیا۔

(زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۰۰)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس رشتہ کو اپنے چچا ابو طالب اور خاندان کے دوسرے بڑے بوڑھوں کے سامنے پیش فرمایا۔ بھلا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی پاک دامن، شریف، عقلمند اور مالدار عورت سے شادی کرنے کو کون نہ کہتا؟ سارے خاندان والوں نے نہایت خوشی کے ساتھ اس رشتہ کو منظور کر لیا۔ اور نکاح کی تاریخ مقرر ہوئی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو طالب وغیرہ اپنے چچاؤں اور خاندان کے دوسرے افراد اور شرفاء بنی ہاشم و سرداران مضر کو اپنی برات میں لے کر حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور نکاح ہوا۔ اس نکاح کے وقت ابو طالب نے نہایت ہی فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا۔ اس خطبہ سے بہت اچھی طرح اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ اعلانِ نبوت سے پہلے آپ کے خاندانی بڑے بوڑھوں کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق کیسا خیال تھا اور آپ کے اخلاق و عادات نے ان لوگوں پر کیسا اثر ڈالا تھا۔ ابو طالب کے اس خطبہ کا ترجمہ یہ ہے:

تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے ہم لوگوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں بنایا اور ہم کو معد اور مضر کے خاندان میں پیدا فرمایا اور اپنے گھر (کعبہ) کا نگہبان اور اپنے حرم کا منتظم بنایا اور ہم کو علم و حکمت والا گھر اور امن والا حرم عطا فرمایا اور ہم کو لوگوں پر حاکم بنایا۔

یہ میرے بھائی کا فرزند محمد بن عبداللہ ہے۔ یہ ایک ایسا جوان ہے کہ قریش کے جس شخص کا بھی اس کے ساتھ موازنہ کیا جائے یہ اس سے ہر شان میں بڑھا ہوا ہی رہے گا۔

ہاں مال اس کے پاس کم ہے لیکن مال تو ایک ڈھلتی ہوئی چھاؤں اور ادل بدل ہونے والی چیز ہے۔ اما بعد! میرا بھتیجا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ شخص ہے جس کے ساتھ میری قرابت اور قربت ومحبت کو تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو۔ وہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرتا ہے اور میرے مال میں سے بیس اونٹ مہر مقرر کرتا ہے اور اس کا مستقبل بہت ہی تابناک، عظیم الشان اور جلیل القدر ہے۔ (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۰۱)

جب ابو طالب اپنا یہ ولولہ انگیز خطبہ ختم کر چکے تو حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل نے بھی کھڑے ہو کر ایک شاندار خطبہ پڑھا۔ جس کا مضمون یہ ہے:

خدا ہی کے لئے حمد ہے جس نے ہم کو ایسا ہی بنایا جیسا کہ اے ابو طالب! آپ نے ذکر کیا اور ہمیں وہ تمام فضیلتیں عطا فرمائی ہیں جن کو آپ نے شمار کیا۔ بلا شبہ ہم لوگ عرب کے پیشوا اور سردار ہیں اور آپ لوگ بھی تمام فضائل کے اہل ہیں۔ کوئی قبیلہ آپ لوگوں کے فضائل کا انکار نہیں کرسکتا اور کوئی شخص آپ لوگوں کے فخر وشرف کو رد نہیں کرسکتا اور بے شک ہم لوگوں نے نہایت ہی رغبت کے ساتھ آپ لوگوں کے ساتھ ملنے اور رشتہ میں شامل ہونے کو پسند کیا۔ لہٰذا اے قریش! تم گواہ رہو کہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو میں نے محمد بن عبداللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی زوجیت میں دیا چار سو مثقال مہر کے بدلے۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۷۹)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان

الغرض حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا نکاح ہو گیا اور حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خانہ معیشت از دواجی زندگی کے ساتھ آباد ہو گیا۔ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تقریباً ۲۵ برس تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں رہیں اور ان کی زندگی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا باقی آپ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کے بطن سے پیدا ہوئی۔ جن کا تفصیلی بیان آگے آئے گا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی ساری دولت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں پر قربان کر دی اور اپنی تمام عمر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غمگساری اور خدمت میں نثار کر دی۔

* * *

خدا کی بندگی میں سنتوں کی پیروی ہو گی
غلامانِ محمدؐ کی علامت بس یہی ہو گی

انہیں دین اور دنیا کی ، میسر ہر خوشی ہو گی
جو ان کے ہو گئے ،کس بات کی ان کو کمی ہو گی

واقعہ نمبر (۱۸۰)

کعبہ کی تعمیر

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر پینتیس سال ہوئی تو قریش نے کعبہ کی از سرنو تعمیر کی۔ دوران تعمیر جب عمارت حجر اسود کے مقام تک پہنچ گئی تو قبائل میں سخت جھگڑا پیدا ہوا۔ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ ہم ہی حجر اسود کو اٹھا کر نصب کریں گے۔ اس کشمکش میں چار دن گزر گئے اور تلواروں تک نوبت پہنچ گئی۔ ابوامیہ بن مغیرہ مخزومی نے جو ام المومنین سیدہ ام سلمی رضی اللہ تعالی عنہ کا والد اور قریش میں سب سے معمر شخص تھا یہ رائے دی کہ کل صبح جو شخص اس مسجد کے باب بنی شیبہ سے حرم شریف میں داخل ہوگا وہ ثالث قرار دیا جائے۔ سب نے اس رائے سے اتفاق کیا، دوسرے روز سب سے پہلے داخل ہونے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ دیکھتے ہی سب پکار اٹھے، یہ امین ہیں ہم ان پر راضی ہیں۔ جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حجر اسود کے رکھنے کا معاملہ ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر چادر بچھا کر اس پر حجر اسود رکھا پھر فرمایا ہر طرف والے ایک ایک سردار انتخاب کرلیں اور وہ چاروں سردار چادر کے چاروں کونے تھام لیں اور اوپر کو اٹھائیں۔ اس طرح وہ چادر مقام نصب کے برابر پہنچ گئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کو اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر دیوار میں نصب فرمایا وہ سب خوش ہوگئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعلان نبوت سے قبل ہی اپنی تعلیم کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے بدل، بے مثال اور باوقار نمونہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانوں کے مجمع عام میں جو کچھ فرماتے گھر کے خلوت کدہ مبارک میں وہ اسی طرح نظر آتے۔ آپ اخلاق وعمل کا جو نقطہ دوسروں کو سکھاتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اس کا عمل نمونہ پیش فرماتے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہ اعلان نبوت سے قبل اور اعلان نبوت کے بعد کل 25 آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں حاضر خدمت رہیں۔ بیوی انسان کے اخلاق کی سب سے بڑی رازداں ہوتی ہے۔ آغاز وحی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جن کلمات سے ہم کلام ہوتیں ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ "اللہ کی قسم اللہ تعالی آپ کو ہرگز غمگین نہیں فرمائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلہ رحمی کرتے ہیں، مقروضوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، غریبوں کی مدد فرماتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت فرماتے ہیں، حق کی حمایت فرماتے ہیں اور لوگوں کی مصیبتوں میں ان کے کام کرتے ہیں"۔ (بخاری)

شارحین بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ یوں بیان فرمایا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راست بازی اور امانت و دیانت کی بدولت خداوند عالم عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس قدر مقبولِ خلائق بنا دیا اور عقلِ سلیم اور بے مثال دانائی کا ایسا عظیم جوہر عطا فرما دیا کہ کم عمری میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرب کے بڑے بڑے سرداروں کے جھگڑوں کا ایسا لاجواب فیصلہ فرما دیا کہ بڑے بڑے دانشوروں اور سرداروں نے اس فیصلہ کی عظمت کے آگے سر جھکا دیا، اور سب نے بالاتفاق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا حکم اور سردارِ اعظم تسلیم کر لیا۔ چنانچہ اس قسم کا ایک واقعہ تعمیر کعبہ کے وقت پیش آیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر پینتیس (۳۵) برس کی ہوئی تو زوردار بارش سے حرم کعبہ میں ایسا عظیم سیلاب آ گیا کہ کعبہ کی عمارت بالکل ہی منہدم ہو گئی۔ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کا بنایا ہوا کعبہ بہت پرانا ہو چکا تھا۔ عمالقہ، قبیلۂ جرہم اور قصی وغیرہ اپنے اپنے وقتوں میں اس کعبہ کی تعمیر و مرمت کرتے رہے تھے مگر چونکہ عمارت نشیب میں تھی اس لئے پہاڑوں سے برساتی پانی کے بہاؤ کا زوردار دھارا وادیٔ مکہ میں ہو کر گزرتا تھا اور اکثر حرم کعبہ میں سیلاب آ جاتا تھا۔ کعبہ کی حفاظت کے لیے بالائی حصہ میں قریش نے کئی بند بھی بنائے تھے مگر وہ بند بار بار ٹوٹ جاتے تھے۔ اس لیے قریش نے یہ طے کیا کہ عمارت کو ڈھا کر پھر سے کعبہ کی

ایک مضبوط عمارت بنائی جائے جس کا دروازہ بلند ہو اور چھت بھی ہو۔ چنانچہ قریش نے مل جل کر تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ اس تعمیر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی شریک ہوئے اور سرداران قریش کے دوش بدوش پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے رہے مختلف قبیلوں نے تعمیر کے لیے مختلف حصے آپس میں تقسیم کر لئے۔ جب عمارت ''حجر اسود'' تک پہنچ گئی تو قبائل میں سخت جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ ہم ہی ''حجر اسود'' کو اٹھا کر دیوار میں نصب کریں۔ تا کہ ہمارے قبیلہ کے لئے یہ فخر و اعزاز کا باعث بن جائے۔ اس کشمکش میں چار دن گزر گئے یہاں تک نوبت پہنچی کہ تلواریں نکل آئیں بنو عبد الدار اور بنو عدی کے قبیلوں نے تو اس پر جان کی بازی لگا دی اور زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق اپنی قسموں کو مضبوط کرنے کے لئے ایک پیالہ میں خون بھر کر اپنی انگلیاں اس میں ڈبو کر چاٹ لیں۔ پانچویں دن حرم کعبہ میں تمام قبائل عرب جمع ہوئے اور اس جھگڑے کو طے کرنے کے لئے ایک بڑے بوڑھے شخص نے یہ تجویز پیش کی کہ کل جو شخص صبح سویرے سب

* * *

یہ صبحِ مدینہ یہ شامِ مدینہ
مبارک تجھے یہ قیامِ مدینہ

بھلا جانے کیا جام و مینائے عالم
ترا کیف اے خوش خرامِ مدینہ

مدینہ کی گلیوں میں ہر اک قدم پر
ہو مدِّ نظر احترامِ مدینہ

واقعہ نمبر (۱۸۱)

حجر اسود کی تنصیب

تعمیر کعبہ سے پہلے حرم کعبہ میں داخل ہو اس کو پنچ مان لیا جائے۔ وہ جو فیصلہ کر دے سب اس کو تسلیم کر لیں۔ چنانچہ سب نے یہ بات مان لی۔ خدا عزوجل کی شان کہ صبح کو جو شخص حرم کعبہ میں داخل ہوا وہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی سب پکار اٹھے کہ واللہ یہ ''امین'' ہیں لہٰذا ہم سب ان کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جھگڑے کا اس طرح تصفیہ فرمایا کہ پہلے آپ نے یہ حکم دیا کہ جس جس قبیلہ کے لوگ حجر اسود کو اس کے مقام پر رکھنے کے مدعی ہیں ان کا ایک ایک سردار چن لیا جائے۔ چنانچہ ہر قبیلہ والوں نے اپنا اپنا سردار چن لیا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک کو بچھا کر حجر اسود کو اس پر رکھا اور سرداروں کو حکم دیا کہ سب لوگ اس چادر کو تھام کر مقدس پتھر کو اٹھائیں۔ چنانچہ سب سرداروں نے چادر کو اٹھایا اور جب حجر اسود اپنے مقام تک پہنچ گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے متبرک ہاتھوں سے اس مقدس پتھر کو اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اس طرح ایک ایسی خونریز لڑائی ٹل گئی جس کے نتیجہ میں نہ معلوم کتنا خون خرابا ہوتا۔ (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۹۶ تا ۱۹۷)

خانہ کعبہ کی عمارت بن گئی لیکن تعمیر کے لئے جو سامان جمع کیا گیا تھا وہ کم پڑ گیا اس لئے ایک طرف کا کچھ حصہ باہر چھوڑ کر نئی بنیاد قائم کر کے چھوٹا سا کعبہ بنا لیا گیا کعبہ معظمہ کا یہی حصہ جس کو قریش نے عمارت سے باہر چھوڑ دیا ''حطیم'' کہلاتا ہے جس میں کعبہ معظمہ کی چھت کا پرنالا گرتا ہے۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۸۲)

کعبہ کتنی بار تعمیر کیا گیا؟

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "تاریخ مکہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ "خانہ کعبہ" دس مرتبہ تعمیر کیا گیا:

بناء ابراہیم علیہ السلام

(۱) سب سے پہلے فرشتوں نے ٹھیک "بیت المعمور" کے سامنے زمین پر خانہ کعبہ کو بنایا۔ (۲) پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی تعمیر فرمائی۔ (۳) اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کے فرزندوں نے اس عمارت کو بنایا۔ (۴) اس کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ اوران کے فرزند ارجمند حضرت اسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام نے اس مقدس گھر کو تعمیر کیا۔ جس کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے۔ (۵) قوم عمالقہ کی عمارت۔ (۶) اس کے بعد قبیلہ جرہم نے اس کی عمارت بنائی۔ (۷) قریش کے مورث اعلیٰ "قصی بن کلاب" کی تعمیر۔ (۸) قریش کی تعمیر جس میں خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی شرکت فرمائی اور قریش کے ساتھ خود بھی اپنے دوش مبارک پر پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے رہے۔ (۹) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تجویز کردہ نقشہ کے مطابق تعمیر کیا۔ یعنی حطیم کی زمین کو کعبہ میں داخل کر دیا۔ اور دروازہ سطح زمین کے برابر نیچا رکھا اور ایک دروازہ مشرق کی جانب اور ایک دروازہ مغرب کی سمت بنا دیا۔ (۱۰) عبدالملک بن مروان اموی کے ظالم گورنر حجاج بن یوسف ثقفی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ اور ان کے بنائے ہوئے کعبہ کو ڈھا دیا۔ اور پھر زمانہ جاہلیت کے نقشہ کے مطابق کعبہ بنا دیا۔ جو آج تک موجود ہے۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۸۳)

بناء قریش

لیکن حضرت علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سیرت میں لکھا ہے کہ نئے سرے سے کعبہ کی تعمیر جدید صرف تین ہی مرتبہ ہوئی ہے:

- حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی تعمیر
- زمانۂ جاہلیت میں قریش کی عمارت اور ان دونوں تعمیروں میں دو ہزار سات سو پینتیس (۲۷۳۵) برس کا فاصلہ ہے
- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعمیر جو قریش کی تعمیر کے بیاسی سال بعد ہوئی۔ حضرات ملائکہ اور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے فرزندوں کی تعمیرات کے بارے میں علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ صحیح روایتوں سے ثابت ہی نہیں ہے۔ باقی تعمیروں کے بارے میں انہوں نے لکھا کہ یہ عمارت میں معمولی ترمیم یا ٹوٹ پھوٹ کی مرمت تھی۔ تعمیر جدید نہیں تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(حاشیہ بخاری ج ا ص ۲۱۵ باب فضل مکہ)

* * *

یا ربّ صل و سلم دائماً ابدا
علی حبیبك خیر الخلق کلھم

واقعہ نمبر (۱۸۴)

مخصوص احباب

اعلانِ نبوت سے قبل جو لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخصوص احباب و رفقاء تھے وہ سب نہایت ہی بلند اخلاق، عالی مرتبہ، ہوش منداور باوقار لوگ تھے۔ ان میں سب سے زیادہ مقرب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو برسوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ وطن اور سفر میں رہے۔ اور تجارت نیز دوسرے کاروباری معاملات میں ہمیشہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شریک کارورازدار رہے۔ اسی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچازاد بھائی حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قریش کے نہایت ہی معزز رئیس تھے اور جن کا ایک خصوصی شرف یہ ہے کہ ان کی ولادت خانہ کعبہ کے اندر ہوئی تھی، یہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخصوص احباب میں خصوصی امتیاز رکھتے تھے۔

حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو زمانہ جاہلیت میں طبابت اور جراہی کا پیشہ کرتے تھے یہ بھی احباب خاص میں سے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد یہ اپنے گاؤں سے مکہ آئے تو کفار قریش کی زبانی یہ پروپیگنڈا سنا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجنون ہو گئے ہیں۔ پھر یہ دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راستہ میں تشریف لے جا رہے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے لڑکوں کا ایک غول ہے جو شور مچا رہا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ شبہ پیدا ہوا اور پرانی دوستی کی بنا پر ان کو انتہائی رنج و قلق ہوا۔ چنانچہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں طبیب ہوں اور جنون کا علاج کر سکتا ہوں۔

یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدا عزوجل کی حمد و ثنا کے بعد چند جملے ارشاد فرمائے جن کا حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ وہ فوراً ہی مشرف

بہ اسلام ہو گئے۔

(مشکوٰۃ باب علامات النبوۃ ص ۲۲۵ و مسلم ج اول ص ۲۸۵ کتاب الجمعہ)

واقعہ نمبر (۱۸۵)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تجارتی شرکاء سے معاملہ

حضرت قیس بن سائب مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کے کاروبار میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شریک کار رہا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گہرے دوستوں میں سے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ اپنے تجارتی شرکا کے ساتھ ہمیشہ نہایت ہی صاف ستھرا رہتا تھا اور کبھی کوئی جھگڑا پیش نہیں آتا تھا۔ (استیعاب ج ۲ ص ۵۳۷)

* * *

مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ
بڑا لطف دیتا ہے نامِ مدینہ

نگاہوں میں سلطانیت ہیچ ہو گئی
جو پائے گا دل میں پیامِ مدینہ

سکونِ جہاں تم کہاں ڈھونڈتے ہو
سکونِ جہاں ہے نظامِ مدینہ

واقعہ نمبر (۱۸۶)

موحدین عرب سے تعلقات

عرب میں اگرچہ ہر طرف شرک پھیل گیا تھا اور گھر گھر میں بت پرستی کا چرچا تھا۔ مگر اس ماحول میں بھی کچھ ایسے لوگ تھے جو توحید کے پرستار، اور شرک و بت پرستی سے بیزار تھے۔ انہی خوش نصیبوں میں زید بن عمرو بن نفیل ہیں۔ یہ علی الاعلان شرک و بت پرستی سے انکار، اور جاہلیت کی مشرکانہ رسموں سے نفرت کا اظہار کرتے تھے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچازاد بھائی ہیں۔ شرک و بت پرستی کے خلاف اعلان مذمت کی بنا پر ان کا چچا "خطاب بن نفیل" ان کو بہت زیادہ تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کو مکہ سے شہر بدر کر دیا تھا اور ان کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیتا تھا۔ مگر یہ ہزاروں ایذاؤں کے باوجود عقیدۂ توحید پر پہاڑ کی طرح ڈٹے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ کے دو شعر بہت مشہور ہیں جن کو یہ مشرکین کے میلوں اور مجمعوں میں بہ آواز بلند سنایا کرتے تھے کہ

اَدِیْنُ اِذَا تُقُسِّمَتِ الْاُمُوْرِ اَرَبًا وَّاحِدًا اَمْ اَلْفَ رَبٍّ
كَذَالِكَ يَفْعَلُ الرَّجُلُ الْبَصِيْرُ تَرَكْتُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى جَمِيْعًا

یعنی کیا میں ایک رب کی اطاعت کروں یا ایک ہزار رب کی؟ جب کہ لوگوں کے دینی معاملات تقسیم ہو چکے ہیں۔ میں نے تو لات و عزیٰ کو چھوڑ دیا ہے۔ اور ہر بصیرت والا ایسا ہی کرے گا (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۲۶)

یہ مشرکین کے دین سے متنفر ہو کر دین برحق کی تلاش میں ملک شام چلے گئے تھے۔ وہاں ایک یہودی عالم سے ملے۔ پھر ایک نصرانی پادری سے ملاقات کی اور جب آپ نے یہودی و نصرانی دین کو قبول نہیں کیا تو ان دونوں نے "دین حنیف" کی طرف آپ کی رہنمائی کی جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا دین تھا اور ان دونوں نے یہ بھی بتایا

کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ نصرانی، اور وہ ایک خدائے واحد کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ یہ سن کر زید بن عمرو بن نفیل ملک شام سے مکہ واپس آ گئے۔ اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر مکہ میں بہ آواز بلند یہ کہا کرتے تھے کہ اے لوگو! گواہ رہو کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں۔ (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۲۵)

اعلانِ نبوت سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ زید بن عمرو بن نفیل کو بڑا خاص تعلق تھا اور کبھی کبھی ملاقاتیں بھی ہوتی رہتی تھیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ ایک مرتبہ وحی نازل ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقام "بلدح" کی ترائی میں زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے دسترخوان پر کھانا پیش کیا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھانے سے انکار کر دیا، تو زید بن عمرو بن نفیل کہنے لگے کہ میں بتوں کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانوروں کا گوشت نہیں کھاتا۔ میں صرف وہی ذبیحہ کھاتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ پھر قریش کے ذبیحوں کی برائی بیان کرنے لگے اور قریش کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ بکری کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے آسمان سے پانی برسایا اور زمین سے گھاس اگائی۔ پھر اے قریش! تم بکری کو اللہ کے غیر (بتوں) کے نام پر ذبح کرتے ہو؟ (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۲۶)

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتی ہیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ سے ٹیک لگائے ہوئے کہتے تھے کہ اے جماعت قریش! خدا کی قسم! میرے سوا تم میں سے کوئی بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر نہیں ہے۔ (بخاری ج ۱ باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل ص ۵۴۰)

* * *

واقعہ نمبر (۱۸۷)

کاروباری مشاغل

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اصل خاندانی پیشہ تجارت تھا اور چونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچپن ہی میں ابوطالب کے ساتھ کئی بار تجارتی سفر فرما چکے تھے۔ جس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تجارتی لین دین کا کافی تجربہ بھی حاصل ہو چکا تھا۔ اس لئے ذریعہ معاش کے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا۔ اور تجارت کی غرض سے شام و بُصریٰ اور یمن کا سفر فرمایا۔ اور ایسی راست بازی اور امانت و دیانت کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تجارتی کاروبار کیا کہ آپ کے شرکاء کار اور تمام اہل بازار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "امین" کے لقب سے پکارنے لگے۔

ایک کامیاب تاجر کے لئے امانت، سچائی، وعدہ کی پابندی، خوش اخلاقی تجارت کی جان ہیں۔ ان خصوصیات میں مکہ کے تاجر امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو تاریخی شاہکار پیش کیا ہے اس کی مثال تاریخ عالم میں نادر روزگار ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نزول وحی اور اعلانِ نبوت سے پہلے میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ خرید و فروخت کا معاملہ کیا۔ کچھ رقم میں نے ادا کر دی، کچھ باقی رہ گئی تھی۔ میں نے وعدہ کیا کہ میں ابھی ابھی آ کر باقی رقم بھی ادا کر دوں گا۔ اتفاق سے تین دن تک مجھے اپنا وعدہ یاد نہیں آیا۔ تیسرے دن جب میں اس جگہ پہنچا جہاں میں نے آنے کا وعدہ کیا تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی جگہ منتظر پایا۔ مگر میری اس وعدہ خلافی سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماتھے پر اک ذرا بل نہیں آیا۔ بس صرف اتنا ہی فرمایا کہ تم کہاں تھے؟ میں اس مقام پر تین دن سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ (سنن ابوداود ج ۲ ص ۳۳۴ باب فی العدۃ۔ مجتبائی)

اسی طرح ایک صحابی حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسلمان ہو کر بارگاہ

رسالت میں حاضر ہوئے تو لوگ ان کی تعریف کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں انہیں تمہاری نسبت زیادہ جانتا ہوں۔ حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں عرض گزار ہوا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فدا ہوں آپ نے سچ فرمایا، اعلان نبوت سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے شریک تجارت تھے اور کیا ہی اچھے شریک تھے، آپ نے کبھی لڑائی جھگڑا نہیں کیا تھا۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱۷ باب کراہیۃ المرا۔ مجتبائی)

* * *

سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر
سرگزشت غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر
خلد کیسا نفس سرکش جاؤں گا طیبہ کو میں
بدچلن ہٹ کر کھڑا ہو مجھ سے رستہ چھوڑ کر
ایسے جلوے پر کروں میں لاکھ حوروں کو نثار
کیا غرض کیوں جاؤں جنت کو مدینہ چھوڑ کر
بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر
حشر میں ایک ایک کا منہ تکتے پھرتے ہیں عدو
آفتوں میں پھنس گئے ان کا سہارا چھوڑ کر
مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

واقعہ نمبر (۱۸۸)

غیر معمولی کردار

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ طفولیت ختم ہوا اور جوانی کا زمانہ آیا تو بچپن کی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جوانی بھی عام لوگوں سے نرالی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شباب مجسم حیاء اور چال چلن عصمت و وقار کا کامل نمونہ تھا۔ اعلانِ نبوت سے قبل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام زندگی بہترین اخلاق و عادات کا خزانہ تھی۔ سچائی، دیانتداری، وفاداری، عہد کی پابندی، بزرگوں کی عظمت، چھوٹوں پر شفقت، رشتہ داروں سے محبت، رحم و سخاوت، قوم کی خدمت، دوستوں سے ہمدردی، عزیزوں کی غمخواری، غریبوں اور مفلسوں کی خبر گیری، دشمنوں کے ساتھ نیک برتاؤ، مخلوق خدا کی خیر خواہی، غرض تمام نیک خصلتوں اور اچھی اچھی باتوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنی بلند منزل پر پہنچے ہوئے تھے کہ دنیا کے بڑے سے بڑے انسانوں کیلئے وہاں تک رسائی تو کیا؟ اس کا تصور بھی ممکن نہیں ہے۔

کم بولنا، فضول باتوں سے نفرت کرنا، خندہ پیشانی اور خوش روئی کے ساتھ دوستوں اور دشمنوں سے ملنا۔ ہر معاملہ میں سادگی اور صفائی کے ساتھ بات کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاص شیوہ تھا۔

حرص، طمع، دغا، فریب، جھوٹ، شراب خوری، بدکاری، ناچ گانا، لوٹ مار، چوری، فحش گوئی، عشق بازی، یہ تمام بری عادتیں اور مذموم خصلتیں جو زمانہ جاہلیت میں گویا ہر بچے کے خمیر میں ہوتی تھیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ان تمام عیوب و نقائص سے پاک صاف رہی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راست بازی اور امانت و دیانت کا پورے عرب میں شہرہ تھا اور مکہ کے ہر چھوٹے بڑے کے دلوں میں آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے برگزیدہ اخلاق کا اعتبار، اور سب کی نظروں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک خاص وقار تھا۔

بچپن سے تقریباً چالیس برس کی عمر شریف ہوگئی۔ لیکن زمانہ جاہلیت کے ماحول میں رہنے کے باوجود تمام مشرکانہ رسوم، اور جاہلانہ اطوار سے ہمیشہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن عصمت پاک ہی رہا۔ مکہ شرک و بت پرستی کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ خود خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاندان والے ہی کعبہ کے متولی اور سجادہ نشین تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بھی بتوں کے آگے سر نہیں جھکایا۔

جب حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کا چالیسواں سال شروع ہوا تو ناگہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں ایک نیا انقلاب رونما ہو گیا کہ ایک دم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلوت پسند ہو گئے اور اکیلے تنہائی میں بیٹھ کر خدا کی عبادت کرنے کا ذوق و شوق پیدا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر اوقات غور و فکر میں پائے جاتے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیشتر وقت مناظر قدرت کے مشاہدہ اور کائنات فطرت کے مطالعہ میں صرف ہوتا تھا۔ دن رات خالقِ کائنات کی ذات و صفات کے تصور میں مستغرق اور اپنی قوم کے بگڑے ہوئے حالات کے سدھار اور اس کی تدبیروں کے سوچ بچار میں مصروف رہنے لگے اور ان دنوں میں ایک نئی بات یہ بھی ہوگئی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اچھے اچھے خواب نظر آنے لگے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر خواب اتنا سچا ہوتا کہ خواب میں جو کچھ دیکھتے اس کی تعبیر صبح صادق کی طرح روشن ہو کر ظاہر ہو جایا کرتی تھی۔ (بخاری ج ۱ ص ۲)

* * *

واقعہ نمبر (۱۸۹)

غارِ حراء

مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل کی دوری پر "جبل حراء" نامی پہاڑ کے اُوپر ایک غار (کھوہ) ہے جس کو "غار حراء" کہتے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر کئی کئی دنوں کا کھانا پانی ساتھ لے کر اس غار کے پر سکون ماحول کے اندر خدا کی عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ جب کھانا پانی ختم ہو جاتا تو کبھی خود گھر پر آ کر لے جاتے اور کبھی حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھانا پانی غار میں پہنچا دیا کرتی تھیں۔ آج بھی یہ نورانی غار اپنی اصلی حالت میں موجود اور زیارت گاہ خلائق ہے۔

* * *

کوئی مثل مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا
کسی اور کا یہ رتبہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا
انہیں خلق کر کے نازاں ہوا خود ہی دستِ قدرت
کوئی شاہ کار ایسا کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا
مرے طاقِ جاں میں نسبت کے چراغ جل رہے ہیں
مجھے خوف تیرگی کا، کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا
کسی وہم نے صدا دی: کوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مماثل؟
تو یقین پکار اٹھا: کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہو گا!
میں ہوں وقفِ نعت گوئی کسی اور کا قصیدہ
میری شاعری کا حصہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا
سرِ حشر رب کی رحمت کا صبیح میں ہوں طالب

واقعہ نمبر (۱۹۰)

پہلی وحی

ایک دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "غار حراء" کے اندر عبادت میں مشغول تھے کہ بالکل اچانک غار میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک فرشتہ ظاہر ہوا۔ (یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے جو ہمیشہ خدا عزوجل کا پیغام اس کے رسولوں علیہم الصلاۃ والسلام تک پہنچاتے رہے ہیں) فرشتے نے ایک دم کہا کہ "پڑھیے" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں "پڑھنے والا نہیں ہوں۔" فرشتہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکڑا اور نہایت گرم جوشی کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زوردار معانقہ کیا پھر چھوڑ کر کہا کہ "پڑھیے" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ "میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔" فرشتہ نے دوسری مرتبہ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے چمٹایا اور چھوڑ کر کہا کہ "پڑھیے" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر وہی فرمایا کہ "میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔" تیسری مرتبہ پھر فرشتہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت زور کے ساتھ اپنے سینے سے لگا کر چھوڑا اور کہا کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○

یہی سب سے پہلی وحی تھی جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ ان آیتوں کو یاد کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لائے۔ مگر اس واقعہ سے جو بالکل ناگہانی طور پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیش آیا اس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر لرزہ طاری تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گھر والوں سے فرمایا کہ مجھے کملی اڑھاؤ۔ مجھے کملی اڑھاؤ۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خوف دور ہوا اور کچھ

سکون ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے غار میں پیش آنے والا واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ "مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔" یہ سن کر حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ نہیں، ہرگز نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو رشتہ داروں کے ساتھ بہترین سلوک کرتے ہیں۔ دوسروں کا بار خود اٹھاتے ہیں۔ خود کما کما کر مفلسوں اور محتاجوں کو عطا فرماتے ہیں۔ مسافروں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق و انصاف کی خاطر سب کی مصیبتوں اور مشکلات میں کام آتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے چچازاد بھائی "ورقہ بن نوفل" کے پاس لے گئیں۔ ورقہ ان لوگوں میں سے تھے جو "موحد" تھے اور اہل مکہ کے شرک و بت پرستی سے بیزار ہو کر "نصرانی" ہو گئے تھے اور انجیل کا عبرانی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا کرتے تھے۔ بہت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے۔ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا کہ بھائی جان! آپ اپنے بھتیجے کی بات سنیے۔ ورقہ بن نوفل نے کہا کہ بتایئے۔ آپ نے کیا دیکھا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غار حراء کا پورا واقعہ بیان فرمایا۔ یہ سن کر ورقہ بن نوفل نے کہا کہ یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا تھا۔ پھر ورقہ بن نوفل کہنے لگے کہ کاش! میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے زمانے میں تندرست جوان ہوتا۔ کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے باہر نکالے گی۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (تعجب سے) فرمایا کہ کیا مکہ والے مجھے مکہ سے نکال دیں گے تو ورقہ نے کہا جی ہاں! جو شخص بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح نبوت لے کر آیا لوگ اس کے ساتھ دشمنی پر کمر بستہ ہو گئے۔

اس کے بعد کچھ دنوں تک وحی اترنے کا سلسلہ بند ہو گیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحی کے انتظار میں مضطرب اور بے قرار رہنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہیں گھر سے باہر تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی نے "یا محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہہ کر پکارا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو یہ نظر آیا کہ وہی فرشتہ (حضرت جبریل علیہ السلام) جو غار میں آیا تھا آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں ایک خوف کی کیفیت پیدا ہو گئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکان پر آ کر لیٹ گئے اور گھر والوں سے فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھاؤ۔ مجھے کمبل اڑھاؤ۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کمبل اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے کہ ناگہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سورہ "مدثر" کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اور رب تعالیٰ کا فرمان اتر پڑا کہ

> یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ (بخاری ج ۱ ص ۳)
>
> یعنی اے بالاپوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دور رہو۔

ان آیات کے نزول کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خداوند قدوس نے دعوتِ اسلام کے منصب پر مامور فرما دیا اور آپ خداوند تعالیٰ کے حکم کے مطابق دعوت حق اور تبلیغ اسلام کے لئے کمربستہ ہو گئے۔

* * *

واقعہ نمبر (۱۹۱)

دعوتِ اسلام کے لئے تین دور

پہلا دور:۔

تین برس تک حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی پوشیدہ طور پر نہایت رازداری کے ساتھ تبلیغ اسلام کا فرض ادا فرماتے رہے اور اس درمیان میں عورتوں میں سب سے پہلے حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غلاموں میں سب سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت و تبلیغ سے حضرت عثمان، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی جلد ہی دامن اسلام میں آ گئے۔ پھر چند دنوں کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت ابوسلمہ عبد اللہ بن عبدالاسد، حضرت ارقم بن ابوارقم، حضرت عثمان بن مظعون اور ان کے دونوں بھائی حضرت قدامہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اسلام میں داخل ہو گئے۔ پھر کچھ مدت کے بعد حضرت ابوذر غفاری و حضرت صہیب رومی، حضرت عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور ان کی بیوی فاطمہ بنت الخطاب حضرت عمر کی بہن رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چچی حضرت ام الفضل حضرت عباس بن عبدالمطلب کی بیوی اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی مسلمان ہو گئیں۔ ان کے علاوہ دوسرے بہت سے مردوں اور عورتوں نے بھی اسلام لانے کا شرف حاصل کر لیا۔ (زرقانی علی المواہب ج ا ص ۲۴۶)

واضح رہے کہ سب سے پہلے اسلام لانے والے جو "سابقین اولین" کے لقب

سے سرفراز ہیں ان خوش نصیبوں کی فہرست پر نظر ڈالنے سے پتا چلتا ہے کہ سب سے پہلے دامن اسلام میں آنے والے وہی لوگ ہیں جو فطرۃً نیک طبع اور پہلے ہی سے دین حق کی تلاش میں سرگرداں تھے اور کفار مکہ کے شرک و بت پرستی اور مشرکانہ رسوم جاہلیت سے متنفر اور بیزار تھے۔ چنانچہ نبی برحق کے دامن میں دین حق کی تجلی دیکھتے ہی یہ نیک بخت لوگ پروانوں کی طرح شمع نبوت پر نثار ہونے لگے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

دوسرا دور:۔

تین برس کی اس خفیہ دعوت اسلام میں مسلمانوں کی ایک جماعت تیار ہو گئی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سورۂ "شعراء" کی آیت وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ۝ نازل فرمائی اور خداوند تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے محبوب! آپ اپنے قریبی خاندان والوں کو خدا سے ڈرایئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن کوہ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر "یا معشر قریش" کہہ کر قبیلہ قریش کو پکارا۔ جب سب قریش جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میری قوم! اگر میں تم لوگوں سے یہ کہہ دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر چھپا ہوا ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم لوگ میری بات کا یقین کر لو گے؟ تو سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ہاں! ہاں! ہم یقیناً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات کا یقین کر لیں گے کیونکہ ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہمیشہ سچا اور امین ہی پایا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا تو پھر میں یہ کہتا ہوں کہ میں تم لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا رہا ہوں اور اگر تم لوگ ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب الٰہی اتر پڑے گا۔ یہ سن کر تمام قریش جن میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چچا ابولہب بھی تھا، سخت ناراض ہو کر سب کے سب چلے گئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اول فول بکنے لگے۔ (بخاری ج ۲ ص ۷۰۲ و عامہ تفاسیر)

تیسرا دور:۔

اب وہ وقت آ گیا کہ اعلان نبوت کے چوتھے سال سورہ حجر کی آیت فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ نازل فرمائی اور حضرت حق جل شانہٗ نے یہ حکم فرمایا کہ اے محبوب! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کو علی الاعلان بیان فرمائیے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علانیہ طور پر دین اسلام کی تبلیغ فرمانے لگے۔ اور شرک و بت پرستی کی کھلم کھلا برائی بیان فرمانے لگے۔ اور تمام قریش بلکہ تمام اہل مکہ بلکہ پورا عرب آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ایذا رسانیوں کا ایک طولانی سلسلہ شروع ہو گیا۔

* * *

کون کہتا ہے کہ زینت خلد کی اچھی نہیں
لیکن اے دل فرقت کوے نبی اچھی نہیں
تیرہ دل کو جلوہ ماہ عرب درکار ہے
چودہویں کے چاند! تیری چاندنی اچھی نہیں
اس گلی سے دور رہ کر کیا مریں ہم کیا جییں
آہ! ایسی موت ایسی زندگی اچھی نہیں

واقعہ نمبر (۱۹۴)

رحمت عالم پر ظلم وستم

کفار مکہ خاندان بنو ہاشم کے انتقام اور لڑائی بھڑک اٹھنے کے خوف سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل تو نہیں کر سکے لیکن طرح طرح کی تکلیفوں اور ایذا رسانیوں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ظلم وستم کا پہاڑ توڑنے لگے۔ چنانچہ سب سے پہلے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاہن، ساحر، شاعر، مجنون ہونے کا ہر کوچہ و بازار میں زوردار پروپیگنڈہ کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے شریر لڑکوں کا غول لگا دیا جو راستوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پھبتیاں کستے، گالیاں دیتے اور یہ دیوانہ ہے، یہ دیوانہ ہے، کا شور مچا مچا کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوپر پتھر پھینکتے۔ کبھی کفار مکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستوں میں کانٹے بچھاتے۔ کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر نجاست ڈال دیتے۔ کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دھکا دیتے۔ کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس اور نازک گردن میں چادر کا پھندہ ڈال کر گلا گھونٹنے کی کوشش کرتے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک دم سنگدل کافر عقبہ بن ابی معیط نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گلے میں چادر کا پھندہ ڈال کر اس زور سے کھینچا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دم گھٹنے لگا۔ چنانچہ یہ منظر دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے قرار ہو کر دوڑ پڑے اور عقبہ بن ابی معیط کو دھکا دے کر دفع کیا اور یہ کہا کہ کیا تم لوگ ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ "میرا رب اللہ ہے۔" اس دھکم دھکا میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار کو مارا بھی اور کفار کی مار بھی کھائی۔ (زرقانی ج ۱ ص ۲۵۴ و بخاری ج ۱ ص ۵۴۴)

کفار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات اور روحانی تاثیرات و تصرفات کو دیکھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے بڑا جادوگر کہتے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم قرآن شریف کی تلاوت فرماتے تو یہ کفار قرآن اور قرآن کو لانے والے (جبریل) اور قرآن کو نازل فرمانے والے (اللہ تعالیٰ) کو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے۔ اور گلی کوچوں میں پہرہ بٹھا دیتے کہ قرآن کی آواز کسی کے کان میں نہ پڑنے پائے اور تالیاں پیٹ پیٹ کر اور سیٹیاں بجا بجا کر اس قدر شور و غل مچاتے کہ قرآن کی آواز کسی کو سنائی نہیں دیتی تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کہیں کسی عام مجمع میں یا کفار کے میلوں میں قرآن پڑھ کر سناتے یا دعوت ایمان کا وعظ فرماتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چچا ابولہب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے چلا چلا کر کہتا جاتا تھا کہ اے لوگو! یہ میرا بھتیجا جھوٹا ہے، یہ دیوانہ ہو گیا ہے، تم لوگ اس کی کوئی بات نہ سنو۔ (معاذ اللہ)

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "ذوالمجاز" کے بازار میں دعوت اسلام کا وعظ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے اور لوگوں کو کلمۂ حق کی دعوت دی تو ابوجہل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دھول اڑاتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ اے لوگو! اس کے فریب میں مت آنا، یہ چاہتا ہے کہ تم لوگ لات و عزیٰ کی عبادت چھوڑ دو۔ (مسند امام احمد ج ۴ وغیرہ)

اسی طرح ایک مرتبہ جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے عین حالتِ نماز میں ابوجہل نے کہا کہ کوئی ہے؟ جو آل فلاں کے ذبح کیے ہوئے اونٹ کی اوجھڑی لا کر سجدہ کی حالت میں ان کے کندھوں پر رکھ دے۔ یہ سن کر عقبہ بن ابی معیط کافر اٹھا اور اس اوجھڑی کو لا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوش مبارک پر رکھ دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ میں تھے دیر تک اوجھڑی کندھے اور گردن پر پڑی رہی اور کفار ٹھٹھا مار مار کر ہنستے رہے اور مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر گر گر پڑتے رہے آخر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ان دنوں ابھی کمسن لڑکی تھی آئیں اور ان کافروں کو برا بھلا کہتے ہوئے اس اوجھڑی کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوش مبارک سے ہٹا دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر قریش کی اس شرارت سے انتہائی صدمہ گزرا

اور نماز سے فارغ ہو کر تین مرتبہ یہ دعا مانگی کہ "اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ" یعنی اے اللہ! تو قریش کو اپنی گرفت میں پکڑ لے، پھر ابو جہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عمارہ بن ولید کا نام لے کر دعا مانگی کہ الٰہی! تو ان لوگوں کو اپنی گرفت میں لے لے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے ان سب کافروں کو جنگ بدر کے دن دیکھا کہ ان کی لاشیں زمین پر پڑی ہوئی ہیں۔ پھر ان سب کفار کی لاشوں کو نہایت ذلت کے ساتھ گھسیٹ کر بدر کے ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان گڑھے والوں پر خدا کی لعنت ہے۔

(بخاری ج ا ص ۷۴ باب المرأۃ تطرح الخ)

* * *

رسولِ خدا ﷺ کا مقام اللہ اللہ
کرے خود خدا احترام اللہ اللہ
بتوں کی محبت تھی گھٹی میں جن کی
گزرتی تھی عمر اونٹ خچر میں جن کی
میرے نبی ﷺ کی آمد کے صدقے
بنے وہ جہاں کے امام اللہ اللہ
رسولِ خدا ﷺ کا مقام اللہ اللہ
نہ تھی آدمیت نہ انسانیت تھی
نہ تھا دین باقی نہ وحدانیت تھی
گھٹا ٹوپ ظلمت کی تاریکیوں میں
جو چمکا وہ ماہِ تمام اللہ اللہ
رسولِ خدا ﷺ کا مقام اللہ اللہ

واقعہ نمبر (۱۹۳)

چند شریر کفار

جو کفار مکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دشمنی اور ایذا رسانی میں بہت زیادہ سر گرم تھے۔ ان میں سے چند شریروں کے نام یہ ہیں۔

(۱) ابولہب (۲) ابوجہل (۳) اسود بن عبد یغوث (۴) حارث بن قیس بن عدی (۵) ولید بن مغیرہ (۶) امیہ بن خلف (۷) ابی بن خلف (۸) ابوقیس بن فاکہہ (۹) عاص بن وائل (۱۰) نضر بن حارث (۱۱) منبہ بن الحجاج (۱۲) زہیر بن ابی امیہ (۱۳) سائب بن صیفی (۱۴) عدی بن حمرا (۱۵) اسود بن عبدالاسد (۱۶) عاص بن سعید بن العاص (۱۷) عاص بن ہاشم (۱۸) عقبہ بن ابی معیط (۱۹) حکم بن ابی العاص۔ یہ سب کے سب حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پڑوسی تھے اور ان میں سے اکثر بہت ہی مالدار اور صاحب اقتدار تھے اور دن رات سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایذا رسانی میں مصروف کار رہتے تھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

* * *

وہ فیضانِ رحمت ہے خیر البشر ﷺ کا
جو معروف قصہ ہے حضرت عمر کا
کہ عمر اونٹنی کی نکیل آگے کھینچے
سواری پہ بیٹھے غلام اللہ اللہ
رسولِ خدا ﷺ کا مقام اللہ اللہ

واقعہ نمبر (۱۹۴)

مسلمانوں پر مظالم

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ غریب مسلمانوں پر بھی کفار مکہ نے ایسے ایسے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے کہ مکہ کی زمین بلبلا اُٹھی۔ یہ آسان تھا کہ کفار مکہ ان مسلمانوں کو دم زدن میں قتل کر ڈالتے مگر اس سے ان کافروں کے جوش انتقام کا نشہ نہیں اتر سکتا تھا کیونکہ کفار اس بات میں اپنی شان سمجھتے تھے کہ ان مسلمانوں کو اتنا ستاؤ کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر پھر شرک وبت پرستی کرنے لگیں۔ اس لئے قتل کر دینے کی بجائے کفار مکہ مسلمانوں کو طرح طرح کی سزاؤں اور ایذا رسانیوں کے ساتھ ستاتے تھے۔ مگر خدا کی قسم! شراب توحید کے ان مستوں نے اپنے استقلال واستقامت کا وہ منظر پیش کر دیا کہ پہاڑوں کی چوٹیاں سر اٹھا اٹھا کر حیرت کے ساتھ ان بلا کشانِ اسلام کے جذبۂ استقامت کا نظارہ کرتی رہیں۔ سنگدل، بے رحم اور درندہ صفت کافروں نے ان غریب وبیکس مسلمانوں پر جبر واکراہ اور ظلم وستم کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا مگر ایک مسلمان کے پائے استقامت میں بھی ذرہ برابر تزلزل نہیں پیدا ہوا اور ایک مسلمان کا بچہ بھی اسلام سے منہ پھیر کر کافر و مرتد نہیں ہوا۔

کفار مکہ نے ان غرباء مسلمین پر جور وجفا کاری کے بے پناہ اندوہناک مظالم ڈھائے اور ایسے ایسے روح فرساء اور جاں سوز عذابوں میں مبتلا کیا کہ اگر ان مسلمانوں کی جگہ پہاڑ بھی ہوتا تو شاید ڈگمگانے لگتا۔ صحرائے عرب کی تیز دھوپ میں جب کہ وہاں کی ریت کے ذرات تنور کی طرح گرم ہو جاتے۔ ان مسلمانوں کی پشت کو کوڑوں کی مار سے زخمی کر کے اس جلتی ہوئی ریت پر پیٹھ کے بل لٹاتے اور سینوں پر اتنا بھاری پتھر رکھ دیتے کہ وہ کروٹ نہ بدلنے پائیں لوہے کو آگ میں گرم کر کے ان سے ان مسلمانوں کے جسموں کو داغتے، پانی میں اس قدر ڈبکیاں دیتے کہ ان کا دم گھٹنے لگتا۔ چٹائیوں میں ان مسلمانوں کو

لپیٹ کر ان کی ناکوں میں دھواں دیتے جس سے سانس لینا مشکل ہو جاتا اور وہ کرب و بے چینی سے بدحواس ہو جاتے۔

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اس زمانے میں اسلام لائے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ارقم بن ابو ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں مقیم تھے اور صرف چند ہی آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ قریش نے ان کو بے حد ستایا۔ یہاں تک کہ کوئلے کے انگاروں پر ان کو چت لٹایا اور ایک شخص ان کے سینے پر پاؤں رکھ کر کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ ان کی پیٹھ کی چربی اور رطوبت سے کوئلے بجھ گئے۔ برسوں کے بعد جب حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان کیا تو اپنی پیٹھ کھول کر دکھائی۔ پوری پیٹھ پر سفید سفید داغ دھبے پڑے ہوئے تھے۔ اس عبرت ناک منظر کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل بھر آیا اور وہ رو پڑے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳ تذکرہ خباب)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو امیہ بن خلف کافر کے غلام تھے۔ ان کی گردن میں رسی باندھ کر کوچہ و بازار میں ان کو گھسیٹا جاتا تھا۔ ان کی پیٹھ پر لاٹھیاں برسائی جاتی تھیں اور ٹھیک دوپہر کے وقت تیز دھوپ میں گرم گرم ریت پر ان کو لٹا کر اتنا بھاری پتھر ان کی چھاتی پر رکھ دیا جاتا تھا کہ ان کی زبان باہر نکل آتی تھی۔ امیہ کافر کہتا تھا کہ اسلام سے باز آ جاؤ ورنہ اسی طرح گھٹ گھٹ کر مر جاؤ گے۔ مگر اس حال میں بھی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر بل نہیں آتا تھا بلکہ زور زور سے "اَحَد، اَحَد" کا نعرہ لگاتے تھے اور بلند آواز سے کہتے تھے کہ خدا ایک ہے۔ خدا ایک ہے۔

(سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۳۱۷ تا ۳۱۸)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرم گرم بالو پر چت لٹا کر کفار قریش اس قدر مارتے تھے کہ یہ بے ہوش ہو جاتے تھے۔ ان کی والدہ حضرت بی بی سُمیہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا کو اسلام لانے کی بنا پر ابو جہل نے ان کی ناف کے نیچے ایسا نیزہ مارا کہ یہ شہید ہو گئیں۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کفار کی مار کھاتے کھاتے شہید ہو گئے۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار مکہ اس قدر طرح طرح کی اذیت دیتے اور ایسی ایسی مار دھاڑ کرتے کہ یہ گھنٹوں بے ہوش رہتے۔ جب یہ ہجرت کرنے لگے تو کفار مکہ نے کہا کہ تم اپنا سارا مال و سامان یہاں چھوڑ کر مدینہ جا سکتے ہو۔ آپ خوشی خوشی دنیا کی دولت پر لات مار کر اپنی متاع ایمان کو ساتھ لے کر مدینہ چلے گئے۔

حضرت ابو فکیہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفوان بن امیہ کافر کے غلام تھے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہی مسلمان ہوئے تھے۔ جب صفوان کو ان کے اسلام کا پتا چلا تو اس نے ان کے گلے میں رسی کا پھندہ ڈال کر ان کو گھسیٹا اور گرم جلتی ہوئی زمین پر ان کو چت لٹا کر سینے پر وزنی پتھر رکھ دیا جب ان کو کفار گھسیٹ کر لے جا رہے تھے راستہ میں اتفاق سے ایک گبریلا نظر پڑا۔ امیہ کافر نے طعنہ مارتے ہوئے کہا کہ "دیکھ تیرا خدا یہی تو نہیں ہے۔" حضرت ابو فکیہہ نے فرمایا کہ "اے کافر کے بچے! خاموش میرا اور تیرا خدا اللہ ہے۔'' یہ سن کر امیہ کافر غضب ناک ہو گیا اور اس زور سے ان کا گلا گھونٹا کہ وہ بے ہوش ہو گئے اور لوگوں نے سمجھا کہ ان کا دم نکل گیا۔

اسی طرح حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس قدر مارا جاتا تھا کہ ان کے جسم کی بوٹی بوٹی درد مند ہو جاتی تھی۔ حضرت بی بی لبینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو لونڈی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کفر کی حالت میں تھے اس غریب لونڈی کو اس قدر مارتے تھے کہ مارتے مارتے تھک جاتے تھے مگر حضرت لبینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُف نہیں کرتی تھیں بلکہ نہایت جرأت و استقلال کے ساتھ کہتی تھیں کہ اے عمر! اگر تم خدا کے سچے رسول پر ایمان نہیں لاؤ گے تو خدا تم سے ضرور اس کا انتقام لے گا۔

حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھرانے کی

باندی تھیں۔ یہ مسلمان ہو گئیں تو ان کو اس قدر کافروں نے مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ مگر خداوند تعالیٰ نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے پھر ان کی آنکھوں میں روشنی عطا فرما دی تو مشرکین کہنے لگے کہ یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے جادو کا اثر ہے۔ (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۷۰)

اسی طرح حضرت بی بی "نہدیہ" اور حضرت بی بی ام عبیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی باندیاں تھیں۔ اسلام لانے کے بعد کفار مکہ نے ان دونوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دے کر بے پناہ اذیتیں دیں مگر یہ اللہ والیاں صبر و شکر کے ساتھ ان بڑی بڑی مصیبتوں کو جھیلتی رہیں اور اسلام سے ان کے قدم نہیں ڈگمگائے۔

حضرت یارِ غارِ مصطفی ابوبکر صدیق باصفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس کس طرح اسلام پر اپنی دولت نثار کی اس کی ایک جھلک یہ ہے کہ آپ نے ان غریب و بے کس مسلمانوں میں سے اکثر کی جان بچائی۔ آپ نے حضرت بلال و عامر بن فہیرہ و ابوفکیہہ و لبینہ و زنیرہ و نہدیہ و ام عنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان تمام غلاموں کو بڑی بڑی رقمیں دے کر خریدا اور سب کو آزاد کر دیا اور ان مظلوموں کو کافروں کی ایذاؤں سے بچا لیا۔

(زرقانی علی المواہب و سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۳۱۹)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دامنِ اسلام میں آئے تو مکہ میں ایک مسافر کی حیثیت سے کئی دن تک حرم کعبہ میں رہے۔ یہ روزانہ زور زور سے چلا چلا کر اپنے اسلام کا اعلان کرتے تھے اور روزانہ کفار قریش ان کو اس قدر مارتے تھے کہ یہ لہولہان ہو جاتے تھے اور ان دنوں میں آبِ زمزم کے سوا ان کو کچھ بھی کھانے پینے کو نہیں ملا۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۴۴ باب اسلام ابی ذر)

واضح رہے کہ کفار مکہ کا یہ سلوک صرف غریبوں اور غلاموں ہی تک محدود نہیں تھا بلکہ اسلام لانے کے جرم میں بڑے بڑے مالداروں اور رئیسوں کو بھی ان ظالموں نے نہیں

بخشا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شہر مکہ کے ایک متمول اور ممتاز معززین میں سے تھے مگر ان کو بھی حرم کعبہ میں کفار قریش نے اس قدر مارا کہ ان کا سر خون سے لت پت ہو گیا۔ اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نہایت مالدار اور صاحب اقتدار تھے۔ جب یہ مسلمان ہوئے تو غیروں نے نہیں بلکہ خود ان کے چچا نے ان کو رسیوں میں جکڑ کر خوب مارا۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے رعب اور دبدبہ کے آدمی تھے مگر انہوں نے جب اسلام قبول کیا تو ان کے چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ کر ان کی ناک میں دھواں دیتے تھے جس سے ان کا دم گھٹنے لگتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا زاد بھائی اور بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے جاہ و اعزاز والے رئیس تھے مگر جب ان کے اسلام کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتا چلا تو ان کو رسی میں باندھ کر مارا اور ساتھ ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بہن حضرت بی بی فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی اس زور سے تھپڑ مارا کہ ان کے کان کے آویزے گر پڑے اور چہرے پر خون بہہ نکلا۔

* * *

ان کے در کی بھیک چھوڑیں سروری کے واسطے
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں
خاک ان کے آستانے کی منگا دے چارہ گر
فکر کیا حالت اگر بیمار کی اچھی نہیں
ان کے در پر موت آجائے تو جی جاؤں حسنؔ
ان کے در سے دور رہ کر زندگی اچھی نہیں

واقعہ نمبر (۱۹۵)

کفار کا وفد بارگاہ رسالت میں

ایک مرتبہ سرداران قریش حرم کعبہ میں بیٹھے ہوئے یہ سوچنے لگے کہ آخر اتنی تکالیف اور سختیاں برداشت کرنے کے باوجود محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنی تبلیغ کیوں بند نہیں کرتے؟ آخر ان کا مقصد کیا ہے؟ ممکن ہے یہ عزت و جاہ یا سرداری و دولت کے خواہاں ہوں۔ چنانچہ سبھوں نے عتبہ بن ربیعہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ تم کسی طرح ان کا دلی مقصد معلوم کرو۔ چنانچہ عتبہ تنہائی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملا اور کہنے لگا کہ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آخر اس دعوت اسلام سے آپ کا مقصد کیا ہے؟ کیا آپ مکہ کی سرداری چاہتے ہیں؟ یا عزت و دولت کے خواہاں ہیں؟ یا کسی بڑے گھرانے میں شادی کے خواہش مند ہیں؟ آپ کے دل میں جو تمنا ہو کھلے دل کے ساتھ کہہ دیجیے۔ میں اس کی ضمانت لیتا ہوں کہ اگر آپ دعوت اسلام سے باز آجائیں تو پورا مکہ آپ کے زیر فرمان ہو جائے گا اور آپ کی ہر خواہش اور تمنا پوری کر دی جائے گی۔ عتبہ کی یہ ساحرانہ تقریر سن کر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب میں قرآن مجید کی چند آیتیں تلاوت فرمائیں۔ جن کو سن کر عتبہ اس قدر متاثر ہوا کہ اس کے جسم کا رونگٹا رونگٹا اور بدن کا بال بال خوف ذوالجلال سے لرزنے اور کانپنے لگا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں آپ کو رشتہ داری کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ بس کیجیے۔ میرا دل اس کلام کی عظمت سے پھٹا جا رہا ہے۔ عتبہ بارگاہ رسالت سے واپس ہوا مگر اس کے دل کی دنیا میں ایک نیا انقلاب رونما ہو چکا تھا۔ عتبہ ایک بڑا ہی ساحر البیان خطیب اور انتہائی فصیح و بلیغ آدمی تھا۔ اس نے واپس لوٹ کر سرداران قریش سے کہہ دیا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جو کلام پیش کرتے ہیں وہ نہ جادو ہے نہ کہانت نہ شاعری بلکہ وہ کوئی اور ہی چیز ہے۔ لہٰذا میری رائے ہے کہ تم لوگ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر وہ

کامیاب ہوکر سارے عرب پر غالب ہو گئے تو اس میں ہم قریشیوں ہی کی عزت بڑھے گی، ورنہ سارا عرب ان کو خود ہی فنا کر دے گا مگر قریش کے سرکش کافروں نے عتبہ کا یہ مخلصانہ اور مدبرانہ مشورہ نہیں مانا بلکہ اپنی مخالفت اور ایذا رسانیوں میں اور زیادہ اضافہ کر دیا۔

(زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۵۸ و سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۹۴)

* * *

واقعہ نمبر (۱۹۶)

قریش کا وفد ابو طالب کے پاس

کفار قریش میں کچھ لوگ صلح پسند بھی تھے وہ چاہتے تھے کہ بات چیت کے ذریعہ صلح و صفائی کے ساتھ معاملہ طے ہو جائے۔ چنانچہ قریش کے چند معزز روسا ابو طالب کے پاس آئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام اور بت پرستی کے خلاف تقریروں کی شکایت کی۔ ابو طالب نے نہایت نرمی کے ساتھ ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر رخصت کر دیا لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کے فرمان فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ کی تعمیل کرتے ہوئے علی الاعلان شرک و بت پرستی کی مذمت اور دعوت توحید کا وعظ فرماتے ہی رہے۔ اس لئے قریش کا غصہ پھر بھڑک اٹھا۔ چنانچہ تمام سردارانِ قریش یعنی عتبہ و شیبہ و ابو سفیان و عاص بن ہشام و ابو جہل و ولید بن مغیرہ و عاص بن وائل وغیرہ وغیرہ سب ایک ساتھ مل کر ابو طالب کے پاس آئے اور یہ کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے اس لئے یا تو آپ درمیان میں سے ہٹ جائیں اور اپنے بھتیجا کو ہمارے سپرد کر دیں یا پھر آپ بھی کھل کر ان کے ساتھ میدان میں نکل پڑیں تا کہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے۔ ابو طالب نے قریش کا تیور دیکھ کر سمجھ لیا کہ اب بہت ہی خطرناک اور نازک گھڑی سر پر آن پڑی ہے۔ ظاہر ہے کہ اب قریش برداشت نہیں کر سکتے اور میں اکیلا تمام قریش کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ابو طالب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو انتہائی مخلصانہ اور مشفقانہ لہجے

میں سمجھایا کہ میرے پیارے بھتیجے! اپنے بوڑھے چچا کی سفید داڑھی پر رحم کرو اور بڑھاپے میں مجھ پر اتنا بوجھ مت ڈالو کہ میں اٹھا نہ سکوں۔ اب تک تو قریش کا بچہ بچہ میرا احترام کرتا تھا مگر آج قریش کے سرداروں کا لب ولہجہ اور ان کا تیور اس قدر بگڑا ہوا تھا کہ اب وہ مجھ پر اور تم پر تلوار اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ تم کچھ دنوں کے لئے دعوت اسلام موقوف کردو۔ اب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری معین، مددگار جو کچھ بھی تھے وہ صرف اکیلے ابو طالب ہی تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اب ان کے قدم بھی اکھڑ رہے ہیں چچا کی گفتگو سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھرائی ہوئی مگر جذبات سے بھری ہوئی آواز میں فرمایا کہ چچا جان! خدا کی قسم! اگر قریش میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لاکر دے دیں تب بھی میں اپنے اس فرض سے باز نہ آؤں گا۔ یا تو خدا اس کام کو پورا فرمادے گا یا میں خود دین اسلام پر نثار ہو جاؤں گا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ جذباتی تقریر سن کر ابو طالب کا دل پسیج گیا اور وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کی ہاشمی رگوں کے خون کا قطرہ قطرہ بھتیجے کی محبت میں گرم ہو کر کھولنے لگا اور انتہائی جوش میں آکر کہہ دیا کہ جان عم! جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب تک میں زندہ ہوں کوئی تمہارا بال بیکا نہیں کرسکتا۔

(سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۶۶ وغیرہ)

* * *

واقعہ نمبر (۱۹۷)

ہجرت حبشہ ۵ نبوی

کفار مکہ نے جب اپنے ظلم وستم سے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تو حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو "حبشہ" جا کر پناہ لینے کا حکم دیا۔

نجاشی

حبشہ کے بادشاہ کا نام "اصحمہ" اور لقب "نجاشی" تھا۔ عیسائی دین کا پابند تھا مگر بہت ہی انصاف پسند اور رحم دل تھا اور توراۃ وانجیل وغیرہ آسمانی کتابوں کا بہت ہی ماہر عالم تھا۔

اعلانِ نبوت کے پانچویں سال رجب کے مہینے میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ ان مہاجرین کرام کے مقدس نام حسب ذیل ہیں۔

(۱، ۲) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں۔

(۳، ۴) حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ۔

(۵، ۶) حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اہلیہ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ۔

(۷، ۸) حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زوجہ حضرت لیلیٰ بنت ابی حشمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ۔

(۹) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۰) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۱) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۲) حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۳) حضرت ابو سبرہ بن ابی رہم یا حاطب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(۱۴) حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۷۰)

کفار مکہ کو جب ان لوگوں کی ہجرت کا پتا چلا تو ان ظالموں نے ان لوگوں کی گرفتاری کے لئے ان کا تعاقب کیا لیکن یہ لوگ کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہو چکے تھے۔ اس لئے کفار نا کام واپس لوٹے۔ یہ مہاجرین کا قافلہ حبشہ کی سرزمین میں اتر کر امن وامان کے ساتھ خدا کی عبادت میں مصروف ہو گیا۔ چند دنوں کے بعد ناگہاں یہ خبر پھیل گئی کہ کفار مکہ مسلمان ہو گئے۔ یہ خبر سن کر چند لوگ حبشہ سے مکہ لوٹ آئے مگر یہاں آ کر پتا چلا کہ یہ خبر غلط تھی۔ چنانچہ بعض لوگ تو پھر حبشہ چلے گئے مگر کچھ لوگ مکہ میں روپوش ہو کر رہنے لگے لیکن کفار مکہ نے ان لوگوں کو ڈھونڈ نکالا اور ان لوگوں پر پہلے سے بھی زیادہ ظلم ڈھانے لگے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر لوگوں کو حبشہ چلے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ حبشہ سے واپس آنے والے اور ان کے ساتھ دوسرے مظلوم مسلمان کل تراسی (۸۳) مرد اور اٹھارہ عورتوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۸۷)

* * *

واقعہ نمبر (۱۹۸)

کفار کا سفیر نجاشی کے دربار میں

تمام مہاجرین نہایت امن و سکون کے ساتھ حبشہ میں رہنے لگے۔ مگر کفار مکہ کو کب گوارا ہوسکتا تھا کہ فرزندان توحید کہیں امن و چین کے ساتھ رہ سکیں۔ ان ظالموں نے کچھ تحائف کے ساتھ "عمرو بن العاص" اور "عمارہ بن ولید" کو بادشاہ حبشہ کے دربار میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ ان دونوں نے نجاشی کے دربار میں پہنچ کر تحفوں کا نذرانہ پیش کیا اور بادشاہ کو سجدہ کر کے یہ فریاد کرنے لگے کہ اے بادشاہ! ہمارے کچھ مجرم مکہ سے بھاگ کر آپ کے ملک میں پناہ گزین ہو گئے ہیں۔ آپ ہمارے ان مجرموں کو ہمارے حوالہ کر دیجیے۔ یہ سن کر نجاشی بادشاہ نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے نمائندہ بن کر گفتگو کے لئے آگے بڑھے اور دربار کے آداب کے مطابق بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا بلکہ صرف سلام کر کے کھڑے ہو گئے۔ درباریوں نے ٹوکا تو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس لئے میں بادشاہ کو سجدہ نہیں کرسکتا۔ (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۸۸)

اس کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار شاہی میں اس طرح تقریر شروع فرمائی کہ "اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے۔ شرک و بت پرستی کرتے تھے۔ لوٹ مار، چوری، ڈکیتی، ظلم، ستم اور طرح طرح کی بدکاریوں اور بد اعمالیوں میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم میں ایک شخص کو اپنا رسول بنا کر بھیجا جس کے حسب و نسب اور صدق و دیانت کو ہم پہلے سے جانتے تھے۔ اس رسول نے ہم کو شرک و بت پرستی سے روک دیا اور صرف ایک خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیا اور ہر قسم کے ظلم، ستم

اور تمام برائیوں اور بدکاریوں سے ہم کو منع کیا۔ ہم اس رسول پر ایمان لائے اور شرک و بت پرستی چھوڑ کر تمام برے کاموں سے تائب ہو گئے۔ بس یہی ہمارا گناہ ہے جس پر ہماری قوم ہماری جان کی دشمن ہوگئی اور ان لوگوں نے ہمیں اتنا ستایا کہ ہم اپنے وطن کو خیر باد کہہ کر آپ کی سلطنت کے زیر سایہ پر امن زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اب یہ لوگ ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم پھر اسی پرانی گمراہی میں واپس لوٹ جائیں۔"

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر سے نجاشی بادشاہ بے حد متاثر ہوا۔ یہ دیکھ کر کفار مکہ کے سفیر عمرو بن العاص نے اپنے ترکش کا آخری تیر بھی پھینک دیا اور کہا کہ اے بادشاہ! یہ مسلمان لوگ آپ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کچھ دوسرا ہی اعتقاد رکھتے ہیں جو آپ کے عقیدہ کے بالکل ہی خلاف ہے۔

یہ سن کر نجاشی بادشاہ نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے سورۂ مریم کی تلاوت فرمائی۔ کلام ربانی کی تاثیر سے نجاشی بادشاہ کے قلب پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ اس پر رقت طاری ہوگئی اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو یہی بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں جو کنواری مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک سے بغیر باپ کے خدا کی قدرت کا نشان بن کر پیدا ہوئے۔ نجاشی بادشاہ نے بڑے غور سے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر کو سنا اور یہ کہا کہ بلاشبہ انجیل اور قرآن دونوں ایک ہی آفتاب ہدایت کے دو نور ہیں اور یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کے وہی رسول ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ سلام نے انجیل میں دی ہے اور اگر میں دستور سلطنت کے مطابق تخت شاہی پر رہنے کا بند نہ ہوتا تو میں خود مکہ جا کر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جوتیاں سیدھی کرتا اور ان

کے قدم دھوتا۔ بادشاہ کی تقریر سن کر اس کے درباری جو کٹر قسم کے عیسائی تھے ناراض و برہم ہو گئے مگر نجاشی بادشاہ نے جوش ایمانی میں سب کو ڈانٹ پھٹکار کر خاموش کر دیا۔ اور کفار مکہ کے تحفوں کو واپس لوٹا کر عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید کو دربار سے نکلوا دیا اور مسلمانوں سے کہہ دیا کہ تم لوگ میری سلطنت میں جہاں چاہو امن و سکون کے ساتھ آرام و چین کی زندگی بسر کرو۔ کوئی تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ (زرقانی ج ۱ ص ۲۸۸)

واضح رہے کہ نجاشی بادشاہ مسلمان ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس کے انتقال پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ حالانکہ نجاشی بادشاہ کا انتقال حبشہ میں ہوا تھا اور وہ حبشہ ہی میں مدفون بھی ہوئے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غائبانہ ان کی نماز جنازہ پڑھ کر ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

* * *

معطی مطلب تمہارا ہر اشارہ ہوگیا
جب اشارہ ہوگیا مطلب ہمارا ہوگیا
اللہ اللہ محوِ حسنِ روئے جاناں کے نصیب
بند کرلیں جس گھڑی آنکھیں نظارہ ہوگیا
یوں تو سب پیدا ہوئے ہیں آپ ہی کے واسطے
قسمت اس کی ہے جسے کہدو ہمارا ہوگیا
تیری طلعت سے زمیں کے ذرے مہ پارہ بنے
تیری ہیبت سے فلک کا مہ دوپارا ہوگیا

واقعہ نمبر(۱۹۹)

حضرت ابوبکر اور ابن دغنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حبشہ کی طرف ہجرت کی مگر جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام "برک الغماد" میں پہنچے تو قبیلہ قارہ کا سردار "مالک بن دغنہ" راستے میں ملا اور دریافت کیا کہ کیوں؟ اے ابوبکر! کہاں چلے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل مکہ کے مظالم کا تذکرہ فرماتے ہوئے کہا کہ اب میں اپنے وطن مکہ کو چھوڑ کر خدا کی لمبی چوڑی زمین میں پھرتا رہوں گا اور خدا کی عبادت کرتا رہوں گا۔

ابن دغنہ نے کہا کہ اے ابوبکر! آپ جیسا آدمی نہ شہر سے نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے۔ آپ دوسروں کا بار اٹھاتے ہیں، مہمانانِ حرم کی مہمان نوازی کرتے ہیں، خود کما کما کر مفلسوں اور محتاجوں کی مالی امداد کرتے ہیں، حق کے کاموں میں سب کی امداد و اعانت کرتے ہیں۔ آپ میرے ساتھ مکہ واپس چلیے میں آپ کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ ابن دغنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زبردستی مکہ واپس لایا اور تمام کفار مکہ سے کہہ دیا کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔ لہٰذا خبردار! کوئی ان کو نہ ستائے کفار مکہ نے کہا ہ ہم کو اس شرط پر منظور ہے کہ ابوبکر اپنے گھر کے اندر چھپ کر قرآن پڑھیں تاکہ ہماری عورتوں اور بچوں کے کان میں قرآن کی آواز نہ پہنچے۔ ابن دغنہ نے کفار کی شرط کو منظور کر یا۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند دنوں تک اپنے گھر کے اندر قرآن پڑھتے رہے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبۂ اسلامی اور جوش ایمانی نے یہ گوارا نہیں کیا کہ معبودان باطل لات وعزیٰ کی عبادت تو علی الاعلان ہو اور معبود برحق اللہ تعالیٰ کی عبادت گھر کے اندر چھپ کر کی جائے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر کے باہر اپنے صحن یں ایک مسجد بنالی اور اس مسجد میں علی الاعلان نمازوں میں بلند آواز سے قرآن پڑھنے

لگے اور کفار مکہ کی عورتیں اور بچے بھیڑ لگا کر قرآن سننے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر کفار مکہ نے ابن دغنہ کو مکہ بلایا اور شکایت کی کہ ابوبکر گھر کے باہر قرآن پڑھتے ہیں۔ جس کو سننے کے لئے ان کے گرد ہماری عورتوں اور بچوں کا میلہ لگ جاتا ہے۔ اس سے ہم کو بڑی تکلیف ہوتی ہے لہٰذا تم ان سے کہہ دو کہ یا تو وہ گھر میں قرآن پڑھیں ورنہ تم اپنی پناہ کی ذمہ داری سے دست بردار ہو جاؤ۔ چنانچہ ابن دغنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے ابوبکر! رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ گھر کے اندر چھپ کر قرآن پڑھیں ورنہ میں اپنی پناہ سے کنارہ کش ہو جاؤں گا اس کے بعد کفار مکہ آپ کو ستائیں گے تو میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں گا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابن دغنہ! تم اپنی پناہ کی ذمہ داری سے الگ ہو جاؤ مجھے اللہ تعالیٰ کی پناہ کافی ہے اور میں اس کی مرضی پر راضی برضا ہوں۔ (بخاری ج ۱ ص ۳۰۷ باب جوار ابی بکر الصدیق)

* * *

تو ہی نے تو مصر میں یوسف کو یوسف کر دیا
تو ہی تو یعقوب کی آنکھوں کا تارا ہو گیا
ہم بھکاری کیا ہماری بھیک کس گنتی میں ہے
تیرے در سے بادشاہوں کا گزارہ ہو گیا

واقعہ نمبر (۲۰۰)

حضرت حمزہ مسلمان ہو گئے

اعلان نبوت کے چھٹے سال حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو ایسی ہستیاں دامن اسلام میں آ گئیں جن سے اسلام اور مسلمانوں کے جاہ وجلال اور ان کے عزت واقبال کا پرچم بہت ہی سربلند ہو گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچاؤں میں حضرت حمزہ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑی والہانہ محبت تھی اور وہ صرف دو تین سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عمر میں زیادہ تھے اور چونکہ انہوں نے بھی حضرت ثویبہ کا دودھ پیا تھا اسلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی طاقتور اور بہادر تھے اور شکار کے بہت ہی شوقین تھے۔ روزانہ صبح سویرے تیر کمان لے کر گھر سے نکل جاتے اور شام کو شکار سے واپس لوٹ کر حرم میں جاتے، خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور قریش کے سرداروں کی مجلس میں کچھ دیر بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دن حسب معمول شکار سے واپس لوٹے تو ابن جدعان کی لونڈی اور خود ان کی بہن حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو بتایا کہ آج ابوجہل نے کس کس طرح تمہارے بھتیجے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بے ادبی اور گستاخی کی ہے۔ یہ ماجرا سن کر مارے غصہ کے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون کھولنے لگا۔ ایک دم تیر کمان لئے ہوئے مسجد حرام میں پہنچ گئے اور اپنی کمان سے ابوجہل کے سر پر اس زور سے مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا اور کہا کہ تو میرے بھتیجے کو گالیاں دیتا ہے؟ تجھے خبر نہیں کہ میں بھی اسی کے دین پر ہوں۔ یہ دیکھ کر قبیلۂ بنی مخزوم کے کچھ لوگ ابوجہل کی مدد کے لئے کھڑے ہو گئے تو ابوجہل نے یہ سوچ کر کہ کہیں بنو ہاشم سے جنگ نہ چھڑ جائے یہ کہا کہ اے بنی مخزوم! آپ لوگ حمزہ کو چھوڑ دیجیے۔ واقعی آج میں نے ان کے بھتیجے کو بہت ہی خراب خراب قسم کی

گالیاں دی تھیں۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۴ و زرقانی ج ۱ ص ۲۵۶)

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمان ہو جانے کے بعد زور زور سے ان اشعار کو پڑھنا شروع کر دیا:۔

اِلَى الْاِسْلَامِ وَ الدِّيْنِ الْحَنِيْفْ   حَمِدْتُ اللهَ حِيْنَ هدٰى فُؤَادِىْ
تَحَدَّرَ دَمْعُ ذِى الْلُبِّ الْحَصِيْف   اِذَا تُلِيَتْ رَسَائِلُه عَلَيْنَا
فَلَا تَغْشَوْه بِالْقَوْلِ الْعَنِيْف،   وَ اَحْمَدُ مُصْطَفًى فِيْنَا مُطَاعٌ
وَ لَمَّا نَقْضِ فِيْهِمْ بِالسُّيُوْف   فَلَا وَ اللهِ نُسْلِمُه لِقَوْمٍ

میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس وقت کہ اس نے میرے دل کو اسلام اور دین حنیف کی طرف ہدایت دی۔

جب احکام اسلام کی ہمارے سامنے تلاوت کی جاتی ہے تو باکمال عقل والوں کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

اور خدا کے برگزیدہ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے مقتدیٰ ہیں تو (اے کافرو) اپنی باطل بکواس سے ان پر غلبہ مت حاصل کرو۔

تو خدا کی قسم! ہم انہیں قوم کفار کے سپرد نہیں کریں گے۔ حالانکہ ابھی تک ہم نے ان کافروں کے ساتھ تلواروں سے فیصلہ نہیں کیا ہے۔ (زرقانی ج ۱ ص ۲۵۶)

* * *

واقعہ نمبر (۲۰۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے بعد تیسرے ہی دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشرف بہ اسلام ہونے کے واقعات میں بہت سی روایات ہیں۔

ایک روایت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن غصہ میں بھرے ہوئے ننگی تلوار لے کر اس ارادہ سے چلے کہ آج میں اسی تلوار سے پیغمبرِ اسلام کا خاتمہ کر دوں گا۔ اتفاق سے راستہ میں حضرت نعیم بن عبداللہ قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوگئی۔ یہ مسلمان ہو چکے تھے مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے اسلام کی خبر نہیں تھی۔ حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ کیوں؟ اے عمر! اس دوپہر کی گرمی میں ننگی تلوار لے کر کہاں چلے؟ کہنے لگے کہ آج بانیٔ اسلام کا فیصلہ کرنے کے لئے گھر سے نکل پڑا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔ تمہاری بہن "فاطمہ بنت الخطاب" اور تمہارے بہنوئی "سعید بن زید" بھی تو مسلمان ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر آپ بہن کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ گھر کے اندر چند مسلمان چھپ کر قرآن پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سن کر سب لوگ ڈر گئے اور قرآن کے اوراق چھوڑ کر ادھر ادھر چھپ گئے۔ بہن نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلا کر بولے کہ اے اپنی جان کی دشمن! کیا تو بھی مسلمان ہوگئی ہے؟ پھر اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جھپٹے اور ان کی داڑھی پکڑ کر ان کو زمین پر پٹخ دیا اور سینے پر سوار ہو کر مارنے لگے۔ ان کی بہن حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر کو بچانے کے لئے دوڑ پڑیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو ایسا طمانچہ مارا کہ ان کے کانوں کے جھومر ٹوٹ کر گر

پڑے اور ان کا چہرہ خون سے لہولہان ہوگیا۔ بہن نے صاف صاف کہہ دیا کہ عمر! سن لو، تم سے جو ہو سکے کرلو مگر اب اسلام دل سے نہیں نکل سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہن کا خون آلودہ چہرہ دیکھا اور ان کا عزم و استقامت سے بھرا ہوا یہ جملہ سنا تو ان پر رقت طاری ہوگئی اور ایک دم دل نرم پڑ گیا۔ تھوڑی دیر تک خاموش کھڑے رہے۔ پھر کہا کہ اچھا تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھے بھی دکھاؤ۔ بہن نے قرآن کے اوراق کو سامنے رکھ دیا۔ اٹھا کر دیکھا تو اس آیت پر نظر پڑی کہ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اس آیت کا ایک ایک لفظ صداقت کی تاثیر کا تیر بن کر دل کی گہرائی میں پیوست ہوتا چلا گیا اور جسم کا ایک ایک بال لرزہ براندام ہونے لگا۔

جب اس آیت پر پہنچے کہ 'اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ' تو بالکل ہی بے قابو ہو گئے اور بے اختیار پکار اٹھے کہ ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' یہ وہ وقت تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ارقم بن ابوارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں مقیم تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہن کے گھر سے نکلے اور سیدھے حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر پہنچے تو دروازہ بند پایا، کنڈی بجائی، اندر کے لوگوں نے دروازہ کی جھری سے جھانک کر دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ننگی تلوار لئے کھڑے تھے۔ لوگ گھبرا گئے اور کسی میں دروازہ کھولنے کی ہمت نہیں ہوئی مگر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور اندر آنے دو اگر نیک نیتی کے ساتھ آیا ہے تو اس کا خیر مقدم کیا جائے گا ورنہ اسی کی تلوار سے اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اندر قدم رکھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود آگے بڑھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بازو پکڑا اور فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے! تو مسلمان ہو جا آخر تو کب تک مجھ سے لڑتا رہے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہ آواز بلند کلمہ پڑھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مارے خوشی کے نعرہ تکبیر بلند فرمایا اور تمام حاضرین نے اس زور سے اللہ

اکبر کا نعرہ مارا کہ مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ چھپ چھپ کر خدا کی عبادت کرنے کے کیا معنی؟ اٹھیے ہم کعبہ میں چل کر علی الاعلان خدا کی عبادت کریں گے اور خدا کی قسم! میں کفر کی حالت میں جن جن مجلسوں میں بیٹھ کر اسلام کی مخالفت کرتا رہا ہوں اب ان تمام مجالس میں اپنے اسلام کا اعلان کروں گا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کی جماعت کو لے کر دو قطاروں میں روانہ ہوئے۔ ایک صف کے آگے آگے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل رہے تھے اور دوسری صف کے آگے آگے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اس شان سے مسجد حرام میں داخل ہوئے اور نماز ادا کی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرم کعبہ میں مشرکین کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ یہ سنتے ہی ہر طرف سے کفار دوڑ پڑے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مارنے لگے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان لوگوں سے لڑنے لگے۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماموں ابو جہل آ گیا۔ اس نے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو گئے ہیں اس لئے لوگ برہم ہو کر ان پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ یہ سن کر ابو جہل نے حطیم کعبہ میں کھڑے ہو کر اپنی آستین سے اشارہ کر کے اعلان کر دیا کہ میں نے اپنے بھانجے عمر کو پناہ دی۔ ابو جہل کا یہ اعلان سن کر سب لوگ ہٹ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اسلام لانے کے بعد میں ہمیشہ کفار کو مارتا اور ان کی مار کھاتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب فرما دیا۔ (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۷۲)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہونے کا ایک سبب یہ بھی بتایا گیا ہے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں کفر کی حالت میں قریش کے بتوں کے پاس حاضر تھا اتنے میں ایک شخص گائے کا ایک بچھڑا لے کر آیا اور اس کو بتوں کے نام پر ذبح کیا۔ پھر بڑے زور سے چیخ مار کر کسی نے یہ کہا کہ یَا جَلِیْحُ اَمْرٌ نَجِیْحٌ رَجُلٌ فَصِیْحٌ

يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه یہ آواز سن کر سب لوگ ہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ لیکن میں نے یہ عزم کرلیا کہ میں اس آواز دینے والے کی تحقیق کئے بغیر ہرگز ہرگز یہاں سے نہیں ٹلوں گا۔ اس کے بعد پھر یہی آواز آئی کہ يَا جَلِيْحُ اَمْرٌ نَجِيْحٌ رَجُلٌ فَصِيْحٌ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه یعنی اے کھلی ہوئی دشمنی کرنے والے! ایک کامیابی کی چیز ہے کہ ایک فصاحت والا آدمی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہہ رہا ہے۔ حالانکہ بتوں کے آس پاس میرے سوا دوسرا کوئی بھی نہیں تھا۔ اس کے فوراً ہی بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔ اس واقعہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے حد متاثر تھے۔ اس لئے ان کے اسلام لانے کے اسباب میں اس واقعہ کو بھی کچھ نہ کچھ ضرور دخل ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۴۶ وزرقانی ج ۱ ص ۲۷۶ باب اسلام عمر)

* * *

را ہوں یا میں بھلا! ہوں تمہارا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کرم دائم رہے مُجھ پر خدارا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
تمہارا رتبہ سب نبیوں میں اعلےٰ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
تمہارا نام سب نبیوں میں پیارا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
یہ ہی اپنی عبادت ہے یہ ہی اپنی ریاضت ہے
تمہیں صلو علیہ کہہ کر پکارا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
ہے جینا وہ ہی جینا جب مدینہ ہو میرا سینہ
کہ پھر ہر دم ہو تمہارا نظارا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کرم جو کچھ کہ ہے فرمایا ظفر امید رکھتا ہے
کرم ہو وہ دوبارہ اور سہ بارہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

واقعہ نمبر (۲۰۲)

شعب ابی طالب ۷ نبوی

اعلان نبوت کے ساتویں سال ۷ نبوی میں کفار مکہ نے جب دیکھا کہ روز بروز مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور حضرت حمزہ و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے بہادران قریش بھی دامن اسلام میں آ گئے تو غیظ و غضب میں یہ لوگ آپے سے باہر ہو گئے اور تمام سرداران قریش اور مکہ کے دوسرے کفار نے یہ اسکیم بنائی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے اور ان لوگوں کو کسی تنگ و تاریک جگہ میں محصور کر کے ان کا دانہ پانی بند کر دیا جائے تا کہ یہ لوگ مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جائیں۔ چنانچہ اس خوفناک تجویز کے مطابق تمام قبائل قریش نے آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ جب تک بنی ہاشم کے خاندان والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل کے لئے ہمارے حوالہ نہ کر دیں

(۱) کوئی شخص بنو ہاشم کے خاندان سے شادی بیاہ نہ کرے۔

(۲) کوئی شخص ان لوگوں کے ہاتھ کسی قسم کے سامان کی خرید و فروخت نہ کرے۔

(۳) کوئی شخص ان لوگوں سے میل جول، سلام و کلام اور ملاقات و بات نہ کرے۔

(۴) کوئی شخص ان لوگوں کے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان نہ جانے دے۔

منصور بن عکرمہ نے اس معاہدہ کو لکھا اور تمام سرداران قریش نے اس پر دستخط کر کے اس دستاویز کو کعبہ کے اندر آویزاں کر دیا۔ ابو طالب مجبوراً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسرے تمام خاندان والوں کو لے کر پہاڑ کی اس گھاٹی میں جس کا نام "شعب ابی طالب" تھا پناہ گزین ہوئے۔ ابولہب کے سوا خاندان بنو ہاشم کے کافروں نے بھی خاندانی حمیت و پاسداری کی بنا پر اس معاملہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور سب کے سب پہاڑ کے اس تنگ و تاریک درہ میں محصور ہو کر قیدیوں کی زندگی بسر کرنے

لگے۔ اور یہ تین برس کا زمانہ اتنا سخت اور کٹھن گزرا کہ بنو ہاشم درختوں کے پتے اور سوکھے چمڑے پکا پکا کر کھاتے تھے۔ اور ان کے بچے بھوک پیاس کی شدت سے تڑپ تڑپ کر دن رات رویا کرتے تھے۔ سنگدل اور ظالم کافروں نے ہر طرف پہرہ بٹھا دیا تھا کہ کہیں سے بھی گھاٹی کے اندر دانہ پانی نہ جانے پائے۔ (زرقانی علی المواہب ج۱ ص ۲۷۸)

مسلسل تین سال تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خاندان بنو ہاشم ان ہوش ربا مصائب کو جھیلتے رہے یہاں تک کہ خود قریش کے کچھ رحم دلوں کو بنو ہاشم کی ان مصیبتوں پر رحم آ گیا اور ان لوگوں نے اس ظالمانہ معاہدہ کو توڑنے کی تحریک اٹھائی۔ چنانچہ ہشام بن عمرو عامری، زہیر بن ابی امیہ، مطعم بن عدی، ابوالبختری، زمعہ بن الاسود وغیرہ یہ سب مل کر ایک ساتھ حرم کعبہ میں گئے اور زہیر نے جو عبدالمطلب کے نواسے تھے کفار قریش کو مخاطب کر کے اپنی پرجوش تقریر میں یہ کہا کہ اے لوگو! یہ کہاں کا انصاف ہے؟ کہ ہم لوگ تو آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور خاندان بنو ہاشم کے بچے بھوک پیاس سے بے قرار ہو کر بلبلا رہے ہیں۔ خدا کی قسم! جب تک اس وحشیانہ معاہدہ کی دستاویز پھاڑ کر پاؤں سے نہ روندی جائے گی میں ہرگز ہرگز چین سے نہیں بیٹھ سکتا۔ یہ تقریر سن کر ابوجہل نے تڑپ کر کہا کہ خبردار! ہرگز ہرگز تم اس معاہدہ کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ زمعہ نے ابوجہل کو للکارا اور اس زور سے ڈانٹا کہ ابوجہل کی بولتی بند ہو گئی۔ اسی طرح مطعم بن عدی اور ہشام بن عمرو نے بھی خم ٹھونک کر ابوجہل کو جھڑک دیا اور ابوالبختری نے تو صاف صاف کہہ دیا کہ اے ابوجہل! اس ظالمانہ معاہدہ سے نہ ہم پہلے راضی تھے اور نہ اب ہم اس کے پابند ہیں۔

اسی مجمع میں ایک طرف ابوطالب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اے لوگو! میرے بھتیجے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ اس معاہدہ کی دستاویز کو کیڑوں نے کھا ڈالا ہے اور صرف جہاں جہاں خدا کا نام لکھا ہوا تھا اس کو کیڑوں نے چھوڑ دیا ہے۔ لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ تم لوگ اس دستاویز کو نکال کر دیکھو اگر واقعی اس کو کیڑوں نے کھا لیا

ہے جب تو اس کو چاک کر کے پھینک دو۔ اور اگر میرے بھتیجے کا کہنا غلط ثابت ہوا تو میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔ یہ سن کر مطعم بن عدی کعبہ کے اندر گیا اور دستاویز کو اتار لایا اور سب لوگوں نے اس کو دیکھا تو واقعی بجز اللہ تعالیٰ کے نام کے پوری دستاویز کو کیڑوں نے کھا لیا تھا۔ مطعم بن عدی نے سب کے سامنے اس دستاویز کو پھاڑ کر پھینک دیا۔ اور پھر قریش کے چند بہادر باوجودیکہ یہ سب کے سب اس وقت کفر کی حالت میں تھے ہتھیار لے کر گھاٹی میں پہنچے اور خاندان بنو ہاشم کے ایک ایک آدمی کو وہاں سے نکال لائے اور ان کو ان کے مکانوں میں آباد کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۰ نبوی کا ہے۔ منصور بن عکرمہ جس نے اس دستاویز کو لکھا تھا اس پر یہ قہر الٰہی ٹوٹ پڑا کہ اس کا ہاتھ شل ہو کر سوکھ گیا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۲ وغیرہ)

واقعہ نمبر (۲۰۳)

غم کا سال ۱۰ نبوی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "شعب ابی طالب" سے نکل کر اپنے گھر میں تشریف لائے اور چند ہی روز کفار قریش کے ظلم وستم سے کچھ امان ملی تھی کہ ابو طالب بیمار ہو گئے اور گھاٹی سے باہر آنے کے آٹھ مہینے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

ابو طالب کی وفات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ایک بہت ہی جاں گداز اور روح فرسا حادثہ تھا کیونکہ بچپن سے جس طرح پیار و محبت کے ساتھ ابو طالب نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پرورش کی تھی اور زندگی کے ہر موڑ پر جس جاں نثاری کے ساتھ آپ کی نصرت و دستگیری کی اور آپ کے دشمنوں کے مقابل سینہ سپر ہو کر جس طرح آلام و مصائب کا مقابلہ کیا اس کو بھلا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح بھول سکتے تھے۔

* * *

واقعہ نمبر (۲۰۴)

حضرت بی بی خدیجہ کی وفات

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر ابھی ابو طالب کے انتقال کا زخم تازہ ہی تھا کہ ابو طالب کی وفات کے تین دن یا پانچ دن کے بعد حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی دنیا سے رخصت فرما گئیں۔ مکہ میں ابو طالب کے بعد سب سے زیادہ جس ہستی نے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت وحمایت میں اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کیا وہ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات گرامی تھی۔ جس وقت دنیا میں کوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مخلص مشیر اور غمخوار نہیں تھا حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی تھیں کہ ہر پریشانی کے موقع پر پوری جاں نثاری کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غمخواری اور دلداری کرتی رہتی تھیں اس لئے ابو طالب اور حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں کی وفات سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مددگار اور غمگسار دونوں ہی دنیا سے اٹھ گئے جس سے آپ کے قلب نازک پر اتنا عظیم صدمہ گزرا کہ آپ نے اس سال کا نام "عام الحزن" (غم کا سال) رکھ دیا۔

حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رمضان ۱۰ نبوی میں وفات پائی۔ بوقت وفات پینسٹھ برس کی عمر تھی۔ مقام حجون (قبرستان جنت المعلی) میں مدفون ہوئیں۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بہ نفس نفیس ان کی قبر میں اترے اور اپنے مقدس ہاتھوں سے ان کی لاش مبارک کو زمین کے سپرد فرمایا۔ (زرقانی ج ۱ ص ۲۹۶)

* * *

واقعہ نمبر (۲۰۵)

طائف وغیرہ کا سفر

مکہ والوں کے عناد اور سرکشی کو دیکھتے ہوئے جب حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے ایمان لانے سے مایوسی نظر آئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبلیغ اسلام کے لئے مکہ کے قرب وجوار کی بستیوں کا رُخ کیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "طائف" کا بھی سفر فرمایا۔ اس سفر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ طائف میں بڑے بڑے اُمراء اور مالدار لوگ رہتے تھے۔ ان رئیسوں میں ''عمرو'' کا خاندان تمام قبائل کا سردار شمار کیا جاتا تھا۔ یہ لوگ تین بھائی تھے۔ عبد یالیل۔ مسعود۔ حبیب۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان تینوں کے پاس تشریف لے گئے اور اسلام کی دعوت دی۔ ان تینوں نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ انتہائی بیہودہ اور گستاخانہ جواب دیا۔ ان بدنصیبوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ طائف کے شریر غنڈوں کو ابھار دیا کہ یہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ برا سلوک کریں۔ چنانچہ لچوں لفنگوں کا یہ شریر گروہ ہر طرف سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑا اور یہ شرارتوں کے مجسمے آپ پر پتھر برسانے لگے یہاں تک کہ آپ کے مقدس پاؤں زخموں سے لہولہان ہو گئے۔

اور آپ کے موزے اور نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زخموں سے بے تاب ہو کر بیٹھ جاتے تو یہ ظالم انتہائی بے دردی کے ساتھ آپ کا بازو پکڑ کر اٹھاتے اور جب آپ چلنے لگتے تو پھر آپ پر پتھروں کی بارش کرتے اور ساتھ ساتھ طعنہ زنی کرتے۔ گالیاں دیتے۔ تالیاں بجاتے۔ ہنسی اڑاتے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑ دوڑ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر آنے والے پتھروں کو اپنے بدن

پر لیتے تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بچاتے تھے یہاں تک کہ وہ بھی خون میں نہا گئے اور زخموں سے نڈھال ہو کر بے قابو ہو گئے۔ یہاں تک کہ آخر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگور کے ایک باغ میں پناہ لی۔ یہ باغ مکہ کے ایک مشہور کافر عتبہ بن ربیعہ کا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ حال دیکھ کر عتبہ بن ربیعہ اور اس کے بھائی شیبہ بن ربیعہ کو آپ پر رحم آ گیا اور کافر ہونے کے باوجود خاندانی حمیت نے جوش مارا۔ چنانچہ ان دونوں کافروں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے باغ میں ٹھہرایا اور اپنے نصرانی غلام "عداس" کے ہاتھ سے آپ کی خدمت میں انگور کا ایک خوشہ بھیجا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کر خوشہ کو ہاتھ لگایا تو عداس تعجب سے کہنے لگا کہ اس اطراف کے لوگ تو یہ کلمہ نہیں بولا کرتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کہ تمہارا وطن کہاں ہے؟ عداس نے کہا کہ میں "شہر نینویٰ" کا رہنے والا ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ حضرت یونس بن متی علیہ السلام کا شہر ہے۔ وہ بھی میری طرح خدا عزوجل کے پیغمبر تھے۔ یہ سن کر عداس آپ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور فوراً ہی آپ کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۳۰۰)

اسی سفر میں جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام "نخلہ" میں تشریف فرما ہوئے اور رات کو نماز تہجد میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے تو "نصیبین" کے جنوں کی ایک جماعت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور قرآن سن کر یہ سب جن مسلمان ہو گئے۔ پھر ان جنوں نے لوٹ کر اپنی قوم کو بتایا تو مکہ مکرمہ میں جنوں کی جماعت نے فوج در فوج آ کر اسلام قبول کیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں سورہ جن کی ابتدائی آیتوں میں خداوند عالم نے اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ (زرقانی ج ۱ ص ۳۰۲)

مقام نخلہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند دنوں تک قیام فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام "حراء" میں تشریف لائے اور قریش کے ایک ممتاز سردار مطعم بن

عدی کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ کیا تم مجھے اپنی پناہ میں لے سکتے ہو؟ عرب کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص ان سے حمایت اور پناہ طلب کرتا تو وہ اگرچہ کتنا ہی بڑا دشمن کیوں نہ ہو وہ پناہ دینے سے انکار نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ مطعم بن عدی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی پناہ میں لے لیا اور اس نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ تم لوگ ہتھیار لگا کر حرم میں جاؤ اور مطعم بن عدی خود گھوڑے پر سوار ہو گیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ مکہ لایا اور حرم کعبہ میں اپنے ساتھ لے کر گیا اور مجمع عام میں اعلان کر دیا کہ میں نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پناہ دی ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اطمینان کے ساتھ حجر اسود کو بوسہ دیا اور کعبہ کا طواف کر کے حرم میں نماز ادا کی اور مطعم بن عدی اور اس کے بیٹوں نے تلواروں کے سائے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کے دولت خانہ تک پہنچا دیا۔ (زرقانی ج ۱ ص ۳۰۶)

اس سفر کے مدتوں بعد ایک مرتبہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا جنگ احد کے دن سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ پر گزرا ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اے عائشہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ دن میرے لئے جنگ احد کے دن سے بھی زیادہ سخت تھا جب میں نے طائف میں وہاں کے ایک سردار "عبد یالیل" کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے دعوت اسلام کو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا اور اہل طائف نے مجھ پر پتھراؤ کیا۔ میں اس رنج و غم میں سر جھکائے چلتا رہا یہاں تک کہ مقام "قرن الثعالب" میں پہنچ کر میرے ہوش و حواس بجا ہوئے۔ وہاں پہنچ کر جب میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بدلی مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے اس بادل میں سے حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا قول اور ان کا جواب سن لیا اور اب آپ کی خدمت میں پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہے۔ تا کہ وہ آپ کے حکم

کی تعمیل کرے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ پہاڑوں کا فرشتہ مجھے سلام کر کے عرض کرنے لگا کہ اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا قول اور انہوں نے آپ کو جو جواب دیا ہے وہ سب کچھ سن لیا ہے اور مجھ کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں اور میں آپ کا حکم بجالاؤں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں "اخشبین" (ابوقبیس اور قعیقعان) دونوں پہاڑوں کو ان کفار پر اُلٹ دوں تو میں اُلٹ دیتا ہوں۔ یہ سن کر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں سے اپنے ایسے بندوں کو پیدا فرمائے گا جو صرف اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کریں گے اور شرک نہیں کریں گے۔

(بخاری باب ذکر الملائکہ ج ۱ ص ۴۵۸ و زرقانی ج ۱ ص ۲۹۷)

واقعہ نمبر (۲۰۶)

قبائل میں تبلیغ اسلام

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ حج کے زمانے میں جب کہ دور دور کے عربی قبائل مکہ میں جمع ہوتے تھے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام قبائل میں دورہ فرما کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ اسی طرح عرب میں جابجا بہت سے میلے لگتے تھے جن میں دور دراز کے قبائل عرب جمع ہوتے تھے۔ ان میلوں میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ چنانچہ عکاظ، مجنہ، ذوالمجاز کے بڑے بڑے میلوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبائل عرب کے سامنے دعوت اسلام پیش فرمائی۔ عرب کے قبائل بنو عامر، محارب، فزارہ، غسان، مرہ، سلیم، عبس، بنو نصر، کندہ، کلب، عذرہ، حضارمہ وغیرہ ان سب مشہور قبائل کے سامنے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسلام پیش فرمایا مگر آپ کا چچا ابولہب ہر جگہ آپ کے ساتھ ساتھ جاتا اور جب آپ کسی قبیلہ

کے سامنے وعظ فرماتے تو ابولہب چلا چلا کر یہ کہتا کہ "یہ دین سے پھر گیا ہے، یہ جھوٹ کہتا ہے۔" (زرقانی ج ۱ ص ۳۰۹)

واقعہ نمبر (۲۰۷)

صاف گوئی کی تعریف

قبیلہ بنوذہل بن شیبان کے پاس جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اس قبیلہ کا سردار "مفروق" آپ کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے کہا کہ اے قریشی برادر! آپ لوگوں کے سامنے کونسا دین پیش کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا ایک ہے اور میں اس کا رسول ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورہ انعام کی چند آیتیں تلاوت فرمائیں۔ یہ سب لوگ آپ کی تقریر اور قرآنی آیتوں کی تاثیر سے انتہائی متاثر ہوئے لیکن یہ کہا کہ ہم اپنے اس خاندانی دین کو بھلا ایک دم کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟ جس پر ہم برسہا برس سے کاربند ہیں۔ اس کے علاوہ ہم ملک فارس کے بادشاہ کسریٰ کے زیر اثر اور رعیت ہیں۔ اور ہم یہ معاہدہ کر چکے ہیں کہ ہم بادشاہ کسریٰ کے سوا کسی اور کے زیر اثر نہیں رہیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی صاف گوئی کی تعریف فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ خیر، خدا اپنے دین کا حامی و ناصر اور معین و مددگار ہے۔ (روض الانف بحوالہ سیرۃ النبی)

"مدینہ منورہ" کا پرانا نام "یثرب" ہے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شہر میں سکونت فرمائی تو اس کا نام "مدینۃ النبی" (نبی کا شہر) پڑ گیا۔ پھر یہ نام مختصر ہو کر "مدینہ" مشہور ہو گیا۔ تاریخی حیثیت سے یہ بہت پرانا شہر ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اعلان نبوت فرمایا تو اس شہر میں عرب کے دو قبیلے "اوس" اور "خزرج" اور کچھ "یہودی" آباد تھے۔ اوس و خزرج کفارِ مکہ کی طرح "بت پرست" اور یہودی "اہل کتاب" تھے۔ اوس

وخزرج پہلے تو بڑے اتفاق واتحاد کے ساتھ مل جل کر رہتے تھے مگر پھر عربوں کی فطرت کے مطابق ان دونوں قبیلوں میں لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ یہاں تک کہ آخری لڑائی جو تاریخ عرب میں "جنگ بعاث" کے نام سے مشہور ہے اس قدر ہولناک اور خونریز ہوئی کہ اس لڑائی میں اوس وخزرج کے تقریباً تمام نامور بہادر لڑ بھڑ کر کٹ مر گئے اور یہ دونوں قبیلے بے حد کمزور ہو گئے۔ یہودی اگرچہ تعداد میں بہت کم تھے مگر چونکہ وہ تعلیم یافتہ تھے اس لئے اوس وخزرج ہمیشہ یہودیوں کی علمی برتری سے مرعوب اور ان کے زیر اثر رہتے تھے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد رسولِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس تعلیم و تربیت کی بدولت اوس وخزوج کے تمام پرانے اختلافات ختم ہو گئے اور یہ دونوں قبیلے شیر و شکر کی طرح مل جل کر رہنے لگے۔ اور چونکہ ان لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں کی اپنے تن من دھن سے بے پناہ امداد و نصرت کی اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان خوش بختوں کو "انصار" کے معزز لقب سے سرفراز فرما دیا اور قرآن کریم نے بھی ان جاں نثاران اسلام کی نصرت رسول و امدادِ مسلمین پر ان خوش نصیبوں کی مدح و ثنا کا جا بجا خطبہ پڑھا اور ازروئے شریعت انصار کی محبت اور ان کی جناب میں حسن عقیدت تمام اُمت مسلمہ کیلئے لازم الایمان اور واجب العمل قرار پائی۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

* * *

تو روح کائنات ہے تو حسن کائنات
پنہاں ہیں تیری ذات میں رب کی تجلیات

ہر شے کو تیری چشمِ عنایت سے ہے ثبات
ہر شے میں تیرے حسن مکمل کے معجزات

واقعہ نمبر (۲۰۸)

مدینہ میں اسلام کیونکر پھیلا

انصار گو بت پرست تھے مگر یہودیوں کے میل جول سے اتنا جانتے تھے کہ نبی آخر الزمان کا ظہور ہونے والا ہے اور مدینہ کے یہودی اکثر انصار کے دونوں قبیلوں اوس و خزرج کو دھمکیاں بھی دیا کرتے تھے کہ نبی آخر الزمان کے ظہور کے وقت ہم ان کے لشکر میں شامل ہو کر تم بت پرستوں کو دنیا سے نیست و نابود کر ڈالیں گے۔ اس لئے نبی آخر الزمان کی تشریف آوری کا یہود اور انصار دونوں کو انتظار تھا۔

۱۱ نبوی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معمول کے مطابق حج میں آنے والے قبائل کو دعوت اسلام دینے کے لئے منیٰ کے میدان میں تشریف لے گئے اور قرآنِ مجید کی آیتیں سنا سنا کر لوگوں کے سامنے اسلام پیش فرمانے لگے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منیٰ میں عقبہ (گھاٹی) کے پاس جہاں آج "مسجد العقبہ" ہے تشریف فرما تھے کہ قبیلۂ خزرج کے چھ آدمی آپ کے پاس آ گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے ان کا نام و نسب پوچھا۔ پھر قرآن کی چند آیتیں سنا کر ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جس سے یہ لوگ بے حد متاثر ہو گئے اور ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر واپسی میں یہ کہنے لگے کہ یہودی جس نبی آخر الزمان کی خوشخبری دیتے رہے ہیں یقیناً وہ نبی یہی ہیں۔ لہٰذا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہودی ہم سے پہلے اسلام کی دعوت قبول کر لیں۔ یہ کہہ کر سب ایک ساتھ مسلمان ہو گئے اور مدینہ جا کر اپنے اہل خاندان اور رشتہ داروں کو بھی اسلام کی دعوت دی۔ ان چھ خوش نصیبوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) حضرت عقبہ بن عامر بن نابی۔ (۲) حضرت ابو امامہ اسعد بن زرارہ (۳) حضرت عوف بن حارث (۴) حضرت رافع بن مالک (۵) حضرت قطبہ بن عامر بن حدیدہ (۶) حضرت جابر بن عبد اللہ بن ریاب۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۵۱ و زرقانی ج ۱ ص ۳۱۰)

* * *

واقعہ نمبر (۲۰۹)

بیعت عقبہ اولیٰ

دوسرے سال سن ۱۲ نبوی میں حج کے موقع پر مدینہ کے بارہ اشخاص منیٰ کی اسی گھاٹی میں چھپ کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت ہوئے۔ تاریخ اسلام میں اس بیعت کا نام "بیعت عقبہ اولیٰ" ہے۔

ساتھ ہی ان لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ درخواست بھی کی کہ احکامِ اسلام کی تعلیم کے لئے کوئی معلم بھی ان لوگوں کے ساتھ کر دیا جائے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان لوگوں کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا۔ وہ مدینہ میں حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر ٹھہرے اور انصار کے ایک ایک گھر میں جا جا کر اسلام کی تبلیغ کرنے لگے اور روزانہ ایک دو نئے آدمی آغوش اسلام میں آنے لگے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ مدینہ سے قباء تک گھر گھر اسلام پھیل گیا۔

قبیلۂ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی بہادر اور بااثر شخص تھے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی تو انہوں نے پہلے تو اسلام سے نفرت و بیزاری ظاہر کی مگر جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو قرآنِ مجید پڑھ کر سنایا تو ایک دم ان کا دل پسیج گیا اور اس قدر متاثر ہوئے کہ سعادتِ ایمان سے سرفراز ہو گئے۔ ان کے مسلمان ہوتے ہی ان کا قبیلہ "اوس" بھی دامنِ اسلام میں آ گیا۔

اسی سال بقول مشہور ماہ رجب کی ستائیسویں رات کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو بحالت بیداری "معراجِ جسمانی" ہوئی۔ اور اسی سفر معراج میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں جس کا تفصیلی بیان ان شاء اللہ تعالیٰ معجزات کے باب میں آئے گا۔

* * *

واقعہ نمبر (۲۱۰)

بیعت عقبہ ثانیہ

اس کے ایک سال بعد سن ۱۳ نبوی میں حج کے موقع پر مدینہ کے تقریباً بہتر اشخاص نے منیٰ کی اسی گھاٹی میں اپنے بت پرست ساتھیوں سے چھپ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر بیعت کی اور یہ عہد کیا کہ ہم لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور اسلام کی حفاظت کے لئے اپنی جان قربان کر دیں گے۔ اس موقع پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

انہوں نے مدینہ والوں سے کہا کہ دیکھو! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے خاندان بنی ہاشم میں ہر طرح محترم اور باعزت ہیں۔ ہم لوگوں نے دشمنوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر ہمیشہ ان کی حفاظت کی ہے۔ اب تم لوگ ان کو اپنے وطن میں لے جانے کے خواہشمند ہو تو سن لو! اگر مرتے دم تک تم لوگ ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر ہے ورنہ ابھی سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ یہ سن کر حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ طیش میں آ کر کہنے لگے کہ "ہم لوگ تلواروں کی گود میں پلے ہیں۔" حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ حضرت ابوالہیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بات کاٹتے ہوئے یہ کہا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم لوگوں کے یہودیوں سے پرانے تعلقات ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ ہمارے مسلمان ہو جانے کے بعد یہ تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غلبہ عطا فرمائے تو آپ ہم لوگوں کو چھوڑ کر اپنے وطن مکہ

چلے جائیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ تم لوگ اطمینان رکھو کہ ”تمہارا خون میرا خون ہے“ اور یقین کرو ”میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے۔ میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو۔ تمہارا دشمن میرا دشمن اور تمہارا دوست میرا دوست ہے۔
“ (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۳۱۷ و سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۴۴۱ تا ۴۴۲)

جب انصار یہ بیعت کر رہے تھے تو حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا حضرت عباس بن نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرے بھائیو! تمہیں یہ بھی خبر ہے؟ کہ تم لوگ کس چیز پر بیعت کر رہے ہو؟ خوب سمجھ لو کہ یہ عرب و عجم کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ انصار نے طیش میں آ کر نہایت ہی پر جوش لہجے میں کہا کہ ہاں! ہاں! ہم لوگ اسی پر بیعت کر رہے ہیں۔ بیعت ہو جانے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جماعت میں سے بارہ آدمیوں کو نقیب (سردار) مقرر فرمایا۔ ان میں نو آدمی قبیلہ خزرج کے اور تین اشخاص قبیلۂ اوس کے تھے جن کے مبارک نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابو امامہ اسعد بن زرارہ (۲) حضرت سعد بن ربیع (۳) حضرت عبداللہ بن رواحہ (۴) حضرت رافع بن مالک (۵) حضرت براء بن معرور (۶) حضرت عبداللہ بن عمرو (۷) حضرت سعد بن عبادہ (۸) حضرت منذر بن عمر (۹) حضرت عبادہ بن ثابت۔ یہ نو آدمی قبیلہ خزرج کے ہیں۔ (۱۰) حضرت اُسید بن حضیر (۱۱) حضرت سعد بن خیثمہ (۱۲) حضرت ابو الہیثم بن تیہان۔ یہ تین شخص قبیلۂ اوس کے ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۳۱۷)

اس کے بعد یہ تمام حضرات اپنے اپنے ڈیروں پر چلے گئے۔ صبح کے وقت جب قریش کو اس کی اطلاع پہنچی تو وہ آگ بگولا ہو گئے اور ان لوگوں نے ڈانٹ کر مدینہ والوں سے پوچھا کہ کیا تم لوگوں نے ہمارے ساتھ جنگ کرنے پر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے بیعت کی ہے؟ انصار کے کچھ ساتھیوں نے جو مسلمان نہیں ہوئے تھے اپنی لاعلمی ظاہر

کی۔

یہ سن کر قریش واپس چلے گئے مگر جب تفتیش و تحقیقات کے بعد کچھ انصار کی بیعت کا حال معلوم ہوا تو قریش غیظ و غضب میں آپے سے باہر ہو گئے اور بیعت کرنے والوں کی گرفتاری کے لئے تعاقب کیا مگر قریش حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی اور کو نہیں پکڑ سکے۔ قریش حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ مکہ لائے اور ان کو قید کر دیا مگر جب جبیر بن مطعم اور حارث بن حرب بن امیہ کو پتہ چلا تو ان دونوں نے قریش کو سمجھایا کہ خدا کے لئے سعد بن عبادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو فوراً چھوڑ دو ورنہ تمہاری ملکِ شام کی تجارت خطرہ میں پڑ جائے گی۔ یہ سن کر قریش نے حضرت سعد بن عبادہ کو قید سے رہا کر دیا اور وہ بخیریت مدینہ پہنچ گئے۔

(سیرتِ ابن ہشام ج ۴ ص ۴۴۹ تا ۴۵۰)

* * *

واقعہ نمبر (۲۱۱)

ہجرت مدینہ

مدینہ منورہ میں جب اسلام اور مسلمانوں کو ایک پناہ گاہ مل گئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو عام اجازت دے دی کہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے دوسرے لوگ بھی مدینہ روانہ ہونے لگے۔ جب کفار قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے روک ٹوک شروع کر دی مگر چھپ چھپ کر لوگوں نے ہجرت کا سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بہت سے صحابہ کرام مدینہ منورہ چلے گئے۔ صرف وہی حضرات مکہ میں رہ گئے جو یا تو کافروں کی قید میں تھے یا اپنی مفلسی کی وجہ سے مجبور تھے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چونکہ ابھی تک خدا کی طرف سے ہجرت کا

حکم نہیں ملا تھا اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ ہی میں مقیم رہے اور حضرتِ ابوبکر صدیق اور حضرتِ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی آپ نے روک لیا تھا۔ لہٰذا یہ دونوں شمع نبوت کے پروانے بھی آپ ہی کے ساتھ مکہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

* * *

واقعہ نمبر (۲۱۴)

کفار کانفرنس

جب مکہ کے کافروں نے یہ دیکھ لیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہو گئے اور مدینہ جانے والے مسلمانوں کو انصار نے اپنی پناہ میں لے لیا ہے تو کفار مکہ کو یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی مدینہ چلے جائیں اور وہاں سے اپنے حامیوں کی فوج لے کر مکہ پر چڑھائی نہ کر دیں۔ چنانچہ اس خطرہ کا دروازہ بند کرنے کے لئے کفار مکہ نے اپنے دارالندوہ (پنچائت گھر) میں ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد کی۔ اور یہ کفار مکہ کا ایسا زبردست نمائندہ اجتماع تھا کہ مکہ کا کوئی بھی ایسا دانشور اور بااثر شخص نہ تھا جو اس کانفرنس میں شریک نہ ہوا ہو۔

خصوصیت کے ساتھ ابوسفیان، ابوجہل، عتبہ، جبیر بن مطعم، نضر بن حارث، ابو البختری، زمعہ بن اسود، حکیم بن حزام، اُمیہ بن خلف وغیرہ وغیرہ تمام سردارانِ قریش اس مجلس میں موجود تھے۔ شیطانِ لعین بھی کمبل اوڑھے ایک بزرگ شیخ کی صورت میں آ گیا۔ قریش کے سرداروں نے نام و نسب پوچھا تو بولا کہ میں ''شیخ نجد'' ہوں اس لئے اس کانفرنس میں آ گیا ہوں کہ میں تمہارے معاملہ میں اپنی رائے بھی پیش کر دوں۔ یہ سن کر قریش کے سرداروں نے ابلیس کو بھی اپنی کانفرنس میں شریک کر لیا اور کانفرنس کی کارروائی شروع ہو گئی۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو ابوالبختری نے یہ رائے دی کہ ان کو کسی کوٹھری میں بند کر کے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دو اور ایک سوراخ سے کھانا

پانی ان کو دے دیا کرو۔ شیخ نجدی (شیطان) نے کہا کہ یہ رائے اچھی نہیں ہے۔ خدا کی قسم! اگر تم لوگوں نے ان کو کسی مکان میں قید کر دیا تو یقیناً ان کے جاں نثار اصحاب کو اس کی خبر لگ جائے گی اور وہ اپنی جان پر کھیل کر ان کو قید سے چھڑا لیں گے۔

ابوالاسود ربیعہ بن عمرو عامری نے یہ مشورہ دیا کہ ان کو مکہ سے نکال دو تا کہ یہ کسی دوسرے شہر میں جا کر رہیں۔ اس طرح ہم کو ان کے قرآن پڑھنے اور ان کی تبلیغ اسلام سے نجات مل جائے گی۔ یہ سن کر شیخ نجدی نے بگڑ کر کہا کہ تمہاری اس رائے پر لعنت، کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے کلام میں کتنی مٹھاس اور تاثیر و دل کشی ہے؟ خدا کی قسم! اگر تم لوگ ان کو شہر بدر کر کے چھوڑ دو گے تو یہ پورے ملک عرب میں لوگوں کو قرآن سنا سنا کر تمام قبائل عرب کو اپنا تابع فرمان بنا لیں گے اور پھر اپنے ساتھ ایک عظیم لشکر کو لے کر تم پر ایسی یلغار کر دیں گے کہ تم ان کے مقابلہ سے عاجز و لاچار ہو جاؤ گے اور پھر بجز اس کے کہ تم ان کے غلام بن کر رہو کچھ بنائے نہ بنے گی اس لئے ان کو جلاوطن کرنے کی تو بات ہی مت کرو۔

ابوجہل بولا کہ صاحبو! میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو اب تک کسی کو نہیں سوجھی یہ سن کر سب کے کان کھڑے ہو گئے اور سب نے بڑے اشتیاق کے ساتھ پوچھا کہ کہیے وہ کیا ہے؟ تو ابوجہل نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک مشہور بہادر تلوار لے کر اٹھ کھڑا ہو اور سب یکبارگی حملہ کر کے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو قتل کر ڈالیں۔ اس تدبیر سے خون کرنے کا جرم تمام قبیلوں کے سر پر رہے گا۔ ظاہر ہے کہ خاندان بنوہاشم اس خون کا بدلہ لینے کے لئے تمام قبیلوں سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔ لہٰذا یقیناً وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم لوگ مل جل کر آسانی کے ساتھ خون بہا کی رقم ادا کر دیں گے۔ ابوجہل کی یہ خونی تجویز سن کر شیخ نجدی مارے خوشی کے اُچھل پڑا اور کہا کہ بے شک یہ تدبیر بالکل درست ہے۔ اس کے سوا اور کوئی تجویز قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ تمام شرکاء کانفرنس نے اتفاق رائے سے اس تجویز کو پاس کر دیا اور مجلس شوریٰ برخاست ہوگئی اور ہر شخص یہ خوفناک عزم لے کر اپنے اپنے گھر چلا گیا۔ خداوند قدوس نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ط
وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ

(اے محبوب یاد کیجیے) جس وقت کفار آپ کے بارے میں خفیہ تدبیر کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا شہر بدر کر دیں یہ لوگ خفیہ تدبیر کر رہے تھے اور اللہ خفیہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ کی پوشیدہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔

* * *

واقعہ نمبر (۲۱۳)

ہجرتِ رسول کا واقعہ

جب کفار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل پر اتفاق کر کے کانفرنس ختم کر چکے اور اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے تو حضرت جبریل امین علیہ السلام رب العالمین کا حکم لے کر نازل ہو گئے کہ اے محبوب! آج رات کو آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جائیں۔ چنانچہ عین دوپہر کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ سب گھر والوں کو ہٹا دو کچھ مشورہ کرنا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان یہاں آپ کی اہلیہ (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے سوا اور کوئی نہیں ہے (اُس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شادی ہو چکی تھی)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کی اجازت فرمادی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان! مجھے بھی ہمراہی کا شرف عطا فرمایئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمالی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار مہینے سے دو اونٹنیاں ببول کی پتی کھلا کھلا کر تیار کی تھیں کہ ہجرت کے وقت یہ سواری کے کام آئیں گی۔ عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں سے ایک اونٹنی آپ قبول فرمالیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبول ہے مگر میں اس کی قیمت دوں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادل ناخواستہ فرمان رسالت سے مجبور ہو کر اس کو قبول کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو اس وقت بہت کم عمر تھیں لیکن ان کی بڑی بہن حضرت بی بی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سامان سفر درست کیا اور توشہ دان میں کھانا رکھ کر اپنی کمر کے پٹکے کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کیے۔ ایک سے توشہ دان کو باندھا اور دوسرے سے مشک کا منہ باندھا۔ یہ وہ قابل فخر شرف ہے جس کی بنا پر ان کو "ذات النطاقین" (دو پٹکے والی) کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کافر کو جس کا نام "عبداللہ بن اُرَیْقَط" تھا جو راستوں کا ماہر تھا راہ نمائی کے لئے اُجرت پر نوکر رکھا اور ان دونوں اونٹنیوں کو اس کے سپرد کر کے فرمایا کہ تین راتوں کے بعد وہ ان دونوں اونٹنیوں کو لے کر "غار ثور" کے پاس آجائے۔ یہ سارا انتظام کر لینے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مکان پر تشریف لائے۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۵۳ تا ۵۵۴ باب ہجرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

* * *

واقعہ نمبر (۲۱۴)

کاشانۂ نبوت کا محاصرہ

کفار مکہ نے اپنے پروگرام کے مطابق کاشانۂ نبوت کو گھیر لیا اور انتظار کرنے لگے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو جائیں تو ان پر قاتلانہ حملہ کیا جائے۔ اس وقت گھر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس صرف علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ کفار مکہ اگرچہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے مگر اس کے باوجود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت و دیانت پر کفار کو اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنے قیمتی مال و سامان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس امانت رکھتے تھے۔ چنانچہ اس وقت بھی بہت سی امانتیں کاشانۂ نبوت میں تھیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم میری سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو اور میرے چلے جانے کے بعد تم قریش کی تمام امانتیں ان کے مالکوں کو سونپ کر مدینہ چلے آنا۔

یہ بڑا ہی خوفناک اور بڑے سخت خطرہ کا موقع تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ کفارِ مکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں مگر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان سے کہ تم قریش کی ساری امانتیں لوٹا کر مدینہ چلے آنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یقین کامل تھا کہ میں زندہ رہوں گا اور مدینہ پہنچوں گا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بستر جو آج کانٹوں کا بچھونا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے پھولوں کی سیج بن گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر پر صبح تک آرام کے ساتھ میٹھی میٹھی نیند سوتے رہے۔ اپنے اسی کارنامے پر فخر کرتے ہوئے شیر خدا نے اپنے اشعار میں فرمایا کہ

وَقَیْتُ بِنَفْسِیْ خَیْرَ مَنْ وَّطِیَ الثَّرٰی   وَمَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ وَبِالْحَجَرِ

میں نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اس ذات گرامی کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والوں اور خانہ کعبہ و حطیم کا طواف کرنے والوں میں سب سے زیادہ بہتر اور بلند مرتبہ ہیں۔

رَسُوْلُ اِلٰہ خَافَ اَنْ یَّمْکُرُوْا بِہٖ فَنَجَّاہُ ذُوالطَّوْلِ الْاِلٰہ مِنَ الْمَکْرِ

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ کفار مکہ ان کے ساتھ خفیہ چال چل جائیں گے مگر خداوند مہربان نے ان کو کافروں کی خفیہ تدبیر سے بچالیا۔

(زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۳۲۲)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بستر نبوت پر جان ولایت کو سلا کر ایک مٹھی خاک ہاتھ میں لی اور سورہ یٰس کی ابتدائی آیتوں کو تلاوت فرماتے ہوئے نبوت خانہ سے باہر تشریف لائے اور محاصرہ کرنے والے کافروں کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے مجمع سے صاف نکل گئے۔ نہ کسی کو نظر آئے نہ کسی کو کچھ خبر ہوئی۔ ایک دوسرا شخص جو اس مجمع میں موجود نہ تھا اس نے ان لوگوں کو خبر دی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو یہاں سے نکل گئے اور چلتے وقت تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے ہیں۔ چنانچہ ان کور بختوں نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرا تو واقعی ان کے سروں پر خاک اور دھول پڑی ہوئی تھی۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۵۷)

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ سے نکل کر مقام "حزورہ" کے پاس کھڑے ہو گئے اور بڑی حسرت کے ساتھ "کعبہ" کو دیکھا اور فرمایا کہ اے شہر مکہ! تو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ پیارا ہے۔ اگر میری قوم مجھ کو تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت پذیر نہ ہوتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے ہی قرارداد ہو چکی تھی۔ وہ بھی اسی جگہ آ گئے اور اس خیال سے کہ کفار مکہ ہمارے قدموں کے نشان سے ہمارا راستہ پہچان کر ہمارا پیچھا نہ کریں پھر یہ بھی دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے نازک زخمی ہو گئے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا اور اس طرح خاردار جھاڑیوں اور نوک دار پتھروں والی پہاڑیوں کو روندتے ہوئے اسی رات "غارِ ثور" پہنچے۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۵۸)

* * *

واقعہ نمبر (۲۱۵)

غارِ ثور

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے خود غار میں داخل ہوئے اور اچھی طرح غار کی صفائی کی اور اپنے بدن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے تمام سوراخوں کو بند کیا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غار کے اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سوراخ کو اپنی ایڑی سے بند کر رکھا تھا۔ سوراخ کے اندر سے ایک سانپ نے بار بار یار غار کے پاؤں میں کاٹا مگر حضرت صدیق جاں نثار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خیال سے پاؤں نہیں ہٹایا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خوابِ راحت میں خلل نہ پڑ جائے مگر درد کی شدت سے یار غار کے آنسوؤں کی دھار کے چند قطرات سرور کائنات کے رخسار پر نثار ہو گئے۔ جس سے رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہو گئے اور اپنے یارِ غار کو روتا دیکھ کر بے قرار ہو گئے پوچھا ابوبکر! کیا ہوا؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس سے فوراً ہی سارا درد جاتا رہا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین رات اس غار میں رونق افروز رہے۔

* * *

واقعہ نمبر (۲۱۶)

جبل ثور

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوان فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ رات کو غار کے منہ پر سوتے اور صبح سویرے ہی مکہ چلے جاتے اور پتہ لگاتے کہ قریش کیا تدبیریں کر رہے ہیں؟ جو کچھ خبر ملتی شام کو آ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کر دیتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ رات گئے چراگاہ سے بکریاں لے کر غار کے پاس آ جاتے اور ان بکریوں کا دودھ دونوں عالم کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے یار غار پی لیتے تھے۔ (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۳۳۹)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو غار ثور میں تشریف فرما ہو گئے۔ اُدھر کاشانہ نبوت کا محاصرہ کرنے والے کفار جب صبح کو مکان میں داخل ہوئے تو بستر نبوت پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ظالموں نے تھوڑی دیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ گچھ کر کے آپ کو چھوڑ دیا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش و جستجو میں مکہ اور اطراف و جوانب کا چپہ چپہ چھان مارا۔ یہاں تک کہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار ثور تک پہنچ گئے مگر غار کے منہ پر اس وقت خداوندی حفاظت کا پہرہ لگا ہوا تھا۔ یعنی غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا اور کنارے پر کبوتری نے انڈے دے رکھے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر کفار قریش آپس میں کہنے لگے کہ اس غار میں کوئی انسان موجود ہوتا تو نہ مکڑی جالا تنتی نہ کبوتری یہاں انڈے دیتی۔ کفار کی آہٹ پا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ گھبرائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب ہمارے دشمن اس قدر قریب آ گئے ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں گے تو ہم کو دیکھ لیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

مت گھبراؤ! خدا ہمارے ساتھ ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پر سکون و اطمینان کا ایسا سکینہ اُتار دیا کہ وہ بالکل ہی بے خوف ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی وہ جاں نثاریاں ہیں جن کو دربار نبوت کے مشہور شاعر حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب کہا ہے کہ

وَثَانِیْ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِیْفِ وَقَدْ طَافَ الْعَدُوُّ بِہٖ اِذْ صَاعَدَ الْجَبَلَا

اور دو میں کے دوسرے (ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب کہ پہاڑ پر چڑھ کر بلند مرتبہ غار میں اس حال میں تھے کہ دشمن ان کے اردگرد چکر لگا رہا تھا۔

وَکَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَدْ عَلِمُوْا مِنَ الْخَلَائِقِ لَمْ یَعْدِلْ بِہٖ بَدَلًا

اور وہ (ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔ تمام مخلوق اس بات کو جانتی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو بھی ان کے برابر نہیں ٹھہرایا ہے (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۳۳۷)

بہر حال چوتھے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکم ربیع الاول دوشنبہ کے دن غار ثور سے باہر تشریف لائے۔ عبداللہ بن اریقط جس کو رہنمائی کے لئے کرایہ پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نوکر رکھ لیا تھا وہ قرارداد کے مطابق دو اونٹنیاں لے کر غار ثور پر حاضر تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور ایک اونٹنی پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے اور عبداللہ بن اُریقط آگے آگے پیدل چلنے لگا اور عام راستہ سے ہٹ کر ساحل سمندر کے غیر معروف راستوں سے سفر شروع کر دیا۔

واقعہ نمبر (۲۱۷)

سو اونٹ کا انعام

اُدھر اہل مکہ نے اشتہار دے دیا تھا کہ جو شخص محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو ایک سو اونٹ انعام ملے گا۔ اس گراں قدر انعام کے لالچ میں بہت سے لالچی لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش شروع کر دی اور کچھ لوگ تو منزلوں دور تک تعاقب میں گئے۔

اُمِ معبد کی بکری

دوسرے روز مقامِ قدید میں اُمِ معبد عاتکہ بنت خالد خزاعیہ کے مکان پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر ہوا۔ اُمِ معبد ایک ضعیفہ عورت تھی جو اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھی رہا کرتی تھی اور مسافروں کو کھانا پانی دیا کرتی تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے کچھ کھانا خریدنے کا قصد کیا مگر اس کے پاس کوئی چیز موجود نہ تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس کے خیمہ کے ایک جانب ایک بہت ہی لاغر بکری ہے۔ دریافت فرمایا کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ اُمِ معبد نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اجازت دو تو میں اس کا دودھ دوہ لوں۔ اُمِ معبد نے اجازت دے دی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "بسم اللہ" پڑھ کر جو اس کے تھن کو ہاتھ لگایا تو اس کا تھن دودھ سے بھر گیا اور اتنا دودھ نکلا کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور اُمِ معبد کے تمام برتن دودھ سے بھر گئے۔ یہ معجزہ دیکھ کر ام معبد اور ان کے خاوند دونوں مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۶۱)

واقعہ نمبر (۲۱۸)

شہنشاہ رسالت مدینہ میں

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد آمد کی خبر چونکہ مدینہ میں پہلے سے پہنچ چکی تھی اور عورتوں بچوں تک کی زبانوں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا چرچا تھا۔ اس لئے اہل مدینہ آپ کے دیدار کے لئے انتہائی مشتاق و بے قرار تھے۔ روزانہ صبح سے نکل نکل کر شہر کے باہر سراپا انتظار بن کر استقبال کے لئے تیار رہتے تھے اور جب دھوپ تیز ہو جاتی تو حسرت و افسوس کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاتے۔ ایک دن اپنے معمول کے مطابق اہل مدینہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ دیکھ کر واپس جا چکے تھے کہ ناگہاں ایک یہودی نے اپنے قلعہ سے دیکھا کہ تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری مدینہ کے قریب آن پہنچی ہے۔ اس نے بہ آواز بلند پکارا کہ اے مدینہ والو! لوتم جس کا روزانہ انتظار کرتے تھے وہ کاروانِ رحمت آ گیا۔ یہ سن کر تمام انصار بدن پر ہتھیار سجا کر اور وجد و شادمانی سے بے قرار ہو کر دونوں عالم کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استقبال کرنے کے لئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور نعرہ تکبیر کی آوازوں سے تمام شہر گونج اُٹھا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۶۳ وغیرہ)

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر جہاں آج "مسجد قبا" بنی ہوئی ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے اور قبیلۂ عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں تشریف فرما ہوئے۔ اہل خاندان نے اس فخر و شرف پر کہ دونوں عالم کے میزبان ان کے مہمان بنے اللہ اکبر کا پر جوش نعرہ مارا۔ چاروں طرف سے انصار جوشِ مسرت میں آتے اور بارگاہ رسالت میں صلاۃ و سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کرتے۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے وہ لوگ بھی اس مکان میں ٹھہرے

ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حکم نبوی کے مطابق قریش کی امانتیں واپس لوٹا کر تیسرے دن مکہ سے چل پڑے تھے وہ بھی مدینہ آ گئے اور اسی مکان میں قیام فرمایا اور حضرتِ کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خاندان والے ان تمام مقدس مہمانوں کی مہمان نوازی میں دن رات مصروف رہنے لگے۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۶۳ و بخاری ج ۱ ص ۵۶۰)

اللہ اکبر! عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سید الاولیاء اور صالحین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نورانی اجتماع سے ایسا سماں بندھ گیا ہوگا کہ غالباً چاند، سورج اور ستارے حیرت کے ساتھ اس مجمع کو دیکھ کر زبانِ حال سے کہتے ہوں گے کہ یہ فیصلہ مشکل ہے کہ آج انجمن آسمان زیادہ روشن ہے یا حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان؟ اور شاید خاندان عمرو بن عوف کا بچہ بچہ جوشِ مسرت سے مسکرا مسکرا کر زبانِ حال سے یہ نغمہ گاتا ہوگا کہ

اُن کے قدم پہ میں نثار جن کے قدوم ناز نے
اُجڑے ہوئے دیار کو رشک چمن بنا دیا

* * *

کونین کو ہے ناز تیری ذاتِ پاک پر
احسان مند ہیں تیری ہستی کے شش جہات

پژمردہ صورتوں کو ملی تجھ سے زندگی
نقطہ وروں کو سہل ہوئیں تجھ سے مشکلات

واقعہ نمبر (۲۱۹)

سفر و حضر میں جمال نبوت کی تجلیاں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح کمال سیرت میں تمام اولین و آخرین سے ممتاز اور افضل و اعلیٰ بنایا اسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمالِ صورت میں بھی بے مثل و بے مثال پیدا فرمایا۔ ہم اور آپ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ بے مثال کو بھلا کیا سمجھ سکتے ہیں؟ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو دن رات سفر و حضر میں جمال نبوت کی تجلیاں دیکھتے رہے انہوں نے محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمالِ بے مثال کے فضل و کمال کی جو مصوری کی ہے اس کو سن کر یہی کہنا پڑتا ہے جو کسی مداحِ رسول نے کیا خوب کہا ہے کہ

اَبَدًا وَّعِلْمِیْ اَنَّہٗ لَایَخْلُقٗ   لَمْ یَخْلُقِ الرَّحْمٰنُ مِثْلَ مُحَمَّدٍ

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل پیدا فرمایا ہی نہیں اور میں یہی جانتا ہوں کہ وہ کبھی نہ پیدا کرے گا۔ (حیاۃ الحیوان دمیری ج ۱ ص ۴۲)

صحابی رسول اور تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درباری شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قصیدۂ ہمزیہ میں جمال نبوت کی شان بے مثال کو اس شان کے ساتھ بیان فرمایا کہ

وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ   وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ !

یعنی یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ سے زیادہ حسن و جمال والا میری آنکھ نے کبھی کسی کو دیکھا ہی نہیں اور آپ سے زیادہ کمال والا کسی عورت نے جنا ہی نہیں۔

کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ   خُلِقْتَ مُبَرَّئً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ !

(یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ ہر عیب و نقصان سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا آپ ایسے ہی پیدا کئے گئے جیسے حسین و جمیل پیدا ہونا چاہتے تھے۔

حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے قصیدۂ بردہ میں فرمایا کہ

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِيْ مَحَاسِنِهٖ فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

یعنی حضرت محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی خوبیوں میں ایسے یکتا ہیں کہ اس معاملہ میں ان کا کوئی شریک ہی نہیں ہے۔ کیونکہ ان میں جو حسن کا جوہر ہے وہ قابل تقسیم ہی نہیں۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب قبلہ بریلوی قدس سرہ العزیز نے بھی اس مضمون کی عکاسی فرماتے ہوئے کتنے نفیس انداز میں فرمایا ہے کہ

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن و ادا کی قسم

بہر حال اس پر تمام امت کا ایمان ہے کہ تناسبِ اعضاء اور حسن و جمال میں حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے مثل و بے مثال ہیں۔ چنانچہ حضرات محدثین و مصنفین سیرت نے روایات صحیحہ کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر ہر عضو شریفہ کے تناسب اور حسن و جمال کو بیان کیا ہے۔

* * *

واقعہ نمبر (۲۲۰)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جسم اطہر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا رنگ گورا سپید تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کا مقدس بدن چاندی سے ڈھال کر بنایا گیا ہے۔ (شمائل ترمذی ص ۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم مبارک نہایت نرم و نازک تھا۔ میں نے دیبا و حریر (ریشمیں کپڑوں) کو بھی آپ کے بدن سے زیادہ نرم و نازک نہیں دیکھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو سے

زیادہ اچھی کبھی کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۰۳ باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرۂ انور اس طرح چمک اٹھتا تھا کہ گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور ہم لوگ اسی کیفیت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شادمانی و مسرت کو پہچان لیتے تھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۲ باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

آپ کے رُخِ انور پر پسینہ کے قطرات موتیوں کی طرح ڈھلکتے تھے اور اس میں مشک و عنبر سے بڑھ کر خوشبو رہتی تھی۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت بی بی اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک چمڑے کا بستر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بچھا دیتی تھیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر دوپہر کو قیلولہ فرمایا کرتے تھے تو آپ کے جسم اطہر کے پسینے کو وہ ایک شیشی میں جمع فرمالیتی تھیں پھر اس کو اپنی خوشبو میں ملالیا کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میری وفات کے بعد میرے بدن اور کفن میں وہی خوشبو لگائی جائے جس میں حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا پسینہ ملا ہوا ہے۔

(بخاری ج ۲ ص ۹۲۹ باب من زار قوماً فقال عندہم و بخاری ج ۱ ص ۳۶۵ حدیث الافک)

* * *

ظلمت کدوں میں نور کے چشمے ابل پڑے
رحمت سے تیری ٹل گئی ظلم و ستم کی رات
تاروں کو ضو فشانیاں تجھ سے ہوئیں نصیب
پھولوں کی نازکی پہ تیری چشمِ التفات

واقعہ نمبر (۲۲۱)

جسم انور کا سایہ نہ تھا

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قد مبارک کا سایہ نہ تھا۔ حکیم ترمذی (متوفی ۲۵۵ ھ) نے اپنی کتاب "نوادر الاصول" میں حضرت ذکوان تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا تھا۔ امام ابن سبع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور آپ نور تھے اس لئے جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی شاہد وہ حدیث ہے جس میں آپ کی اس دعا کا ذکر ہے کہ آپ نے یہ دعا مانگی کہ خداوندا! تو میرے تمام اعضاء کو نور بنادے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اس دعا کو اس قول پر ختم فرمایا کہ وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا یعنی یا اللہ! تو مجھ کو سراپا نور بنادے۔ ظاہر ہے کہ جب آپ سراپا نور تھے تو پھر آپ کا سایہ کہاں سے پڑتا؟

اسی طرح عبداللہ بن مبارک اور ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔ (زرقانی ج ۵ ص ۲۴۹)

* * *

ہر شے میں زندگی کی کرن تیری ذات سے
افشا یہ راز کر گئی معراج کی وہ رات

واقعہ نمبر (۲۲۲)

مکھی، مچھر، جوؤں سے محفوظ

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کو نقل فرمایا ہے اور علامہ حجازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ سے بھی یہی منقول ہے کہ بدن تو بدن، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑوں پر بھی کبھی مکھی نہیں بیٹھی، نہ کپڑوں میں کبھی جوئیں پڑیں، نہ کبھی کھٹمل یا مچھر نے آپ کو کاٹا، اس مضمون کو ابو الربیع سلیمان بن سبع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب شفاء الصدور فی اعلام نبوۃ الرسول میں بیان فرماتے ہوئے تحریر فرمایا کہ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور تھے۔ پھر مکھیوں کی آمد، جوؤں کا پیدا ہونا چونکہ گندگی بدبو وغیرہ کی وجہ سے ہوا کرتا ہے اور آپ چونکہ ہر قسم کی گندگیوں سے پاک اور آپ کا جسم اطہر خوشبودار تھا اس لئے آپ ان چیزوں سے محفوظ رہے۔ امام سبتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اس مضمون کو اعظم الموارد میں مفصل لکھا ہے۔ (زرقانی ج ۵ ص ۲۴۹)

* * *

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

واقعہ نمبر (۲۲۳)

مہر نبوت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت تھی۔ یہ بظاہر سرخی مائل اُبھرا ہوا گوشت تھا۔ چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت کو دیکھا جو کبوتر کے انڈے کی مقدار میں سرخ اُبھرا ہوا ایک غدود تھا۔ (شمائل ترمذی ص ۳ و ترمذی ج ۲ ص ۲۰۵)

لیکن ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مہر نبوت کبوتر کے انڈے کے برابر تھی اور اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی کہ

اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ بِوَجْہٖ حَیْثُ کُنْتَ فَاِنَّکَ مَنْصُوْرٌ

یعنی ایک اللہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں (اے رسول!) آپ جہاں بھی رہیں گے آپ کی مدد کی جائے گی اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ

کَانَ نُوْرًا یَتَلَأْلَأُ

یعنی مہر نبوت ایک چمکتا ہوا نور تھا۔ راویوں نے اس کی ظاہری شکل وصورت اور مقدار کو کبوتر کے انڈے سے تشبیہ دی ہے۔ (حاشیہ ترمذی ج ۲ ص ۲۰۵ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ بہت زیادہ لمبے تھے نہ پستہ قد بلکہ آپ درمیانی قد والے تھے اور آپ کا مقدس بدن انتہائی خوب صورت تھا جب چلتے تھے تو کچھ خمیدہ ہو کر چلتے تھے۔ (شمائل ترمذی ص ۱)

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ طویل القامت تھے نہ پستہ قد بلکہ آپ میانہ قد تھے۔ بوقت رفتار ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا

آپ کسی بلندی سے اتر رہے ہیں۔ میں نے آپ کا مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد۔ (شمائل ترمذی ص۱)

اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اتفاق ہے کہ آپ میانہ قد تھے لیکن یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معجزانہ شان ہے کہ میانہ قد ہونے کے باوجود اگر آپ ہزاروں انسانوں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تھے تو آپ کا سر مبارک سب سے زیادہ اونچا نظر آتا تھا۔

ظل ممدود رافت پہ لاکھوں سلام
قد بے سایہ کے سایہ مرحمت
اُس سہی سروِ قامت پہ لاکھوں سلام
طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں
اُس سر تاج رفعت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے سر سروراں خم رہیں

* * *

شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب

واقعہ نمبر (۲۲۴)

موئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک نہ گھونگھر دار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ ان دونوں کیفیتوں کے درمیان تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس بال پہلے کانوں کی لو تک تھے پھر شانوں تک خوبصورت گیسو لٹکتے رہتے تھے مگر حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے اپنے بالوں کو اتروا دیا۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قبلہ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے مقدس بالوں کی ان تینوں صورتوں کو اپنے دو شعروں میں بہت ہی نفیس ولطیف انداز میں بیان فرمایا ہے کہ

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش — کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو
آخرِ حج غمِ اُمت میں پریشاں ہو کر — تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر بالوں میں تیل بھی ڈالتے تھے اور کبھی کبھی کنگھی بھی کرتے تھے اور اخیر زمانہ میں بیچ سر میں مانگ بھی نکالتے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس بال آخر عمر تک سیاہ رہے، سر اور داڑھی شریف میں بیس بالوں سے زیادہ سفید نہیں ہوئے تھے۔ (شمائل ترمذی ص ۴-۵)

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جب اپنے مقدس بال اتروائے تو وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بطور تبرک تقسیم ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہایت ہی عقیدت کے ساتھ اس موئے مبارک کو اپنے پاس محفوظ رکھا اور اس کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

حضرت بی بی اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان مقدس بالوں کو ایک شیشی میں رکھ لیا تھا جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کوئی مرض ہوتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس شیشی

کو پانی میں ڈبو کر دیتی تھیں اور اس پانی سے شفاء حاصل ہوتی تھی۔

(بخاری ج ۲ ص ۸۷۵ باب مایذکر فی الشیب)

لکۂ ابر رأفت پہ لاکھوں سلام　　وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا

* * *

تیرے ہوتے جنم لیا ہوتا"
تیرے قدموں میں مر گیا ہوتا

کاش! ہوتا غریب یثرب کا
صرف تیرا ہی آسرا ہوتا

ڈھونڈتے سب جہان والے مجھ کو
میں مدینے میں کھو چکا ہوتا

باغِ جنت ہے گھر سے ممبر تک
کاش! میں ہی وہ راستہ ہوتا

تو ہی مجھ کو لگاتا سینے سے
تیری چوکھٹ پہ جب گرا ہوتا

واقعہ نمبر (۲۲۵)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور چاند سے زیادہ روشن تھا

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ منور جمالِ الٰہی کا آئینہ اور انوارِ تجلی کا مظہر تھا۔ نہایت ہی وجیہ، پرگوشت اور کسی قدر گولائی لئے ہوئے تھا۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ چاندنی رات میں دیکھا میں ایک مرتبہ چاند کی طرف دیکھتا اور ایک مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھتا تو مجھے آپ کا چہرہ چاند سے بھی زیادہ خوبصورت نظر آتا تھا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ (چمک دمک میں) تلوار کی مانند تھا؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ چاند کے مثل تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ مبارکہ کو بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ

مَنْ رَاٰہُ بَدِیْھَۃً ھَابَہٗ وَمَنْ خَالَطَہٗ مَعْرِفَۃً اَحَبَّہٗ (شمائل ترمذی ص ۲)

جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اچانک دیکھتا وہ آپ کے رعب داب سے ڈر جاتا اور پہچاننے کے بعد آپ سے ملتا وہ آپ سے محبت کرنے لگتا تھا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انسانوں سے بڑھ کر خوبرو اور سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۲ باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے چہرۂ انور کے بارے میں یہ کہا: فَلَمَّا تَبَیَّنْتُ وَجْھَہٗ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْھَہٗ لَیْسَ بِوَجْہِ کَذَّابٍ یعنی میں نے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو بغور دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ آپ کا چہرہ کسی

جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۸ باب فضل الصدقہ)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب کہا کہ

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود　　نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے　　اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

عربی زبان میں بھی کسی مداح رسول نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رخ انور کے حسن و جمال کا کتنا حسین منظر اور کتنی بہترین تشریح پیش کی ہے

نَبِیُّ جَمَالٍ كُلُّ مَا فِیْهِ مُعْجِزٌ مِنَ　　اَلْحُسْنِ لٰكِنْ وَجْهُهٗ الْاٰیَةُ الْكُبْرٰی
یُنَادِیْ بَلَالُ الْخَالِ فِیْ صَحْنِ خَدِّهٖ　　یُطَالِعُ مِنْ لَاْ لَاۤئِ غُرَّتِهِ الْفَجْرَا

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسن و جمال کے بھی نبی ہیں، یوں تو ان کی ہر ہر چیز حسن کا معجزہ ہے لیکن خاص کر ان کا چہرہ تو آیت کبریٰ (بہت ہی بڑا معجزہ) ہے۔ ان کے رخسار کے صحن میں ان کے تل کا بلال ان کی روشن پیشانی کی چمک سے صبح صادق کو دیکھ کر اذان کہا کرتا تھا۔

* * *

اپنے دل و نگاہ کے آئینے صاف رکھ
گر دیکھنے کی چاہ ہے تجھ کو نبی کی ذات

کن الجھنوں میں پڑ گیا واعظ خدا سے ڈر
بالا ہے تیری سوچ سے سرکار کی حیات

واقعہ نمبر (۲۲۶)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دائیں بائیں آگے پیچھے یکساں دیکھتے

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمان مبارک بڑی بڑی اور قدرتی طور پر سرگیں تھیں۔ پلکیں گھنی اور دراز تھیں۔ پتلی کی سیاہی خوب سیاہ اور آنکھ کی سفیدی خوب سفید تھی جن میں باریک باریک سرخ ڈورے تھے۔ (شمائل ترمذی ص ۲ ودلائل النبوۃ ص ۵۴)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس آنکھوں کا یہ اعجاز ہے کہ آپ بہ یک وقت آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے، دن رات، اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھا کرتے تھے۔ (زرقانی علی المواہب ج ۵ ص ۲۴۶ وخصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۱)

چنانچہ بخاری ومسلم کی روایات میں آیا ہے کہ

اَقِیْمُوا الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللہِ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ بَعْدِیْ
(مشکوٰۃ ص ۸۲ باب الرکوع)

یعنی اے لوگو! تم رکوع وسجود کو درست طریقے سے ادا کرو کیونکہ خدا کی قسم! میں تم لوگوں کو اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں۔

صاحب مرقاۃ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ

وَھِیَ مِنَ الْخَوَارِقِ الَّتِیْ اُعْطِیَھَا عَلَیْہِ السَّلَام (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۸۲ باب الرکوع)

یعنی یہ باب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان معجزات میں سے ہے جو آپ کو عطا کئے گئے ہیں۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں کا دیکھنا محسوسات ہی تک محدود نہیں تھا بلکہ آپ غیر مرئی وغیر محسوس چیزوں کو بھی جو آنکھوں سے دیکھنے کے لائق ہی نہیں ہیں دیکھ لیا کرتے

تھے۔ چنانچہ بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ وَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا خُشُوْعُکُمْ (بخاری ج ۱ ص ۵۹)

یعنی خدا کی قسم! تمہارا رکوع و خشوع میری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ سبحان اللہ! پیارے مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانی آنکھوں کے اعجاز کا کیا کہنا؟ کہ پیٹھ کے پیچھے سے نمازیوں کے رکوع بلکہ ان کے خشوع کو بھی دیکھ رہے ہیں۔

"خشوع" کیا چیز ہے؟ خشوع دل میں خوف اور عاجزی کی ایک کیفیت کا نام ہے جو آنکھ سے دیکھنے کی چیز ہی نہیں ہے مگر نگاہ نبوت کا یہ معجزہ دیکھو کہ ایسی چیز کو بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا جو آنکھ سے دیکھنے کے قابل ہی نہیں ہے۔ سبحان اللہ! چشمانِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعجاز کی شان کا کیا کوئی بیان کر سکتا ہے؟ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب قبلہ بریلوی قدس سرہٗ نے کیا خوب فرمایا

دھوم "والنجم" میں ہے آپ کی بینائی کی
شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
بس قسم کھایئے امی تری دانائی کی
فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر

* * *

واقعہ نمبر (۲۲۷)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دور و نزدیک سے سماعت فرماتے

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمع و بصر کی قوت بے مثال اور معجزانہ شان رکھتی تھی۔ کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دور و نزدیک کی آوازوں کو یکساں طور پر سن لیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے حلیف بنی خزاعہ نے، جیسا کہ فتح مکہ کے بیان میں آپ پڑھ چکے ہیں، تین دن کی مسافت سے آپ کو اپنی امداد و نصرت کے لئے پکارا تو آپ نے ان کی فریاد سن لی۔ علامہ زرقانی نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ لَا بُعْدَ فِیْ سَمَاعِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ کَانَ یَسْمَعُ اَطِیْطَ السَّمَآءِ یعنی اگر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین دن کی مسافت سے ایک فریادی کی فریاد سن لی تو یہ آپ سے کوئی بعید نہیں ہے کیونکہ آپ تو زمین پر بیٹھے ہوئے آسمانوں کی چرچراہٹ کو سن لیا کرتے تھے بلکہ عرش کے نیچے چاند کے سجدہ میں گرنے کی آواز کو بھی سن لیا کرتے تھے۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۵۳ وحاشیہ الدولۃ المکیۃ ص ۱۸۰)

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

* * *

واقعہ نمبر (۲۲۸)

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکراتے تو اندھیروں میں اجالا ہو جاتا

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رخسار نرم و نازک اور ہموار تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منہ فراخ، دانت کشادہ اور روشن تھے۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو آپ کے دونوں اگلے دانتوں کے درمیان سے ایک نور نکلتا تھا اور جب کبھی اندھیرے میں آپ مسکرا دیتے تو دندانِ مبارک کی چمک سے روشنی ہو جاتی تھی۔ (شمائل ترمذی ص ۲ و خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۴)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی جمائی نہیں آئی اور یہ تمام انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے کہ ان کو کبھی جمائی نہیں آتی کیونکہ جمائی شیطان کی طرف سے ہوا کرتی ہے اور حضرات انبیاء علیہم السلام شیطان کے تسلط سے محفوظ و معصوم ہیں۔

(زرقانی ج ۵ ص ۲۴۸)

چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام　　وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا

* * *

واقعہ نمبر (۲۲۹)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعابِ دہن ہر مریض کیلئے شفاء

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعابِ دہن (تھوک) زخمیوں اور بیماریوں کے لئے شفاء اور زہروں کے لئے تریاقِ اعظم تھا۔ چنانچہ آپ معجزات کے بیان میں پڑھیں گے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں غار ثور کے اندر سانپ نے کاٹا۔ اس کا زہر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعابِ دہن سے اتر گیا اور زخم اچھا ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آشوبِ چشم کے لئے یہ لعابِ دہن "شفاء العین" بن گیا۔ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں جنگ بدر کے دن تیر لگا اور پھٹ گئی مگر

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعاب دہن سے ایسی شفا حاصل ہوئی کہ درد بھی جاتا رہا اور آنکھ کی روشنی بھی برقرار رہی۔ (زاد المعاد غزوہ بدر)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر تیر لگا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیا فوراً ہی خون بند ہو گیا اور پھر زندگی بھر ان کو کبھی تیر و تلوار کا زخم نہ لگا۔ (اصابہ تذکرہ ابو قتادہ)

شفاء کے علاوہ اور بھی لعاب دہن سے بڑی بڑی معجزانہ برکات کا ظہور ہوا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں ایک کنواں تھا۔ آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا تو اس کا پانی اتنا شیریں ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے بڑھ کر کوئی شیریں کنواں نہ تھا۔ (زرقانی ج ۵ ص ۲۴۶)

امام بیہقی نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عاشوراء کے دن دودھ پیتے بچوں کو بلاتے تھے اور ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیتے تھے۔ اور ان کی ماؤں کو حکم دیتے تھے کہ وہ رات تک اپنے بچوں کو دودھ نہ پلائیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہی لعاب دہن ان بچوں کو اس قدر شکم سیر اور سیراب کر دیتا تھا کہ ان بچوں کو دن بھر نہ بھوک لگتی تھی نہ پیاس۔ (زرقانی ج ۵ ص ۲۴۶)

اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جاں بنے

* * *

واقعہ نمبر (۲۳۰)

دست اقدس کی برکتیں

جس شخص سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مصافحہ فرماتے وہ دن بھر اپنے ہاتھوں کو خوشبودار پاتا۔ جس بچے کے سر پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا دست اقدس پھرا دیتے تھے وہ خوشبو میں تمام بچوں سے ممتاز ہوتا۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر ادا کی پھر آپ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ ہی نکلا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر چھوٹے چھوٹے بچے آپ کی طرف دوڑ پڑے تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر اپنا دستِ رحمت پھیرنے لگے میں سامنے آیا تو میرے رخسار پر بھی آپ نے اپنا دستِ مبارک لگا دیا تو میں نے اپنے گالوں پر آپ کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک محسوس کی اور ایسی خوشبو آئی کہ گویا آپ نے اپنا ہاتھ کسی عطر فروش کی صندوقچی میں سے نکالا ہے۔

(مسلم ج ۲ ص ۲۵۶ باب طیب ریحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

* * *

انکی محبتوں کا گزر ہے خیال میں
یونہی نہیں ہیں آس کی ایسی نگارشات

واقعہ نمبر (۲۳۱)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چلنے میں تواضع وانکساری

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چلنے میں بہت ہی وقار و تواضع کے ساتھ قدم شریف کو زمین پر رکھتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ چلنے میں میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا گویا زمین آپ کے لئے لپیٹی جاتی تھی۔ ہم لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ دوڑا کرتے تھے اور تیز چلنے سے مشقت میں پڑ جاتے تھے مگر آپ نہایت ہی وقار و سکون کے ساتھ چلتے رہتے تھے مگر پھر بھی ہم سب لوگوں سے آپ آگے ہی رہتے تھے۔ (شمائل ترمذی ص ۲ وغیرہ)

شمع راہ اصابت پہ لاکھوں سلام ساقِ اصل قدم شاخ نخل کرم
اُس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام کھائی قرآن نے خاکِ گزر کی قسم

* * *

واقعہ نمبر (۲۳۲)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کی خوشبو

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوشبو بہت زیادہ پسند تھی آپ ہمیشہ عطر کا استعمال فرمایا کرتے تھے حالانکہ خود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے ایسی خوشبو نکلتی تھی کہ جس گلی میں سے آپ گزر جاتے تھے وہ گلی معطر ہو جاتی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مردوں کی خوشبو ایسی ہونی چاہیے کہ خوشبو پھیلے اور رنگ نظر نہ آئے اور عورتوں کے لئے وہ خوشبو بہتر ہے کہ وہ خوشبو نہ پھیلے اور رنگ نظر آئے۔ کوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس خوشبو بھیجتا تو آپ کبھی رد نہ فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ خوشبو کے تحفہ کو رد مت کرو کیونکہ یہ جنت سے نکلی ہوئی ہے۔ (شمائل ترمذی ص ۱۵)

واقعہ نمبر (۲۳۳)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صبر وقناعت

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زندگی چونکہ بالکل ہی زاہدانہ اور صبر وقناعت کا مکمل نمونہ تھی اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی لذیذ اور پر تکلف کھانوں کی خواہش ہی نہیں فرماتے تھے یہاں تک کہ کبھی آپ نے چپاتی نہیں کھائی پھر بھی بعض کھانے آپ کو بہت پسند تھے جن کو بڑی رغبت کے ساتھ آپ تناول فرماتے تھے۔ مثلاً عرب میں ایک کھانا ہوتا ہے جو "حیس" کہلاتا ہے یہ گھی، پنیر اور کھجور ملا کر پکایا جاتا ہے اس کو آپ بڑی رغبت کے ساتھ کھاتے تھے۔

جو کی موٹی موٹی روٹیاں اکثر غذا میں استعمال فرماتے، سالنوں میں گوشت، سرکہ، شہد، روغن زیتون، کدو خصوصیت کے ساتھ مرغوب تھے۔ گوشت میں کدو پڑا ہوتا تو پیالہ میں سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے کھاتے تھے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکری، دنبہ، بھیڑ، اونٹ، گورخر، خرگوش، مرغ، بٹیر، مچھلی کا گوشت کھایا ہے۔ اسی طرح کھجور اور ستو بھی بکثرت تناول فرماتے تھے۔ تربوز کو کھجور کے ساتھ ملا کر، کھجور کے ساتھ ککڑی ملا کر، روٹی کے ساتھ کھجور بھی کبھی کبھی تناول فرمایا کرتے تھے۔ انگور، انار وغیرہ پھل فروٹ بھی کھایا کرتے تھے۔

ٹھنڈا پانی بہت مرغوب تھا دودھ میں کبھی پانی ملا کر اور کبھی خالص دودھ نوش فرماتے کبھی کشمش اور کھجور پانی میں ملا کر اس کا رس پیتے تھے جو کچھ پیتے تین سانس میں نوش فرماتے۔

ٹیبل (میز) پر کبھی کھانا تناول نہیں فرمایا، ہمیشہ کپڑے یا چمڑے کے دستر خوان پر کھانا کھاتے، مسند یا تکیہ پر ٹیک لگا کر یا لیٹ کر کبھی کچھ نہ کھاتے نہ اس کو پسند فرماتے۔

کھانا صرف انگلیوں سے تناول فرماتے چمچہ کانٹا وغیرہ سے کھانا پسند نہیں فرماتے تھے۔ ہاں ابلے ہوئے گوشت کو کبھی کبھی چھری سے کاٹ کاٹ کر بھی کھاتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

* * *

واقعہ نمبر (۲۳۴)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روزمرہ کے معمولات

احادیثِ کریمہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دن رات کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک خدا عزوجل کی عبادت کے لئے، دوسرا عام مخلوق کے لئے، تیسرا اپنی ذات کے لئے۔

عام طور پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد آپ اپنے مصلٰی پر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ آفتاب خوب بلند ہو جاتا۔ عام لوگوں سے ملاقات کا یہی خاص وقت تھا لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے اور اپنی حاجات وضروریات کو آپ کی بارگاہ میں پیش کرتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی ضروریات کو پوری فرماتے اور لوگوں کو مسائل واحکام اسلام کی تعلیم وتلقین فرماتے اپنے اور لوگوں کے خوابوں کی تعبیر بیان فرماتے۔ اس کے بعد مختلف قسم کی گفتگو فرماتے کبھی کبھی لوگ زمانہ جاہلیت کی باتوں اور رسموں کا تذکرہ کرتے اور ہنستے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مسکرا دیتے کبھی کبھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کو اشعار بھی سناتے۔

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۰۶ باب الضحک) (ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱۸ باب فی الرجل یجلس متربعاً)

اکثر اسی وقت میں مال غنیمت اور وظائف کی تقسیم بھی فرماتے۔ جب سورج خوب بلند ہو جاتا تو کبھی چار رکعت کبھی آٹھ رکعت نماز چاشت ادا فرماتے پھر ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور گھریلو ضروریات کے بندوبست میں مصروف ہو جاتے اور گھر کے کام کاج میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ

عنہن کی مدد فرماتے۔ (بخاری ج ۱ ص ۹۳ باب من کان فی حاجۃ اہلہ)

نماز عصر کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو شرفِ ملاقات سے سرفراز فرماتے اور سب کے حجروں میں تھوڑی دیر ٹھہر کر کچھ گفتگو فرماتے پھر جس کی باری ہوتی وہیں رات بسر فرماتے، تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن وہیں جمع ہو جاتیں، عشاء تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے بات چیت فرماتے رہتے پھر نماز عشاء کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے اور مسجد سے واپس آ کر آرام فرماتے اور عشاء کے بعد بات چیت کو ناپسند فرماتے۔

(مسلم ج ۱ ص ۴۷۲ باب القسم بین الزوجات)

* * *

واقعہ نمبر (۲۳۵)

دربارِ نبوت

حضور تاجدارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دربار سلاطین اور بادشاہوں جیسا دربار نہ تھا۔ یہ دربار تخت و تاج، نقیب و دربان، پہرہ دار اور باڈی گارڈ وغیرہ کے تکلفات سے قطعاً بے نیاز تھا۔ مسجد نبوی کے صحن میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک چھوٹا سا مٹی کا چبوترہ بنا دیا تھا یہی تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ تخت شاہی تھا جس پر ایک چٹائی بچھا کر دونوں عالم کے تاجدار اور شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے تھے مگر اس سادگی کے باوجود جلالِ نبوت سے ہر شخص اس دربار میں پیکر تصویر نظر آتا تھا۔ بخاری شریف وغیرہ کی روایات میں آیا ہے کہ لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں بیٹھتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں کوئی ذرا جنبش نہیں کرتا تھا۔ (بخاری ج ۱ ص ۳۹۸)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اس دربار میں سب سے پہلے اہل حاجت کی

طرف توجہ فرماتے اور سب کی درخواستوں کو سن کر ان کی حاجت روائی فرماتے۔ قبائل کے نمائندوں سے ملاقاتیں فرماتے تمام حاضرین کمال ادب سے سر جھکائے رہتے اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے تو مجلس پر سناٹا چھا جاتا اور سب لوگ ہمہ تن گوش ہو کر شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان نبوت کو سنتے۔

(بخاری ج ۱ ص ۳۸۰ شروط فی الجہاد)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں آنے والوں کے لئے کوئی روک ٹوک نہیں تھی امیر و فقیر شہری اور بدوی سب قسم کے لوگ حاضر دربار ہوتے اور اپنے اپنے لہجوں میں سوال و جواب کرتے کوئی شخص اگر بولتا تو خواہ وہ کتنا ہی غریب و مسکین کیوں نہ ہو مگر دوسرا شخص اگرچہ وہ کتنا ہی بڑا امیر کبیر ہو اس کی بات کاٹ کر بول نہیں سکتا تھا۔ سبحان اللہ!

جو لوگ سوال و جواب میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کمال حلم سے برداشت فرماتے اور سب کو مسائل و احکام اسلام کی تعلیم و تلقین اور مواعظ و نصائح فرماتے رہتے اور اپنے مخصوص اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ بھی فرماتے رہتے اور صلح و جنگ اور امت کے نظام و انتظام کے بارے میں ضروری احکام بھی صادر فرمایا کرتے تھے۔ اسی دربار میں آپ مقدمات کا فیصلہ بھی فرماتے تھے۔

* * *

یا شفیع امم للہ کر دو کرم شالا و سدار ہوے تیرا سوہنا حرم
ہم غلاموں کا رکھنا خدارا بھرم شالا و سدار ہے تیرا سوہنا حرم

واقعہ نمبر(۲۳۶)

تاجدارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خطبات

نبی و رسول چونکہ دین کے داعی اور شریعت وملت کے مبلغ ہوتے ہیں اور تعلیم شریعت اور تلقین دین کا بہترین ذریعہ خطبہ اور وعظ ہی ہے اس لئے ہر نبی و رسول کا خطبہ اور واعظ ہونا ضروریات ولوازمِ نبوت میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی رسالت سے سرفراز فرما کر فرعون کے پاس بھیجا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت یہ دعا مانگی کہ

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ ۝ وَاحْلُلْ
عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ (طٰہٰ)

اے میرے رب میرا سینہ کھول دے میرے لئے میرا کام آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ لوگ میری بات سمجھیں۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چونکہ تمام رسولوں کے سردار اور سب نبیوں کے خاتم ہیں اس لئے خداوند قدوس نے آپ کو خطابت وتقریر میں ایسا بے مثال کمال عطا فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افصح العرب (تمام عرب میں سب سے بڑھ کر فصیح) ہوئے اور آپ کو جوامع الکلم کا معجزہ بخشا گیا کہ آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ میں معانی ومطالب کا سمندر موجیں مارتا ہوا نظر آتا تھا اور آپ کے جوشِ تکلم کی تاثرات سے سامعین کے دلوں کی دنیا میں انقلابِ عظیم پیدا ہو جاتا تھا۔

چنانچہ جمعہ وعیدین کے خطبوں کے سوا سینکڑوں مواقع پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے ایسے فصیح وبلیغ خطبات اور موثر مواعظ ارشاد فرمائے کہ فصحاء عرب حیران رہ گئے اور ان خطبوں کے اثرات وتاثیرات سے بڑے بڑے سنگدلوں کے دل موم کی طرح

پگھل گئے اور دم زدن میں ان کے قلوب کی دنیا ہی بدل گئی۔

چونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختلف حیثیتوں کے جامع تھے اس لئے آپ کی یہ مختلف حیثیات آپ کے خطبات کے طرز بیان پر اثر انداز ہوا کرتی تھیں۔ آپ ایک دین کے داعی بھی تھے، فاتح بھی تھے، امیر لشکر بھی تھے، مصلح قوم بھی تھے، فرماں روا بھی تھے، اس لئے ان حیثیتوں کے لحاظ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خطبات میں قسم قسم کا زور بیان اور طرح طرح کا جوشِ کلام ہوا کرتا تھا۔ جوشِ بیان کا یہ عالم تھا کہ بسا اوقات خطبہ کے دوران میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں سرخ اور آواز بہت ہی بلند ہو جاتی تھی اور جلالِ نبوت کے جذبات سے آپ کے چہرۂ انور پر غضب کے آثار نمودار ہو جاتے تھے بار بار انگلیوں کو اٹھا اٹھا کر اشارہ فرماتے تھے گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کسی لشکر کو للکار رہے ہیں۔ (مسلم جلد ا ص ۲۸۴ کتاب الجمعہ)

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پر جوش خطبہ اور تقریر کے جوش و خروش کی بہترین تصویر کھینچتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ دیتے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ خداوند جبار آسمانوں اور زمین کو اپنے ہاتھ میں لے لے گا، پھر فرمائے گا کہ میں جبار ہوں، میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں جبار لوگ؟ کدھر ہیں متکبرین؟ یہ فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی مٹھی بند کر لیتے کبھی مٹھی کھول دیتے اور آپ کا جسم اقدس (جوش میں) کبھی دائیں کبھی بائیں جھک جھک جاتا یہاں تک کہ میں نے یہ دیکھا کہ منبر کا نچلا حصہ بھی اس قدر ہل رہا تھا کہ میں (اپنے دل میں) یہ کہنے لگا کہ کہیں یہ منبر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے کر گر تو نہیں پڑے گا۔ (ابن ماجہ ص ۳۲۶ ذکر البعث)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبر پر، زمین پر، اُونٹ کی پیٹھ پر کھڑے ہو کر جیسا موقع پیش آیا خطبہ دیا ہے۔ کبھی کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طویل خطبات بھی

دیئے لیکن عام طور پر آپ کے خطبات بہت مختصر مگر جامع ہوتے تھے۔

میدانِ جنگ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کمان پر ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے اور مسجدوں میں جمعہ کا خطبہ پڑھتے وقت دستِ مبارک میں "عصا" ہوتا تھا۔

(ابن ماجہ ص ۷۹ باب ماجاء فی الخطبۃ یوم الجمعۃ)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خطبوں کے اثرات کا یہ عالم ہوتا تھا کہ بعض مرتبہ سخت سے سخت اشتعال انگیز موقعوں پر آپ کے چند جملے محبت کا دریا بہا دیتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا اثر انگیز اور ولولہ خیز خطبہ پڑھا کہ میں نے کبھی ایسا خطبہ نہیں سنا تھا درمیان خطبہ میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ زبانِ مبارک سے اس جملہ کا نکلنا تھا کہ سامعین کا یہ حال ہو گیا کہ لوگ کپڑوں میں منہ چھپا چھپا کر زار و قطار رونے لگے۔ (بخاری جلد ۲ ص ۶۶۵ تفسیر سورۂ مائدہ)

* * *

منتشر ہیں خیالات کی وادیاں لٹ گیا ہے سکوں والی دو جہاں
دور ہو جائیں غم یا شہہ محترم شالا وسدا رہوے تیرا سوہنا حرم

تیری چوکھٹ کے منگتے ہیں جائیں کہاں اپنی رحمت سے بھر دیجئے جھولیاں
ہم ہیں امیدوار کرم ہو کرم شالا و سدار ہوے تیرا سوہنا حرم

تیری یادوں سے معمور سینہ رہے، سامنے میرے تیرا مدینہ رہے
در پہ بیٹھا رہوں لے کے میں چشمِ نم، شالا وسدا رہو تیرا سوہنا حرم

واقعہ نمبر (۲۳۷)

سرورِ کائنات کی عبادات

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود بے شمار مشاغل کے اتنے بڑے عبادت گزار تھے کہ تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی مقدس زندگیوں میں اس کی مثال ملنی دشوار ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تمام انبیاء سابقین کے بارے میں صحیح طور سے یہ بھی نہیں معلوم ہوسکتا کہ ان کا طریقہ عبادت کیا تھا؟ اور ان کے کون کون سے اوقات عبادتوں کے لئے مخصوص تھے؟ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں میں یہ فخروشرف صرف حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی کو حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے پیارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادات کے تمام طریقوں، ان کے اوقات وکیفیات غرض اس کے ایک ایک جزئیہ کو محفوظ رکھا ہے۔ گھروں کے اندر اور راتوں کی تاریکیوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو اور جس قدر عبادتیں فرماتے تھے ان کو ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے دیکھ کر یاد رکھا اور ساری امت کو بتادیا اور گھر کے باہر کی عبادتوں کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہایت ہی اہتمام کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر اپنے ذہنوں میں محفوظ کرلیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قیام وقعود، رکوع وسجود اور ان کی کمیات وکیفیات، اذکار اور دعاؤں کے بعینہ الفاظ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات اور خضوع وخشوع کی کیفیات کو بھی اپنی یادداشت کے خزانوں میں محفوظ کرلیا۔ پھر امت کے سامنے ان عبادتوں کا اس قدر چرچا کیا کہ نہ صرف کتابوں کے اوراق میں وہ محفوظ ہوکر رہ گئے بلکہ امت کے ایک ایک فرد یہاں تک کہ پردہ نشین خواتین کو بھی ان کا علم حاصل ہوگیا اور آج مسلمانوں کا ایک ایک بچہ خواہ وہ کرۂ زمین کے کسی بھی گوشہ میں رہتا ہو اس کو اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادتوں

کے مکمل حالات معلوم ہیں اور وہ ان عبادتوں پر اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع میں جوش ایمان اور جذبہ عمل کے ساتھ کاربند ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادتوں کا ایک اجمالی خاکہ حسب ذیل ہے۔

* * *

واقعہ نمبر (۲۳۸)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز

اعلانِ نبوت سے قبل بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غار حرا میں قیام و مراقبہ اور ذکر و فکر کے طور پر خدا عزوجل کی عبادت میں مصروف رہتے تھے، نزول وحی کے بعد ہی آپ کو نماز کا طریقہ بھی بتا دیا گیا، پھر شب معراج میں نماز پنجگانہ فرض ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز اشراق، نماز چاشت، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، صلوٰۃ الاوابین وغیرہ سنن و نوافل بھی ادا فرماتے تھے۔ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ تمام عمر نماز تہجد کے پابند رہے، راتوں کے نوافل کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد کچھ دیر سوتے پھر کچھ دیر تک اٹھ کر نماز پڑھتے پھر سو جاتے پھر اٹھ کر نماز پڑھتے۔ غرض صبح تک یہی حالت قائم رہتی۔ کبھی دو تہائی رات گزر جانے کے بعد بیدار ہوتے اور صبح صادق تک نمازوں میں مشغول رہتے۔ کبھی نصف رات گزر جانے کے بعد بستر سے اٹھ جاتے اور پھر ساری رات بستر پر پیٹھ نہیں لگاتے تھے اور لمبی لمبی سورتیں نمازوں میں پڑھا کرتے کبھی رکوع و سجود طویل ہوتا کبھی قیام طویل ہوتا۔ کبھی چھ رکعت، کبھی آٹھ رکعت، کبھی اس سے کم کبھی اس سے زیادہ۔ اخیر عمر شریف میں کچھ رکعتیں کھڑے ہو کر کچھ بیٹھ کر ادا فرماتے، نماز وتر نماز تہجد کے ساتھ ادا فرماتے، رمضان شریف خصوصاً آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت بہت زیادہ بڑھ جاتی تھی۔ آپ ساری رات بیدار رہتے اور اپنی ازواج

مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے بے تعلق ہو جاتے تھے اور گھر والوں کو نمازوں کے لئے جگایا کرتے تھے اور عموماً اعتکاف فرماتے تھے۔ نمازوں کے ساتھ ساتھ کبھی کھڑے ہو کر، کبھی بیٹھ کر، کبھی سر بسجود ہو کر نہایت آہ و زاری اور گریہ و بکا کے ساتھ گڑگڑا گڑگڑا کر راتوں میں دعائیں بھی مانگا کرتے، رمضان شریف میں حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن عظیم کا دور بھی فرماتے اور تلاوت قرآن مجید کے ساتھ ساتھ طرح طرح کی مختلف دعاؤں کا ورد بھی فرماتے تھے اور کبھی کبھی ساری رات نمازوں اور دعاؤں میں کھڑے رہتے یہاں تک کہ پائے اقدس میں ورم آجایا کرتا تھا۔ (صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث)

* * *

واقعہ نمبر (۲۳۹)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روزہ

رمضان شریف کے روزوں کے علاوہ شعبان میں بھی قریب قریب مہینہ بھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روزہ دار ہی رہتے تھے۔ سال کے باقی مہینوں میں بھی یہی کیفیت رہتی تھی کہ اگر روزہ رکھنا شروع فرما دیتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اب کبھی روزہ نہیں چھوڑیں گے پھر ترک فرما دیتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اب کبھی روزہ نہیں رکھیں گے۔ خاص کر ہر مہینے میں تین دن ایام بیض کے روزے، دوشنبہ و جمعرات کے روزے، عاشوراء کے روزے، عشرہ ذوالحجہ کے روزے، شوال کے چھ روزے، معمولاً رکھا کرتے تھے۔ کبھی کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "صوم وصال" بھی رکھتے تھے، یعنی کئی کئی دن رات کا ایک روزہ، مگر اپنی امت کو ایسا روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے، بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ میں اپنے رب کے دربار میں رات بسر کرتا ہوں اور وہ مجھ کو (روحانی غذا) کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (بخاری و مسلم صوم وصال)

واقعہ نمبر (۲۴۰)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خیرات کرنا

چونکہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر خداوند قدوس نے زکوٰۃ فرض ہی نہیں فرمائی ہے اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر زکوٰۃ فرض ہی نہیں تھی۔ (زرقانی ج ۸ ص ۹۰)

لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقات وخیرات کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنے پاس سونا چاندی یا تجارت کا کوئی سامان یا مویشیوں کا کوئی ریوڑ رکھتے ہی نہیں تھے بلکہ جو کچھ بھی آپ کے پاس آتا سب خداعزوجل کی راہ میں مستحقین پر تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ گوارا ہی نہیں تھا کہ رات بھر کوئی مال ودولت کاشانہ نبوت میں رہ جائے۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق پڑا کہ خراج کی رقم اس قدر زیادہ آگئی کہ وہ شام تک تقسیم کرنے کے باوجود ختم نہ ہوسکی تو آپ رات بھر مسجد ہی میں رہ گئے جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر یہ خبر دی کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ساری رقم تقسیم ہوچکی تو آپ نے اپنے مکان میں قدم رکھا۔ (ابوداؤد باب قبول ہدایا المشرکین)

* * *

واقعہ نمبر (۲۴۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حج

اعلانِ نبوت کے بعد مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو یا تین حج کئے۔ (ترمذی باب کم حج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابن ماجہ)

لیکن ہجرت کے بعد مدینہ منورہ سے ۱۰ھ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک حج فرمایا جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے جس کا مفصل تذکرہ گزر چکا۔ حج کے علاوہ

ہجرت کے بعد آپ نے چار عمرے بھی ادا فرمائے۔ (ترمذی و بخاری و مسلم کتاب الحج)

* * *

واقعہ نمبر (۲۴۲)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر الٰہی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت ہر گھڑی ہر لحظہ ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ (ابوداؤد کتاب الطہارۃ وغیرہ)

اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، وضو کرتے، نئے کپڑے پہنتے، سوار ہوتے، سواری سے اترتے، سفر میں جاتے، سفر سے واپس ہوتے، بیت الخلاء میں داخل ہوتے اور نکلتے، مسجد میں آتے جاتے، جنگ کے وقت، آندھی، بارش، بجلی کڑکتے وقت، ہر وقت ہر حال میں دعائیں وردِ زبان رہتی تھیں۔ خوشی اور غمی کے اوقات میں، صبح صادق طلوع ہونے کے وقت، غروبِ آفتاب کے وقت، مرغ کی آواز سن کر، گدھے کی آواز سن کر، غرض کون سا ایسا موقع تھا کہ آپ کوئی دعا نہ پڑھتے دن ہی میں نہیں بلکہ رات کے سناٹوں میں بھی برابر دعا خوانی اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے یہاں تک کہ بوقتِ وفات بھی جو فقرہ بار بار وردِ زبان رہا وہ اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی کی دعا تھی۔

(صحاح ستہ وحصن حصین وغیرہ کتب احادیث)

* * *

کس کو جا کر کہیں تاجدار حرم، گھیرا ڈالے ہوئے ہیں زمانے کے غم
رحم فرما دے اب تیری امت ہیں ہم، شالا وسدا رہوے تیرا سوہنا حرم

واقعہ نمبر (۲۴۳)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں زمانہ حمل میں عجیب وغریب کیفیات کا مشاہدہ کیا یہاں تک کہ ماہ ربیع الاول میں وہ بابرکت ساعات آئیں جن کے لیے زمانہ مدت سے منتظر تھا۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

فما وجدت له مشقةً حتی وضعته
وضع حمل میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔
(طبقات ابن سعد جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۶۵۔ البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۱۹)

واقعہ نمبر (۲۴۴)

نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شام کے محلات روشن ہو گئے

سیدہ آمنہ فرماتی ہیں زمانہ حمل میں میں نے دیکھا تھا۔۔۔ کہ مجھ سے ایک نور نمودار ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے، پھر میں نے یہی کیفیت بحالت بیداری بوقت ولادت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیکھی۔

* * *

واقعہ نمبر (۲۴۵)

نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قاضی عیاض نے ”شفاء“ میں تحریر فرمایا ہے:

کہ آپ کی دائی ام عبدالرحمن بن عوف فرماتی ہیں، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اپنے ہاتھوں میں لیا تو میں نے غیبی آواز سنی یرحمك اللهاللہ آپ پر رحم کرے وانه سطع منه نور رئيت منه قصور الشام اور حضرت سے ایک نور چمکا جس سے شام کے محلات نظر آنے لگے (البدایہ والنھایہ۔ صفحہ نمبر ۲۲۰ جلد نمبر ۲)

کعب احبار فرماتے ہیں سابقہ کتب میں حضور کی یہ شان بیان کی گئی ہے۔

محمد رسول الله مولده بمكة و مهاجره بيثرب و ملكه بالشام۔

واقعہ معراج میں بھی مسجد اقصیٰ کا ذکر ہے (سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا) جو کہ شام میں واقع ہے۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات نے قرب قیامت شام کی طرف ہجرت کی ترغیب دی ہے۔

(رواہ الحاکم۔ وابن حبان۔ بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ۔ جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۵۳)

قابل توجہ بات:۔

زمانہ حمل میں سیدہ کو شام کے محلات منور ہوتے دکھائے گئے
بوقت ولادت بھی سیدہ اسی بات کا مشاہدہ فرماتی ہیں
شب معراج بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شام کی طرف لیجایا گیا
پھر شام ہی کی طرف ہجرت کی ترغیب دی جا رہی ہے۔

آخر اس میں راز کیا ہے؟ نکتہ کیا ہے؟
میری ناقص عقل یہ سمجھ سکی:۔

کہ دنیا میں قبلہ دو ہیں

(۱)۔۔۔ مسجد اقصی میں بیت المقدس

(۲)۔۔۔ مسجد الحرام میں بیت اللہ

اول شام میں اور ثانی مکہ مکرمہ حجاز میں۔

ان تمام حالات و مشاہدات میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت ان کی لائی ہوئی کتاب و شریعت ہر اس انسان کیلیے واجب الاتباع اور واجب العمل ہے۔۔۔ جس کا تعلق خواہ بیت المقدس سے ہو۔۔۔ خواہ بیت اللہ سے ہو۔

نیز ان واقعات میں اشارہ تھا کہ اب صرف اور صرف مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام کے قوانین ہی نافذ ہونگے اور لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کا نظارہ کھلی آنکھوں کے ساتھ پوری دنیا کرے گی۔

* * *

میرے ہاتھوں میں کاسہ ہے امید کا ہوں بھکاری شاہا میں تیری دید کا
میں گدائے حرم، تو نبی محترم شالا وسدا رہوے تیرا سوہنا حرم

یا نبی اپنی الفت کی سوغات دے اپنی شایان شاں مجھ کو خیرات دے
اس سے مطلب نہیں کہ سوا ہو یا کم شالا و سدار ہوے تیرا سوہنا حرم

چھوڑ کر تیرا در کیوں پھروں در بہ در ہاں ترے گھر سے اچھا نہیں کوئی گھر
ہو تمہی میرا دیں اور میرا دھرم شالا وسدا رہوے تیرا سوہنا حرم

واقعہ نمبر (۲۴۶)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختون پیدا ہوئے

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

ولد رسول اللہ مختونا مسرورا (البدایہ والنھایہ۔ ص۔ ۲۲۱ ج ۲)

جب آپ کے جد امجد حضرت عبدالمطلب نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مختون پیدا ہوئے ہیں اور آپ کی ناف مبارک بریدہ ہے تو فرمانے لگے:

لیکونن لابنی ھذا شان

یعنی میرا بیٹا نہایت عظمت والا ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

من کرامتی علی اللہ انی ولدت مختونا ولم یرأ سواتی احد

اللہ تعالی نے میرے اوپر جو کرم نوازیاں فرمائیں ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ میں مختون پیدا ہوا میرا ستر کسی نے نہیں دیکھا۔

* * *

واقعہ نمبر (۲۴۷)

بوقت پیدائش آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاف ونظیف تھے

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر کسی قسم کی آلائش نہ تھی۔۔۔ بلکہ نہایت صاف ونظیف تھے۔

(زرقانی ج ۱ صفحہ نمبر ۱۲۴۔ بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ طبقات ابن سعد ج ۱ نمبر ۶۸)

* * *

واقعہ نمبر (۲۴۸)

یہودی بے ہوش ہو گیا

سیدہ طیبہ طاہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

ایک یہودی بغرض تجارت مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھا۔۔۔ جس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے وہ قریشیوں سے کہنے لگا یا معشر القریش ھل ولد فیکم الیلة مولود ۔۔ کیا آج کی شب قریش میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ جاؤ تلاش کرو آج کی شب امت کا نبی پیدا ہوا ہے۔ یہ خبر سن کر سب تلاش میں نکلے معلوم ہوا۔۔۔ واقعی جناب عبداللہ کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ یہودی کہنے لگا مجھے بھی دکھاؤ جب اس نے حضرت اقدس کی زیارت کی اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا تو بیہوش ہو کر گر پڑا۔۔۔ جب ہوش آئی تو کہنے لگا آج بنی اسرائیل سے نبوت چلی گئی۔ اے اہل قریش واللہ یہ مولود ایک ایسا حملہ کرے گا جس کی خبر مشرق ومغرب میں سنائی دے گی۔ علماء فرماتے ہیں اس کا اشارہ فتح مکہ کی طرف تھا۔ (البدایہ والنھایہ جلد نمبر ۲ طبقات ابن سعد ج ا صفحہ نمبر ۱۱۰)

* * *

حاضری ہو نیازی کی دربار میں زندگی ہو بسر ذکر سرکار میں
آتے جاتے رہیں تیری چوکھٹ پہ ہم شالا وسدا رہوے تیرا سوہنا حرم

واقعہ نمبر (۲۴۹)

آسمان پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

میری عمر سات آٹھ سال تھی میں نے دیکھا ایک یہودی زور زور سے کہہ رہا ہے

یا معشر الیہود فاجتمعوا الی اے یہودیو میری طرف آؤ سب نے آ کر پوچھا کیا ہوا خیر تو ہے؟ اس نے کہا **قد طلع نجم احمد الذی یولد بہ فی ھذہ اللیلۃ** آج کی رات احمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو چکے ہیں۔ کیونکہ آسمان پر انکا ستارہ طلوع ہو چکا ہے۔

اخرجہ الحاکم فی المستدرک (بحوالہ البدایہ والنہایہ ج ۲ صفحہ ۲۲۳)

واقعہ نمبر (۲۵۰)

یثرت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دارالہجرۃ ہوگا

جناب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

جب علماء یہود نے سرخ ستارے کو طلوع ہوتے دیکھا تو کہنے لگے واقعی یہ مولود نبی ہے۔۔۔ اس کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔۔۔ اس کا نام احمد ہوگا اور یثرب انکا دارالہجرت ہوگا۔

* * *

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردہ میم کو اٹھا کر
وہ بزم یثرب میں آ کے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر

واقعہ نمبر (۲۵۱)

علماء شام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خبر دی

حضرت زید بن عمرو بن نفیل کہتے ہیں:۔

مجھے علماء شام میں ایک عالم نے کہا تمہارے شہر میں نبی پیدا ہو چکا ہے کیونکہ خرج نجمہ اس کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے جاؤ ان کی تصدیق کرو۔

(البدایہ جلد نمبر ۲ ص نمبر ۲۲۴۔)

اللہ تعالیٰ نے سابقہ کتب میں ہمارے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد اور انکی علامات کا تذکرہ فرما دیا تھا۔ تب ہی تو علماء یہود ان علامات کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی اطلاع دے رہے ہیں۔

کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ

* * *

جو تیرے کوچے کے ساکنوں کا فضائے جنت میں دِل نہ بہلا
تسلیاں دے رہی ہیں حوریں خوشامدوں سے منا منا کر
بہارِ جنت کو کھینچتا تھا ہمیں مدینے سے آج رِضواں
ہزار مُشکل سے اُس کو ٹالا بڑے بہانے بنا بنا کر

واقعہ نمبر (۲۵۲)

شب ولادت کسریٰ کے کنگرے گر گئے

ولادت کی شب ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے۔۔۔ نہر ساوہ خشک ہوگئی۔۔۔ فارس کا ہزار سال سے مسلسل روشن رہنے والا آتش کدہ بجھ گیا۔ حافظ ابن کثیر اسی کو بیان فرماتے ہیں

لما کانت اللیلۃ التی ولد فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارتجس ایوان کسریٰ، وسقطت منہ أربع عشرۃ شرفۃ، وخمدت نار فارس، ولم تخمد قبل ذالک بألف عام، وغاضت بحیرۃ ساوۃ (البدایہ والنھایہ ج نمبر ۲ ص نمبر ۲۲۵)

ان حالات کو دیکھ کر کسریٰ سخت پریشان ہوا۔۔۔ علماء وقت کو بلا کر ان علامات و واقعات کے متعلق سوال کرتا ہے۔۔۔ علماء نے کہا۔۔۔ ساسان کی حکومت چودہ حکومتوں کے بعد ختم ہو جائے گی۔۔۔ کسریٰ سن کر کہنے لگا چودہ حکومتیں گزرتے تو بہت وقت لگے گا۔

مگر خدا کی قدرت دس سلطنتیں تو چار سال میں ختم ہوگئیں اور باقی چار سلطنتیں خلافت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ میں ختم ہوگئیں۔

* * *

لحد میں سوے ہیں تیرے شیدا تو حورِ جنت کو اس میں کیا ہے؟
کہ شورِ محشر کو بھیجتی ہے خبر نہیں کیا سکھا سکھا کر
تیری جُدائی میں خاک ہونا اثر دِکھاتا ہے کیمیا کا
دیارِ یثرب میں آہی پہنچے صباء کی موجوں میں مِل مِلا کر

واقعہ نمبر (۲۵۳)

تمام بت منہ کے بل گر پڑے

جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے جناب عبد المطلب کعبہ میں تھے۔ آپ فرماتے ہیں ہم نے دیکھا تمام بت منہ کے بل گر پڑے

حضرت ورقہ بن نوفل وغیرہ فرماتے ہیں اسی رات ہم نے عجیب چیز دیکھی کہ ہمارا وہ بت جس کے پاس ہم اکثر و بیشتر آتے تھے منہ کے بل گر گیا ہم نے سیدھا کیا پھر گر گیا۔ (قصص الانبیاء صفحہ ۶۹۲)

* * *

شہیدِ عشقِ نبی کے مرنے میں بانکپن بھی ہیں سو طرح کے
اجل بھی کہتی ہے زندہ باشی ہمارے مرنے پہ زہر کھا کر

رکھی ہوئی کام آ ہی جاتی ہے جنسِ عصیاں عجیب شے ہے
کوئی اسے پوچھتا پھرے ہے دُرِّ شفاعت دِکھا دِکھا کر

ترے ثنا گر عروسِ رحمت سے چھیڑ کرتے ہیں روزِ محشر
کہ اُس کو پیچھے لگا لیا ہے گناہ اپنے دِکھا دِکھا کر

واقعہ نمبر (۲۵۴)

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا گھر منور ہو گیا

جناب عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ فرماتی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت میں سیدہ آمنہ کے گھر موجود تھی میں نے دیکھا سارا گھر منور ہو گیا

وانی أنظر الی النجوم تدنو حتی انی لاقول لیقعن علی

اور آسمان کے ستارے اتنے قریب ہو گئے گویا وہ ہم پر گرتے ہیں۔

(البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۲۰)

حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ فرماتی ہیں ۔۔۔ سیدہ آمنہ کا گھر منور ہو گیا ۔۔۔ روایات بتاتی ہیں علاقہ منور ہو گیا ۔۔۔ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں شام کے محلات منور ہو گئے ۔۔۔

مگر یہ حقیقت روز روشن کی واضح ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا تیرے لال کے آنے سے صرف آپ رضی اللہ عنہا کا گھر نہیں ۔۔۔ بلکہ آسمان و زمین منور ہو گئے ۔۔۔ شمس و قمر منور ہو گئے ایسا آفتاب ہدایت طلوع ہوا ۔۔۔ جس کے نور نبوت سے ۔۔۔ کارخانہ کائنات منور ہو گیا ۔۔۔ کفر و شرک ظلم و عدوان کی ظلمتیں چھٹ گئیں ۔۔۔ اور توحید و رسالت کے نور سے ۔۔۔ جہان کا ذرہ ذرہ جگمگا اٹھا۔

* * *

کرے کوئی کیا کہ تاڑ لیتی ہے لاکھ پردوں میں بھی شفاعت
رکھے تھے ہم نے گناہ اپنے تیرے غضب سے چھپا چھپا کر

واقعہ نمبر (۲۵۵)

جناب عبدالمطلب کی خوشی

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اس وقت جناب عبدالمطلب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان کو اطلاع دی گئی۔۔۔ آپ مع احباب در عبداللہؓ پر تشریف لائے۔۔۔ اہل خانہ نے آپکی ولادت کے وقت پیش آنے والے تمام عجائبات قدرت سنائے۔

حضرت عبدالمطلب بہت خوش ہوئے فرماتے ہیں مجھے پوتے کی زیارت کراؤ جب عبدالمطلب نے گود میں لیا تو چہرہ پر عجیب کیفیت ہے۔ متوفی بیٹا عبداللہ یاد آتا ہے تو دل غم سے بھر آتا ہے جب حسن مجسم کی زیارت کرتے ہیں تو بے حد مسرور ہوتے ہیں۔

محمد بن سعد لکھتے ہیں بالآخر:۔

فاخذہ عبدالمطلب فادخلہ الکعبۃ وقام عندھا یدعواللہ ویشکر مااعطاہ۔

جناب عبدالمطلب اپنے یتیم پوتے کو اٹھا کر کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے۔ اپنے دلی تاثرات اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

الحمد للہ الذی اعطانی
ھذا الغلام الطیب الاردان
قد ساوی المھدعلی الغلمان
اعیذہ باللہ ذی الارکان

(طبقات ابن مسعود صفحہ ۶۸/۶۹ جلد نمبر ۲)

* * *

واقعہ نمبر(۲۵۶)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں دعوت عام

ساتویں روز آپ کے جد امجد نے بہت بڑی دعوت کا اہتمام فرمایا اور اپنے نور نظر در یتیم پوتے کے اسم گرامی کا باقاعدہ اعلان فرمایا۔

جھگڑے ختم ہو گئے۔۔۔ اختلافات مٹ گئے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا نام ہی ایسا منتخب فرمایا۔ جو چومے بغیر منہ سے نکل نہیں سکتا۔۔۔ ایک مرتبہ بھی نہیں بلکہ دو مرتبہ چومنا پڑتا ہے۔۔۔ اپنا ہو یا بیگانہ۔۔۔ دوست ہو یا دشمن۔۔۔ مسلم ہو یا کافر۔۔۔ ہاتھوں والا ہو یا معذور۔۔۔ پہلے چومے گا پھر اسم گرامی زبان سے ادا ہوگا۔3

* * *

بتائے دیتے ہیں اے صباء ہم یہ گُلستانِ عرب کی بُو ہے
مگر نہ اب ہاتھ لا اِدھر کو وہیں سے لائی ہے تُو اُڑا کر

تری جُدائی میں مرنے والے فناء کے تیروں سے بے خبر ہیں
اجل کی ہم نے ہنسی اُڑائی اُسے بھی مارا تھکا تھکا کر

ہنسی بھی کُچھ کُچھ نکل رہی تھی مُجھے بھی محشر میں تاکتی ہے
کہیں شفاعت نہ لے گئی ہو مری کتابِ عمل اُٹھا کر

واقعہ نمبر (۲۵۷)

جہاں اللہ کا ذکر وہاں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام مبارک محمد۔۔۔ بمعنی جن کے کمالات ومحاسن کو کثرت سے بار بار بیان کیا جائے۔۔۔ یعنی جس کی سب تعریف کریں۔

یہی وجہ ہے جہاں خدا کا ذکر ہے وہاں محمد مصطفیٰ ﷺ کا بھی ذکر خیر موجود ہے۔

عالم ارواح میں:۔

اللہ کی ربوبیت کا ذکر۔۔۔۔۔ بعد ازاں مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ذکر

عالم دنیا میں:۔

قرآن میں خدا کا ذکر ۔۔۔ساتھ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر
توراۃ وانجیل میں خدا کا ذکر ۔۔۔ساتھ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر
مکہ میں خدا کا ذکر۔ ۔۔ساتھ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر
اذان میں خدا کا ذکر ۔۔۔ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصطفی کا ذکر
اقامت میں خدا کا ذکر ۔۔۔ساتھ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر
نماز میں خدا کا ذکر ۔۔۔ساتھ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

عالم برزخ میں:۔

من ربک خدا کا ذکر ۔۔۔ساتھ من نبیک محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

عالم قیامت میں:۔

خدا کی قہاری کا ڈنکا ۔۔۔ساتھ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا چرچا
جنت کے دروازوں پر خدا کا نام ۔۔۔ساتھ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام
جنت کے قندیلوں پر خدا کا نام ۔۔۔ساتھ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام

جنت کے جھنڈوں پر خدا کا نام ---ساتھ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام
حوران جنت کے ترانوں میں خدا کا نام--- ساتھ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام
عرش کے پائے پر خدا کا نام ---ساتھ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام
(منہاج التبلیغ۔ بحث کلمہ طیبہ)

صلوٰۃ اللہ کلام اللہ جہاں دیکھا تو یہ دیکھا   اگر دیکھا لکھا اللہ محمد بھی لکھا دیکھا

آپ ﷺ کا اسم گرامی احمد صلی اللہ علیہ وسلم:۔

جو سب سے زیادہ اپنے رب کی تعریف کرے۔ یقیناً ہم سب لوگ مل کر قیامت تک جتنی بھی اپنے رب کی تعریف کریں یہ ساری تعریف محبوب کے اس ایک سجدہ کا مقابلہ نہیں کرسکتی جو روز محشر بارگاہ ایزدی میں سربسجود ہوکر اپنے رب تعالیٰ کی حمد وثناء فرمائیں گے۔

* * *

اُڑا کے لائی ہے اے صباء تُو جو بُوے زُلفِ مُعنبرِیں کو
ہمیں سے اچھی نہیں یہ باتیں خُدا کی رہ میں بھی کُچھ دیا کر 3

یہ پردہ داری تو پردہ در ہے مگر شفاعت کا آسرا ہے
دبک کے محشر میں بیٹھ جاتا ہُوں دامنِ تر میں مُنہ چھُپا کر

واقعہ نمبر (۲۵۸)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دو نام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء طیبہ میں دو نام زیادہ مشہور ہیں۔

(۱) محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۲) احمد صلی اللہ علیہ وسلم

کلام مبارک میں بھی انکا ذکر خیر ہے۔

(۱) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

(۲) وَمُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنۢ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ

اگر غور کیا جائے تو دونوں کا مادہ حمد ہے۔

انبیاء سابقین نے آپ کی بشارت لفظ احمد اور ان کی امت کی بشارت لفظ حمادین سے دی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ الحمد عطا فرمائی۔

روز قیامت آپکو مقام محمود دیا جائیگا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو جھنڈا عطا کیا جائے گا اس کا نام لواء الحمد ہوگا

نیز اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو خورد ونوش اور سفر سے واپسی پر بلکہ ہر دعا کے اختتام پر الحمد پڑھنے کا حکم دیا ہے

روز محشر تمام انبیاء آپ کی حمد وثناء بیان فرمائیں گے۔

ارشاد خداوندی اور فرمودات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نیک کام کے اختتام پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء مستحسن وپسندیدہ ہے۔

اس بات پر مزید قرآنی آیات سن کر ایمان کو جلا بخشیں۔

(۱) وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

(۲) ۔۔۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

(۳) کُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّکُمْ وَاشْکُرُوْا لَہٗ

(۴) نماز کے اختتام پر صالحین پڑھا کرتے تھے۔ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(۵) جب سفر ختم ہوتا تو آپ پڑھتے ائبون۔ تائبون۔ عابدون۔ لربنا حامدون

واقعہ نمبر (۲۵۹)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی رضاعت

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کو اولاً سیدہ آمنہ صاحبہ نے دودھ پلایا۔۔۔ پھر ابولہب کی آزاد کردہ کنیز ثوبیہ نے دودھ پلایا۔۔۔ اور بعد ازاں سیدہ حلیمہ نے دودھ پلایا۔

وأرضعته مع أمه عليه السلام مولاة عمه أبي لهب ثويبة قبل حليمة السعديه (البدایہ والنہایہ ج۔ ۲ صفحہ ۲۲۹)

* * *

شہیدِ عشقِ نبی ہوں میری لحد پہ شمعِ قمر جلے گی
اُٹھا کے لائیں گے خُود فرشتے چراغ خُورشید سے جلا کر

جسے محبت کا درد کہتے ہیں مایہء زندگی ہے مجھ کو
یہ درد وہ ہے کہ میں نے رکھا ہے دِل میں اِس کو چھپا چھپا کر

واقعہ نمبر (۲۶۰)

بچپن میں نور نبوت کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جبین سے چمکنا

سیرت ابن ہشام" میں سیرت نگار محمد بن اسحاق بن یسار ابو محمد عبدالملک بن ہشام علیہ الرحمہ نے لکھا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوموار کے دن 12 ربیع الاول عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ (عام الفیل سے مراد ہے وہ سال جس سال اصحاب فیل نے مکہ مکرمہ پر لشکر کشی کی تھی)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم المرتبت والد ماجد کا اسم مبارک حضرت سیدنا عبداللہ بن حضرت عبدالمطلب ہے۔ حضرت سیدنا عبداللہ نہایت پاکدامن اور نیک سیرت انسان تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا نور آپ کی جبین مبارک سے چمکتا تھا۔ نکاح کے بعد بغرض تجارت ملک شام کی طرف سفر فرمایا۔ واپسی پر مدینہ منورہ میں بیمار ہو کر دار فانی سے پرواز فرما گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ پچیس برس کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دادی کا نام عاتکہ بنت ابی وہب بن عمر بن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ آپ کی عظیم المرتبت والدہ ماجدہ کا اسم شریف حضرت سیدہ آمنہ بنت حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ آپ کی نانی کا نام مرۃ بنت عبدالعزی تھا۔

* * *

خیالِ راہِ عدم سے اقبالؔ تیرے در پر ہُوا ہے حاضر
بغل میں زادِ عمل نہیں ہے صِلہ مری نعت کا عطا کر

واقعہ نمبر (۲۶۱)

ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو سب سے پہلے آپ کی والدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ نے آپ کو دودھ پلایا اور دو تین روز کے بعد ابولہب کی لونڈی حضرت ثوبیہ نے دودھ پلایا۔ حضرت امام بخاری نے "کتاب النکاح" میں "رضاعت کا بیان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد میں جو رشتہ خون سے حرام ہوتا ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہوتا ہے" کے باب میں لکھا ہے۔

جب ابولہب کو ثوبیہ کنیز نے جا کر حضرت محمد بن عبداللہ کی ولادت کی خبر سنائی تو خوشی میں ابولہب نے ثوبیہ کو آزاد کر دیا (البدایہ والنھایہ۔ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۳۰)

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت ثوبیہ ابولہب کی لونڈی تھیں۔ ابولہب نے ان کو آزاد کر دیا تھا۔ (جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری سنائی تھی) پھر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا۔

امام احمد بن خطیب العسقلانی نے اپنی کتاب مواہب الدنیہ میں ذکر کیا "ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثوبیہ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کی ابولہب کو جب خوشخبری سنائی تو اس نے ثوبیہ کو آزاد کر دیا۔ جب ابولہب مر گیا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا پوچھا کیا گذری؟ ابولہب نے کہا آگ میں جل رہا ہوں ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کی رات مجھ سے عذاب ہلکا کیا جاتا ہے۔

اور ابہام و سبابہ کے درمیانی مغاک کی مقدار مجھے پانی مل جاتا ہے جسے میں

انگلیوں سے چوس لیتا ہوں۔

اور یہ اس لیے کہ میں نے حضرت کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا اور اس نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

ابن جوزی نے کہا "ابولہب ایسا کافر جس کی مذمت میں قرآن پاک کی پوری سورۃ "تبت یدا ابی لھب الخ" نازل ہوئی کو عذاب جہنم کی تخفیف کا فائدہ ہوا صرف اس لیے کہ اس نے ولادت مصطفی کی خوشی منائی۔ جب ایک کافر کو یہ فائدہ پہنچا تو اس موحد غلام کا کیا حال ہوگا جو آپ کی ولادت سے مسرور ہو کر آپ کی محبت میں بقدر طاقت خرچ کرتا ہے۔" میری جان کی قسم اللہ کریم کی طرف سے اس کی یہی جزا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے اس کو جنات نعیم میں داخل فرمائے گا۔

* * *

مجھے در پہ پھر بلانا مدنی مدینے والے
مۓ عشق بھی پلانا مدنی مدینے والے

میری آنکھ میں سمانا مدنی مدینے والے
بنے دل تیرے ٹھکانا مدنی مدینے والے

واقعہ نمبر (۲۶۲)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی گھڑی سب سے افضل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینہ میں اہل اسلام ہمیشہ میلاد کی محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانا پکاتے اور دعوتیں کرتے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے اور نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور آپ کے میلاد شریف کے پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ان پر اللہ کے فضل عمیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے، اور میلاد شریف کے خواص میں سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لیے حفظ و امان کا سال ہو جاتا ہے اور میلاد شریف کرنے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہے۔

بے شک شب میلاد، شب قدر سے بھی افضل ہے اس لیے کہ شب قدر حضور کو عطا کی گئی جب کہ شب میلاد خود آپ کے ظہور کی رات ہے اور ظاہر ہے کہ جس رات کو ذات اقدس سے شرف ملا وہ اس رات سے ضرور افضل ہوگی جو آپ کو دیے جانے کی وجہ سے شرف والی ہے اور اس میں کوئی نزاع نہیں ہے لہٰذا شب میلاد شب قدر سے افضل ہوئی۔

نیز لیلۃ القدر نزول ملائکہ کی وجہ سے مشرف ہوئی اور لیلۃ المیلاد بنفس نفیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور مبارک سے شرف یاب ہوئی۔

* * *

واقعہ نمبر (۲۶۳)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی مراسم شرک میں شرکت نہیں فرمائی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن اور شباب میں ہمیشہ مراسم شرک میں شرکت سے اجتناب فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کسی بت کے نام کا ذبیحہ نا کھاتے۔ ایک دفعہ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھانا لا کر رکھ دیا۔ یہ کھانا جس جانور کے گوشت سے تیار کیا گیا تھا۔ وہ جانور بت کا نام لے کر ذبح کیا گیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زید بن عمر بن فضیل نے 'اسفل بلدح' میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہونے سے پہلے ملاقات کی۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے دستر خوان رکھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے کچھ نہیں کھایا"۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لڑکیوں کو زندہ در گور کرنے سے منع فرماتے تھے اور زندہ رکھنے کی سعی فرماتے تھے۔ جب کبھی کوئی ایسا ارادہ کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ در گور کی جانے والی بچی کو اس کے باپ سے لے کر خود اس کی پرورش فرماتے۔ (بخاری)

* * *

تیری جبکہ دید ہوگی تبھی میری عید ہوگی
میرے خواب میں تم آنا مدنی مدینے والے

مجھے سب ستا رہے ہیں میرا دل دکھا رہے ہیں
تمہیں حوصلہ بڑھانا مدنی مدینے والے

واقعہ نمبر (۲۶۴)

ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن روزہ رکھنا

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پیر کو روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا اس دن ہی میں پیدا ہوا ہوں اور اسی دن مجھ پر نبوت نازل ہوئی۔ (مسلم)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیر کو پیدا ہوئے اور پیر کو ہی آپ کو نبوت ملی اور پیر کو ہی آپ نے ہجرت فرمائی پیر کو ہی آپ مدینہ منورہ داخل ہوئے اور پیر کو ہی حجاب اٹھائے گئے۔ (مسند)

واقعہ نمبر (۲۶۵)

ذکر ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت قیام کرنا

امام سید جعفر برزنجی قدس سرہ العزیز اپنے "رسالہ عقد الجوہر" میں فرماتے ہیں "بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے مستحسن سمجھا جو صاحب روایت ودرایت تھے اس شخص کو مبارک ہو جس کا مقصد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔"

* * *

واقعہ نمبر (۲۶۶)

حبیب یمنی کا قبولِ اسلام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب انسانیت کو دعوت حق دی اور عقیدۂ توحید و رسالت کی نعمت سے مالا مال فرمانے لگے تو اہل مکہ آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کو روکنا چاہتے تھے چنانچہ ابو جہل نے اسی سلسلہ میں اپنے ایک دوست حبیب یمنی کو بلا بھیجا تا کہ وہ اہل مکہ کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے روکے، حبیب یمنی جب مکہ مکرمہ پہنچے تو ابو جہل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق بہت شکایتیں کرنے لگا یہ سن کر حبیب یمنی نے کہا کہ میں پہلے ان سے مل کر تو دیکھوں کہ وہ کون ہیں۔

اپنے ایک قاصد کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس روانہ کیا کہ حبیب یمنی فلاں مقام پر رؤساء قریش کے ہمراہ آپ سے ملنا چاہتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لے گئے اور وہ چودھویں شب تھی' حبیب یمنی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی وحدانیت اور اپنی رسالت کی۔

حبیب یمنی نے کہا: اگر آپ نبی ہیں تو نبوت کی صداقت پر بطور دلیل معجزہ کیا ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو معجزہ تم چاہتے ہو میں وہ بتلانے تیار ہوں۔

حبیب نے کہا: میں دو معجزے دیکھنا چاہتا ہوں!

(1) پہلا یہ کہ آپ چاند کے دو ٹکڑے کر دیں اور (2) دوسرا آپ خود بتا دیں کہ

میں کیا چاہتا ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام سرداران قریش کے ساتھ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور اپنی انگشت مبارک سے چاند کی طرف اشارہ فرمایا فوراً چاند دو ٹکڑے ہو گیا یہاں تک کہ تمام لوگوں نے بچشم خود دیکھ لیا پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اشارہ فرمایا تو چاند کے دو ٹکڑے آپس میں مل گئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جن پر اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کے احوالِ قلوب عیاں کر دیا ہے، ارشاد فرمایا: اے حبیب یمنی! تمہاری ایک لڑکی اندھی، بہری اور لنگڑی ہے، تم چاہتے ہو کہ وہ شفایاب ہو جائے۔

جاؤ! تمہاری لڑکی صحت یاب ہو گئی ہے

یہ سننا ہی تھا کہ حبیب یمنی کلمۂ شہادت پڑھ کر دولت ایمان سے مالا مال ہوئے۔

پھر جب وہ اپنے گھر پہنچے تو دیکھا وہی لڑکی جو اپاہج تھی دروازہ کھول رہی ہے، دریافت کیا، بیٹی! ماجرا کیا ہے؟ کہنے لگی: ابا جان! میں نے خواب میں دیکھا، ایک حسین و جمیل نورانی بزرگ تشریف لائے، مجھے کلمۂ شہادت پڑھا کر مسلمان کئے اور اپنا دست مبارک میرے بدن پر پھیرا تو میں اسی وقت شفایاب ہو گئی۔

(شرح قصیدۃ البردہ از علامہ خرپوتی رحمہ اللہ)۔

* * *

واقعہ نمبر (۲۶۷)

ام معبد کا اوصاف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرنا

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت درج فرمائی ہے کہ جس رات کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے غلام عامر بن فہیرہ اور اپنے راہنما عبد اللہ بن اریقط اللیثی کے ہمراہ ہجرت فرمائی تو ان لوگوں کا گذر ام معبد سیدہ عاتکہ بنت خالد الخزاعیہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ سے ہوا اور سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا ایک نمایاں اور جفاکش عورت تھیں جو اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھی ہوئی تھیں وہ اپنے پاس سے گذرنے والوں کو کھلایا پلایا کرتی تھیں۔

ان لوگوں نے اس سے پوچھا کیا تمہارے پاس گوشت یا دودھ ہے۔ وہ خریدنا چاہتے ہیں تو اس کے پاس انہیں کچھ نہیں ملا۔ وہ کہنے لگیں اللہ کی قسم اگر ہمارے پاس کوئی چیز ہوتی تو ہم تمہاری مہمان نوازی میں ذرا کوتاہی نہ کرتے۔ وہ لوگ اس وقت تنگ دست اور قحط زدہ تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظر دوڑائی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیمہ کے ایک کونے میں بکری دکھائی دی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اری ام معبد! یہ بکری کیسی ہے۔ انہوں نے عرض کیا یہ بکری کمزوری کی وجہ سے بکریوں کے ریوڑ سے پیچھے رہ گئی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”فھل فیھا من لبن؟“ کیا اس میں کچھ دودھ ہے۔ تو انہوں نے عرض کیا یہ اس قابل نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے دوہ لوں؟ اس نے عرض کیا اگر اس میں دودھ ہے تو دوہ لو اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا ہاں میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس میں دودھ نظر آتا ہے تو دوہ لیں۔

سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض سے مستفید ہوتی ہیں: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کو بلایا، اس پر ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور

اس کے شیر دان کو چھوا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور برتن منگوا کر تمام جماعت کو سیراب فرما دیا۔ اس کے پیروں کو کھولا تو وہ دودھ دینے لگی اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کثرت سے دودھ دیا اور برتن میں دھاروں دودھ گرنے لگا۔ یہاں تک کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے برتن بھر لیا۔ ام معبد کو پلایا اپنے ساتھیوں کو پلایا، سب نے باری باری پیا یہاں تک کہ تمام لوگ شکم سیر ہو گئے اور سب سے آخر میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نوش جان فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ "لوگوں کو پلانے والا سب سے آخر میں پیتا ہے۔" پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس برتن میں دوبارہ دودھ دوہا پھر دوہا اور اُسے ام معبد کے پاس رکھ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: "یہ اٹھا کر ابو معبد کے لئے رکھ دو" جب وہ آئے (تو اسے پلا دینا)۔ پھر ان لوگوں نے وہاں سے کوچ فرمایا تو تھوڑی دیر بعد سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا کے شوہر ابو معبد کمزور سی بکریوں کو جو لاغری کی وجہ سے آہستہ آہستہ چل رہی تھیں اور ان کی ہڈیوں میں تھوڑا سا مغز تھا کو ہانکتے ہوئے تشریف لے آئے۔ جب انہوں نے دودھ دیکھا تو حیران رہ گئے اور پوچھا اری ام معبد رضی اللہ عنہا یہ دودھ کہاں سے آ گیا اور گھر میں تو دودھ دینے والی کوئی بکری نہیں ہے اور بکریاں تو سب بے دودھ ہیں۔ وہ فرمانے لگیں اللہ تعالیٰ کی قسم یہ ایک مبارک آدمی کا گذر ہمارے پاس سے ہوا ہے اور ان کا مزاج اس طرح سے ہے تو انہوں نے کہا اری ام معبد اس کا حلیہ میرے سامنے بیان کرو۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نہایت حسین وجمیل سراپا کا بیان: حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کہ میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جو نہایت خوبصورت تھا۔ اس کا چہرہ مبارک روشن تھا۔ وہ جسمانی طور پر حسین تھا۔ دبلا پتلا اور کمزور نہیں تھا۔ اس کی کمر پھولی ہوئی نہیں تھی اور نہ پتلی اور کمزور تھی۔ اعضاء میں تھکاوٹ کے آثار نہیں تھے۔ ان کا سر مبارک بھی چھوٹا نہیں تھا۔ وہ حسنِ ظاہری سے مالا مال تھا۔ آنکھوں کی پتلیاں سیاہ تھیں اور

پلکیں لمبی تھیں۔ آواز بھاری نہیں تھی۔ گردن بلند تھی۔ داڑھی مبارک گھنی تھی، بھویں باریک تھیں۔ یہ شخص خاموش ہوتا تو باوقار لگتا تھا اور گفتگو کرتا تو خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ دیکھنے سے اُس کا حسن نمایاں ہوتا تھا۔ قریب سے دیکھیں تو اس کے سراپا سے مٹھاس اور حسن ظاہر رہتا تھا اور دور سے دیکھیں تو جمال نمایاں دکھائی دیتا تھا۔ بات میں شرینی تھیں۔ ہر لفظ جدا جدا ادا ہوتا تھا۔ نہ بات اتنی مختصر تھی کہ کوئی سمجھ نہ پائے اور نہ ضرورت سے زیادہ طویل ودراز ۔ الفاظ مبارک موتیوں کی طرح پروئے ہوئے محسوس ہوتے تھے اور منہ سے موتیوں کی طرح گرتے ہوئے لگتے تھے۔ ظاہر نظر میں قد دراز دکھائی نہیں دیتا تھا اور قد مبارک چھوٹا بھی نہیں تھا۔ لگتا تھا وہ شاخوں کے درمیان ایک شاخ کی طرح ہیں۔ تینوں آنے والے اشخاص میں سے زیادہ دل پسند نظر آتا تھا اور سب سے زیادہ نرالی شان والا تھا۔ اس کے ساتھی اُسے ہمہ وقت گھیرے رہتے تھے۔ اگر وہ گفتگو کرتا تو خاموشی سے سنتے اور اگر وہ کوئی حکم انہیں دیتا تو وہ فوراً اس کی تکمیل کرتے وہ شخص مخدوم تھا۔ اس کے ساتھ اس کے ساتھی ہر وقت کمربستہ تیار رہتے تھے۔ اس کے چہرہ پر تُرش روئی کا ذرا بھر اثر نہیں تھا اور نہ اس پر بڑھاپے کے آثار تھے۔

تو ابو معبد نے فرمایا اللہ کی قسم یہ تو وہ صاحب ہیں جنہیں قریش مکہ تلاش کر رہے ہیں۔ اگر میں انہیں پالوں تو میری خواہش ہے کہ میں ان کے ساتھ ہو جاؤں اور ایک روایت میں ہے اگر میں حضور اکرم ﷺ دیکھ لوں تو ان کا پیروکار ہو جاؤں۔ پھر انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کا راستہ نکالنے کی پوری کوشش کروں گا۔

سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا کی مدینہ منورہ کو روانگی اور قبول اسلام: پھر سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کر کے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچیں اور دونوں نے اسلام قبول فرمایا اور حضور اکرم ﷺ سے بیعت فرمائی۔

اسی دوران میں ایک زوردار آواز سنی گئی جو لوگوں نے کانوں سے سنی اور یہ معلوم

نہ کر سکے کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے اور نہ اس آواز والے کو پہچان سکے جو کہہ رہا تھا ©: ترجمہ" اللہ کریم جو تمام لوگوں کا رب ہے ان دو ساتھیوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ جو سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیموں میں قیام پذیر ہوئے وہ نیکی کے ساتھ آئے اور خیر کے ساتھ رخصت ہوئے۔ وہ شخص کامیاب ہو گیا جو جناب محمد ﷺ کا ساتھی بنا اے قصی کی اولاد تم سے اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی نعمت کو دور کر دیا کہ کردار اور سرداری میں جس سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ اپنی بہن (ام معبد) سے پوچھ اس کی بکری اور برتن کا حال اگر تم اس سے پوچھو گے تو وہ بھی حضور اکرم ﷺ کے کردار اور سرداری کی گواہی دے گی۔ جنہوں نے بے دودھ کی بکری کو بلا کر اس کا دودھ دوہ لیا اور دودھ بھی خالص جھاگ مارتا ہوا اور انہوں نے اس بکری کو انہیں کے پاس چھوڑ دیا کہ اس کا دودھ پیتے رہیں جو دوہنے والے کو بار بار دودھ دیتی ہے۔"

جب حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں جو غیبی اشعار سنے تو ہاتف کو ان کا جواب دیتے ہوئے جسے وہ پہچانتے نہیں تھے۔ یہ اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے: "حق بات یہ ہے کہ اے سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا تو نے جناب رسول اللہ ﷺ کے سراپا کے بیان کرنے میں کمال کر دکھایا اور نہایت احسن طریقے سے اسے بیان فرمایا ہے اور حضور اکرم ﷺ کا حلیہ بیان کرنے میں سب سے آگے نکل گئی ہیں اور نہایت ہی حسن بیان سے اسے نبھانے کی تمہیں توفیق نصیب ہوئی ہے۔"

جب ان سے پوچھا گیا اری ام معبد رضی اللہ عنہا تم نے تو حضور اکرم ﷺ کا حلیہ بیان کرنے میں مردوں کو بھی مات دے دی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ عورت مردوں کے خصائل اور خوبیوں کو مردوں سے بہتر جانتی ہے۔

عجیب بات ہے بلکہ نہایت ہی حیرت کا مقام ہے کہ ایسا گہرا اور اعلیٰ درجے کا مطالعہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی میں سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا کو حضور اکرم

ﷺ کی ایک ہی بار کی ہمنشینی سے حاصل ہو گیا۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی مبارک سواری کے سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیمہ سے رخصت ہونے کے فوراً بعد ان کے شوہر ابو معبد رضی اللہ عنہ کے وہاں پہنچ گئے تھے اور آتے ہی انہوں نے حضور اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک پوچھا تھا۔

اور میرا خیال ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا سراپائے مبارک اس خوبی سے بیان کرنا اس دودھ کی برکت ہی ہو سکتی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے دوہ کر سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا کو پلایا تھا کہ اس کے پیتے ہی سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا کی زبان اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک ﷺ کی خوبیاں بیان کرنے میں فصاحت و بلاغت سے رواں ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم جو فصاحت و بیان میں امیر مانے گئے ہیں سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے سراپا اقدس میں سب سے بڑھ کر بیان کس نے کیا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ سب سے اجمل و احسن اور بلیغ ترین سراپا رسول اللہ ﷺ جو کسی نے بیان کیا ہے وہ سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا الخزاعیہ نے بیان فرمایا ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا جیسا سراپائے اقدس کوئی اور بیان کیوں نہیں کر سکا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو دانش اور صواب رائے عورتوں کے جذبات میں رکھی ہے اور جو ان کے جذبات میں صفائی ہوتی ہے وہ مردوں میں نہیں ہوتی۔

جناب رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام کی طرف سے سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا کا دفاع: جب قریش مکہ کو معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور ان کے رفیق کار ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیمہ میں مہمان بن کر ٹھہرے ہیں تو انہوں نے

اپنے چند نادانوں کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا جب وہ حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کے ہاں پہنچے تو ان کے اچانک آنے پر وہ پریشان ہو گئیں کیونکہ ان لوگوں کی آنکھوں سے شر نمایاں طور پر دکھائی دے رہا تھا۔ اُن میں سے ایک نے پوچھا اری ام معبد بتاؤ محمد ﷺ کہاں ہیں۔ تو انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے لئے خطرہ محسوس کرتے ہوئے ان سے فرمایا تم جس بات کے بارے میں مجھ سے پوچھ رہے ہو وہ تو میں نے اب تک سنی تک نہیں ہے تو انہوں نے کہا یقیناً تم جانتی ہو کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ جب انہوں نے نہایت ہی اصرار سے پوچھا اور شر ان کے چہروں سے ظاہر ہونے لگا تو سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا تم یہاں سے جاتے ہو یا کہ میں اپنی قوم کے آدمیوں کو بلاؤں اور تم کان کھول کر یہ بات سن لو کہ پھر تم سلامت واپس نہیں جا سکو گے۔ پھر ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہمیں واپس چلے جانا چاہیے کیونکہ سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا اپنی قوم میں قابل احترام اور عزیز ہیں۔ اگر انہوں نے ایک ہی آواز دے دی تو ہمارا یہاں سے سلامت جانا محال ہو گا۔ پھر وہ ذلیل و خوار ہو کر وہاں سے واپس چلے گئے۔

وہ مبارک دودھ جو سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا کو جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے دوھ کر پلایا تھا اس سے آپ ظاہری طور پر ہی شکم سیر نہیں ہوئیں بلکہ اس دودھ نے ان کے اندر نور ایمان کو بھی بھر دیا جو ان کی رگ رگ میں سرایت کر گیا اور جسمانی سیرابی کے ساتھ ساتھ انہیں روحانی اور ایمانی سیرابی بھی حاصل ہوئی اور اس کے اثر سے دونوں میاں بیوی اسلام کے راستے پر چل پڑے۔ اتنی عظیم بھلائی اور خوش نصیبی تھی جو ان خیمہ والوں کو ایک عظیم اور کریم مہمان کے آنے سے حاصل ہوئی تھی

(ملخصا زاد المعاد، جلد دوم، رحمۃ للعالمین قاضی سلیمان منصور پوری)

* * *

واقعہ نمبر (۲۶۸)

سلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے پاس کچھ سرمایہ تھا جب شام ہوئی تو میں نے وہ لے لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبا میں تشریف فرما تھے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اندر چلا گیا اور عرض کی مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نیک شخص ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غریب ساتھی بھی ہیں جو حاجتمند ہیں میرے پاس صدقے کی یہ ذراسی چیز موجود تھی میں نے آپ لوگوں کو بہ نسبت دوسروں کے زیادہ مستحق سمجھا اور وہ چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ''کلوا'' کھاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ روکے رکھا اور اس میں سے کچھ نہ کھایا میں نے دل میں کہا ایک علامت تو ہے پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے چلا گیا۔ اور کچھ سرمایہ جمع کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکان تبدیل فرما کر مدینہ تشریف لا چکے تھے۔ ۔ دوبارہ آپ کے پاس گیا اور عرض کی میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقہ تناول نہیں فرماتے اس لئے یہ ہدیہ آپ کی شایانِ شان حاضر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے تناول کچھ تناول فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ انہوں نے بھی کھایا میں نے دل میں کہا یہ دو علامتیں تو ہوئیں پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع الغرقد میں تھے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کے جنازے کے ساتھ تشریف لائے تھے مجھ پر میری دو چادریں تھیں آپ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے میں نے سلام کیا اور چکر لگا کر آپ کی پشت مبارک کو دیکھنے لگا کہ میں اس خاتم کو جس کا وصف میرے دوست نے مجھ سے بیان کیا تھا دیکھ سکتا ہوں؟ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد گھوم رہا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ گئے کہ میں کسی ایسی شے کی تحقیق کر رہا ہوں جس وصف مجھ سے بیان کیا گیا ہے آپ نے پشت مبارک سے چادر نیچے گرا دی میں نے مہر نبوت دیکھی

اسے پہچان بھی لیا اور روتے ہوئے اسے بوسہ دینے کے لئے اس پر گرا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تحول'' ہٹو میں ہٹ گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھا۔ اے ابن عباس! میں نے آپ سے اپنے واقعات اس طرح بیان کئے جس طرح ابھی ابھی تم سے بیان کئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا کہ یہ واقعات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سنیں پھر سلمان رضی اللہ عنہ کو غلامی نے مصروف رکھا یہاں تک کہ بدر و احد کی جنگیں بھی ان سے چھوٹ گئیں سلمان نے کہا پھر مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

* * *

میرے سب عزیز چھوٹے سبھی یار بھی تو روٹھے
کہیں تم نہ روٹھ جانا مدنی مدینے والے

میں اگر چہ ہوں کمینہ تیرا ہوں شہہ مدینہ
مجھے سینے سے لگانا مدنی مدینے والے

کہیں کس سے آہ جاکر سنے کون میرے دلبر
میرے درد کا فسانہ مدنی مدینے والے

کبھی جو کی موٹی روٹی تو کبھی کھجور پانی
تیرا ایسا سادہ کھانا مدنی مدینے والے

سلمان تم آزادی کیوں نہیں حاصل کر لیتے

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سلمان مکاتبت کرلو، یعنی اپنے مال کو کچھ دے کر آزاد ہو جاؤ۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مالک سے چالیس اوقیہ سونے کے علاوہ تین سو درخت کھجوروں کے لگا کر سرسبز کر دینے کے معاوضے میں آزادی حاصل لکھوالی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: اپنے بھائی کی امداد کرو۔ انہوں نے کھجور کے درختوں کی امداد کی کسی شخص نے تین پودوں سے کسی نے بیس سے کسی نے پندرہ سے کسی نے دس سے ہر شخص جتنے اس کے پاس تھے امداد کرتا تھا یہاں تک کہ میرے لئے تین سو پودے اکٹھے ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذْهَبْ يَا سَلْمَان فَفَقِّرْ لَهَا فَاِذَا فَرَغْتَ فَاْتِنِيْ اَكُنْ اَنَا اَضَعُهَا بِيَدِيْ

سلمان جاؤ! اوران کے لئے گڑھے کھودو جب گڑھے کھودنے سے فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آؤ کہ میں خود اپنے ہاتھوں سے انہیں نصب کروں گا

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے گڑھے کھودے اور میرے ساتھیوں نے میری مدد کی یہاں تک کہ جب میں فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اطلاع دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ اس مقام کی طرف تشریف لے چلے ہم کھجوروں کے پودے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست مبارک سے نصب فرماتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم فارغ ہو گئے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ان میں سے ایک پودا بھی نہیں سوکھا میں نے کھجور کے درخت ان کے حوالے کر دیئے اب صرف مجھ پر مال باقی رہ گیا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کسی کان سے مرغی کے انڈے کے برابر سونا پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا فَعَلَ الْفَارِسِیُّ الْمُکَاتِبُ

فارسی مکاتب نے کیا کیا (اس نے اپنی مکاتبت کا معاوضہ ادا کر دیا یا نہیں)

پھر مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں بلایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

خُذْ ھٰذِہٖ فَاَدِّھَا مِمَّا عَلَیْکَ یَا سَلْمَان

اے سلمان! یہ لو اور جو قرض تم پر ہے اسے کے عوض میں یہ دے دو۔

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! جو رقم مجھ پر واجب ہے اس کے لحاظ سے یہ کسی شمار میں ہو گا؟ رقم تو بہت زیادہ ہے اور اسے تو اس سے کچھ نسبت ہی نہیں۔ فرمایا

خُذْھَا فَاِنَّ اللّٰہَ سَیُؤَدِّیْ بِھَا عَنْکَ

یہ لو اللہ اسی کے ذریعے تمہاری طرف سے ادا کر دے گا۔

میں نے اسے لے کر تولا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں سلمان کی جان ہے وہ پورا چالیس اوقیے تھا پس میں نے زر مکاتب پورا پورا ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا پھر رسول اللہ کے ساتھ جنگ خندق میں حاضر ہوا اس کے بعد آپ ﷺ کی ہمرکابی میں کوئی جنگ مجھ سے نہ چھوٹی۔[1]

* * *

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو معجزے

اسلام تو قبول کر لیا، لیکن یہودی کی غلامی سے آزادی کا مسئلہ تھا، اس نے کہا کہ تمہاری آزادی کے لیے یہ شرط ہے کہ تم تین سو کھجوروں کے پودے لگاؤ، جب وہ تمام

---

[1] سیرت ابن ہشام: ج۱، ص۴۳۸ تا ۴۴۴۔

درخت پھل دے دیں اور تم چالیس اوقیہ یعنی تقریباً پونے سات سیر سونا ادا کر دو تو تمہیں غلامی سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باغ میں جا کر اپنے مبارک ہاتھوں سے 300 پودے لگا دیے اور پھر یہ معجزہ ہوا کہ سارے درختوں نے اسی سال پھل دے دیا، جب کہ کھجور کے پودے میں پانچ سال میں پھل آتا ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انڈے کے برابر کہیں سے سونا آ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کو بلا کر فرمایا "یہ لے جاؤ اور تمہارے ذمہ جو سونا واجب الادا ہے، وہ ادا کرو۔" حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! اتنے تھوڑے سے سونے میں چالیس اوقیہ کا وزن کیسے پورا ہو گا؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یقین رکھو، اللہ تعالیٰ تمہیں اسی سے سبک دوش فرما دے گا۔" چناں چہ ایسا ہی ہوا، جب اس یہودی نے سونے کی اس ڈلی کو تولا تو پورا وزن نکلا اور ان کو آزادی مل گئی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد سے میں آں حضرت صلی اللہ عیہ وسلم کی خدمت میں رہنے لگا اور غزوہ خندق میں شریک ہوا۔

(جمع الفوائد، شمائل ترمذی، طبقات ابن سعد)

* * *

واقعہ نمبر (۲۶۹)

مہرِ نبوت کے بارے میں چند باتیں قابلِ لحاظ ہیں:

(۱) بعض محدثین فرماتے ہیں کہ مہر نبوت پیدائشی تھی اور بعض محدثین فرماتے ہیں کہ جب پہلی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کیا گیا تو اس وقت مہر نبوت بھی بنا دی گئی۔

(۲) بعض محدثین فرماتے ہیں کہ مہر نبوت پر ”محمد رسول اللہ“ لکھا ہوا تھا اور بعض محدثین فرماتے ہیں کہ مہر نبوت پر ”سِرْ فَاَنْتَ الْمَنْصُوْرُ“ لکھا ہوا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ تم جہاں بھی رہو گے تمہاری مدد کی جائے گی۔

(۳) حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کی ہیئت اور مقدار کیا تھی اور اس کا رنگ کیا تھا؟ اس بارے میں مختلف روایات مروی ہیں:

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یوں ہیں: ”فَإِذَا هُوَ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَةِ“ کہ وہ چکور کے انڈے جیسی تھی۔ چکور کا انڈہ مرغی کے انڈے سے ذرا چھوٹا اور کبوتری کے انڈے سے ذرا بڑا ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جس طرح مسہری کی چادر کے ساتھ لٹکنے والی گھنڈی ہوتی ہے جو کبوتر کے انڈے کے برابر بیضوی شکل میں ہوتی ہے مہرِ نبوت بھی اسی کی مانند تھی۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یوں ہیں: ”غُدَّةً حَمْرَاءَ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ“ یعنی مہر نبوت سرخ رسولی جیسی تھی اور مقدار میں کبوتر کے انڈے کے برابر تھی۔

حضرت ابو زید عمر بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”شَعَرَاتٌ مُجْتَمِعَاتٌ“ یعنی چند بالوں کا مجموعہ تھا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”كَانَ فِي ظَهْرِهٖ

"بَضْعَةٌ نَاشِزَةٌ" آپ کی پشت مبارک پر گوشت کا ٹکڑا ابھرا ہوا تھا۔

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: "عَلٰی كَتِفَيْهِ مِثْلَ الْجُمْعِ حَوْلَهَا خِيلَانٌ كَاَنَّهَا ثَاٰلِيلُ" یعنی مہرِ نبوت آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مٹھی کی طرح تھی جس کے چاروں طرف تل تھے جو مسوں کے برابر تھے۔

ان تمام روایات کا خلاصہ اور زبدہ یہ ہے کہ حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر دونوں کندھوں کے درمیان گوشت کا ابھرا ہوا ایک بیضہ نما (انڈے کی طرح) حصہ تھا اور اس پر بال بھی تھے۔

مذکورہ روایات میں اختلاف کوئی حقیقی اختلاف نہیں کیونکہ یہ سب تشبیہات ہیں اور تشبیہ ہر شخص کے اپنے ذہن کے موافق ہوتی ہے جو کہ تقریبی حالت ہوتی ہے اور تقریب کے اختلاف میں اشکال نہیں ہوتا۔

علامہ قرطبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مہرِ نبوت مقدار اور رنگ میں مختلف ہوتی رہتی تھی اور کم زیادہ بھی ہوتی رہتی تھی۔ (حاشیۃ جمع الوسائل: ج1 ص72، ص73)

(۴) حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مبارکہ میں جب بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو شک ہوا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے مہرِ نبوت کے نہ ہونے سے وصال پر استدلال کیا تھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہرِ نبوت وفات مبارکہ پر ختم ہو گئی تھی۔

(حاشیۃ جمع الوسائل: ج1 ص70)

* * *

واقعہ نمبر (۲۷۰)

سراقہ کا گھوڑا

جب اُمِ معبد کے گھر سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے روانہ ہوئے تو مکہ کا ایک مشہور شہسوار سراقہ بن مالک بن جعشم تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر تعاقب کرتا نظر آیا۔ قریب پہنچ کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گھوڑے سے گر پڑا مگر سو اونٹوں کا انعام کوئی معمولی چیز نہ تھی۔ انعام کے لالچ نے اسے دوبارہ اُبھارا اور وہ حملہ کی نیت سے آگے بڑھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے پتھریلی زمین میں اس کے گھوڑے کا پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ یہ معجزہ دیکھ کر خوف و دہشت سے کانپنے لگا اور امان! امان! پکارنے لگا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دل رحم و کرم کا سمندر تھا۔ سراقہ کی لاچاری اور گریہ زاری پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دریائے رحمت جوش میں آ گیا۔ دعا فرما دی تو زمین نے اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد سراقہ نے عرض کیا کہ مجھ کو امن کا پروانہ لکھ دیجیے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کے لئے امن کی تحریر لکھ دی۔ سراقہ نے اس تحریر کو اپنے ترکش میں رکھ لیا اور واپس لوٹ گیا۔ راستہ میں جو شخص بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرتا تو سراقہ اس کو یہ کہہ کر لوٹا دیتے کہ میں نے بڑی دور تک بہت زیادہ تلاش کیا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرف نہیں ہیں۔ واپس لوٹتے ہوئے سراقہ نے کچھ سامان سفر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور نذرانہ کے پیش کیا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا۔

(بخاری باب ہجرۃ النبی ج ۱ ص ۵۵۴ و زرقانی ج ۱ ص ۳۴۶ و مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۶۲)

سراقہ اس وقت تو مسلمان نہیں ہوئے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت نبوت اور اسلام کی صداقت کا سکہ ان کے دل پر بیٹھ گیا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فتح مکہ اور جنگ طائف و حنین سے فارغ ہو کر "جعرانہ" میں پڑاؤ کیا تو سراقہ اسی پروانہ امن کو لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو گئے اور اپنے قبیلہ کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔ (دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۱۵ و مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۶۲)

واضح رہے کہ یہ وہی سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے علم غیب سے غیب کی خبر دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اے سراقہ! تیرا کیا حال ہوگا جب تجھ کو ملک فارس کے بادشاہ کسریٰ کے دونوں کنگن پہنائے جائیں گے؟ اس ارشاد کے برسوں بعد جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن دربار خلافت میں لائے گئے تو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی تصدیق و تحقیق کے لئے وہ کنگن حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنا دیئے اور فرمایا کہ اے سراقہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے حمد ہے جس نے ان کنگنوں کو بادشاہ فارس کسریٰ سے چھین کر سراقہ بدوی کو پہنا دیا۔ حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۴ھ میں وفات پائی۔ جب کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت خلافت پر رونق افروز تھے۔ (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۴۶ و ص ۳۴۸)

* * *

ہے چٹائی کا بچھونا کبھی خاک ہی پہ سونا
کبھی ہاتھ کا سرہانہ مدنی مدینے والے

واقعہ نمبر (۲۷۱)

بریدہ اسلمی کا جھنڈا

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو "بریدہ اسلمی" قبیلۂ بنی سہم کے ستر سواروں کو ساتھ لے کر اس لالچ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لئے آئے کہ قریش سے ایک سو اونٹ انعام مل جائے گا۔ مگر جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آئے اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں اور خدا کا رسول ہوں۔ جمال و جلال نبوت کا ان کے قلب پر ایسا اثر ہوا کہ فوراً ہی کلمہ شہادت پڑھ کر دامن اسلام میں آ گئے اور کمال عقیدت سے یہ درخواست پیش کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری تمنا ہے کہ مدینہ میں حضور کا داخلہ ایک جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہیے، یہ کہا اور اپنا عمامہ سر سے اتار کر اپنے نیزہ پر باندھ لیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمبردار بن کر مدینہ تک آگے آگے چلتے رہے۔ پھر دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ مدینہ میں کہاں اتریں گے تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اونٹنی خدا کی طرف سے مامور ہے۔ یہ جہاں بیٹھ جائے گی وہی میری قیام گاہ ہے۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۶۲)

* * *

تیری سادگی پہ لاکھوں تیری عاجزی پہ لاکھوں
ہوں سلام عاجزانہ مدنی مدینے والے

واقعہ نمبر (۲۷۲)

حضرت زبیر کے بیش قیمت کپڑے

اس سفر میں حسن اتفاق سے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوگئی جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے ہیں۔ یہ ملک شام سے تجارت کا سامان لے کر آ رہے تھے۔ انہوں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں چند نفیس کپڑے بطور نذرانہ کے پیش کیے جن کو تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول فرمالیا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۶۳)

* * *

یہ مریض مر رہا ہے تیرے ہاتھ میں شفاء ہے
اے طبیب جلد آنا مدنی مدینے والے

مجھے آفتوں نے گھیرا ، ہے مصیبتوں کا ڈیرہ
یا نبی: صلی اللہ علیہ وسلم مدد کو آنا مدنی مدینے والے

میری آنے والی نسلیں تیرے عشق ہی میں مچلیں
انہیں نیک تم بنانا مدنی مدینے والے

تیرے غم میں کاش عطار رہے ہر گھڑی گرفتار
غم مال سے بچانا مدنی مدینے والے

واقعہ نمبر (۲۷۳)

شہنشاہ رسالت مدینہ میں

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد آمد کی خبر چونکہ مدینہ میں پہلے سے پہنچ چکی تھی اور عورتوں بچوں تک کی زبانوں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا چرچا تھا۔ اس لئے اہل مدینہ آپ کے دیدار کے لئے انتہائی مشتاق و بے قرار تھے۔ روزانہ صبح سے نکل نکل کر شہر کے باہر سراپا انتظار بن کر استقبال کے لئے تیار رہتے تھے اور جب دھوپ تیز ہو جاتی تو حسرت و افسوس کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاتے۔ ایک دن اپنے معمول کے مطابق اہل مدینہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ دیکھ کر واپس جا چکے تھے کہ ناگہاں ایک یہودی نے اپنے قلعہ سے دیکھا کہ تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری مدینہ کے قریب آن پہنچی ہے۔ اس نے بہ آواز بلند پکارا کہ اے مدینہ والو! لو تم جس کا روزانہ انتظار کرتے تھے وہ کاروانِ رحمت آ گیا۔ یہ سن کر تمام انصار بدن پر ہتھیار سجا کر اور وجد و شادمانی سے بے قرار ہو کر دونوں عالم کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استقبال کرنے کے لئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور نعرہ تکبیر کی آوازوں سے تمام شہر گونج اُٹھا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۶۳ وغیرہ)

* * *

آئینۂ الہام پہ جب نظر پڑی ہے
ہر جلوۂ نبوی میں جمالِ "صمدی" ہے

واقعہ نمبر (۲۷۴)

مسجد قبا میں جلوہ افروز

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر جہاں آج "مسجد قبا" بنی ہوئی ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے اور قبیلۂ عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں تشریف فرما ہوئے۔ اہل خاندان نے اس فخر و شرف پر کہ دونوں عالم کے میزبان ان کے مہمان بنے اللہ اکبر کا پر جوش نعرہ مارا۔ چاروں طرف سے انصار جوشِ مسرت میں آتے اور بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ عقیدت پیش کرتے۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے وہ لوگ بھی اس مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حکم نبوی کے مطابق قریش کی امانتیں واپس لوٹا کر تیسرے دن مکہ سے چل پڑے تھے وہ بھی مدینہ آگئے اور اسی مکان میں قیام فرمایا اور حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خاندان والے ان تمام مقدس مہمانوں کی مہمان نوازی میں دن رات مصروف رہنے لگے۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۶۳ و بخاری ج ۱ ص ۵۶۰)

* * *

قرآن تیرے خُلقِ عظیمہ کا ہے پَرتَو
آیات و معارف میں تری جلوہ گری ہے

واقعہ نمبر (۲۷۵)

نورانی اجتماع

اللہ اکبر! عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسید الاولیاء اور صالحین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نورانی اجتماع سے ایسا سماں بندھ گیا ہوگا کہ غالباً چاند، سورج اور ستارے حیرت کے ساتھ اس مجمع کو دیکھ کر زبانِ حال سے کہتے ہوں گے کہ یہ فیصلہ مشکل ہے کہ آج انجمن آسمان زیادہ روشن ہے یا حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان؟ اور شاید خاندان عمرو بن عوف کا بچہ بچہ جوشِ مسرت سے مسکرا مسکرا کر زبانِ حال سے یہ نغمہ گاتا ہوگا کہ

اُن کے قدم پہ میں نثار جن کے قدوم ناز نے
اُجڑے ہوئے دیار کو رشک چمن بنا دیا

* * *

کُلیتِ " اَلحمد " میں تقدیس تھی جتنی
محشر میں وہی مَسندِ "محمودؔ" بنی ہے

تیرے ہی مُنادی ہیں یہ مُرسل بھی نبی بھی
آدم تا مسیحا ، تیری دھوم مچی ہے

واقعہ نمبر(۲۷۶)

سورج پلٹ آیا

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آسمانی معجزات میں سورج پلٹ آنے کا معجزہ بھی بہت ہی عظیم الشان معجزہ اور صداقتِ نبوت کا ایک واضح ترین نشان ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت بی بی اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ "خیبر" کے قریب "منزل صہبا" میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عصر پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں اپنا سر اقدس رکھ کر سو گئے اور آپ پر وحی نازل ہونے لگی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر اقدس کو اپنی آغوش میں لیے بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور آپ کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر قضا ہو گئی تو آپ نے یہ دعا فرمائی کہ "یا اللہ! یقیناً علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے لہٰذا تو سو[illegible]و واپس لوٹا دے تا کہ علی نماز عصر ادا کرلیں۔"

* * *

یوں قاسمِ مطلق تجھے "مُعطی" نے بنایا
سب ارض و سما میں تری رحمت ہی بٹی ہے

آنکھوں پہ بٹھائیں اُسے شاہانِ زمانہ
گردن ، تیری دہلیز پہ جسکی بھی جھکی ہے

واقعہ نمبر (۲۷۷)

ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا

حضرت بی بی اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور زمین کے اوپر ہر طرف دھوپ پھیل گئی۔ (زرقانی جلد ۵ ص ۱۱۳ وشفاء جلد ۱ ص ۱۸۵ ومدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۲۵۲)

اس میں شک نہیں کہ بخاری کی روایتوں میں اس معجزہ کا ذکر نہیں ہے لیکن یاد رکھیے کہ کسی حدیث کا بخاری میں نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ حدیث بالکل ہی بے اصل ہے۔ امام بخاری کو چھ لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں۔ انہی حدیثوں میں سے چن کر انہوں نے بخاری شریف میں اگر مکررات ومتابعات کو شامل کر کے شمار کی جائیں تو صرف نو ہزار بیاسی حدیثیں لکھی ہیں اور اگر مکررات ومتابعات کو چھوڑ کر گنتی کی جائے تو کل حدیثوں کی تعداد دو ہزار سات سو اکسٹھ ۲۷۶۱ رہ جاتی ہیں۔ (مقدمہ فتح الباری)

باقی حدیثیں جو حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ کو زبانی یاد تھیں۔ ظاہر ہے کہ وہ بے اصل اور موضوع نہ ہوں گی بلکہ وہ بھی یقیناً صحیح یا حسن ہی ہوں گی تو آخر وہ سب کہاں ہیں؟ اور کیا ہوئیں؟ تو اس بارے میں یہ کہنا ہی پڑے گا کہ دوسرے محدثین نے انہی حدیثوں کو اور کچھ دوسری حدیثوں کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہوگا۔ چنانچہ منزل صہبا میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر کے لیے سورج پلٹ آنے کی حدیث کو بہت سے محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حضرت امام ابوجعفر طحاوی، احمد بن صالح، وامام طبرانی وقاضی عیاض نے اس حدیث کو اپنی اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے اور امام طحاوی نے تو یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ امام احمد بن صالح جو امام احمد بن حنبل کے ہم پلہ ہیں، فرمایا کرتے تھے کہ یہ روایت عظیم

ترین معجزہ اور علامات نبوت میں سے ہے لہٰذا اس کو یاد کرنے میں اہل علم کو نہ پیچھے رہنا چاہیے نہ غفلت برتنی چاہیے۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۲۵۴)

واقعہ نمبر (۲۷۸)

سورج ٹھہر گیا

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آسمانی معجزات میں سے سورج پلٹ آنے کے معجزہ کی طرح چلتے ہوئے سورج کا ٹھہر جانا بھی ایک بہت ہی عظیم معجزہ ہے جو معراج کی رات گزر کر دن میں وقوع پذیر ہوا۔ چنانچہ یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے روایت کی ہے کہ جب کفار قریش نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے اس قافلہ کے حالات دریافت کیے جو ملک شام سے مکہ آ رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے تمہارے اس قافلہ کو بیت المقدس کے راستہ میں دیکھا ہے اور وہ بدھ کے دن مکہ آ جائے گا۔ چنانچہ قریش نے بدھ کے دن شہر سے باہر نکل کر اپنے قافلہ کی آمد کا انتظار کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا اور قافلہ نہیں آیا اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو ٹھہرا دیا اور ایک گھڑی دن کو بڑھا دیا۔ یہاں تک کہ وہ قافلہ آن پہنچا۔ (زرقانی جلد ۵ ص ۱۱۶ و شفاء جلد ۱ ص ۱۸۵)

واضح رہے کہ ”حبس الشمس“ یعنی سورج کو ٹھہرا دینے کا معجزہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے لیے مخصوص نہیں بلکہ انبیاء سابقین میں سے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے بھی یہ معجزہ ظاہر ہو چکا ہے جس کا واقعہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن وہ بیت المقدس میں قوم جبارین سے جہاد فرما رہے تھے ناگہاں سورج ڈوبنے لگا اور یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر سورج غروب ہو گیا تو سنیچر کا دن آ جائے گا اور سنیچر کے دن موسوی شریعت کے حکم کے مطابق جہاد نہ ہو سکے گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک گھڑی تک سورج کو چلنے سے روک دیا یہاں تک

کہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام قوم جبارین پر فتح یاب ہو کر جہاد سے فارغ ہو گئے۔ (تفسیر جلالین سورہ مائدہ ص ۹۸ و تفسیر جمل جلد ۱ ص ۴۸۰)

واقعہ نمبر (۲۷۹)

بادل چھٹ گیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ عرب میں نہایت ہی سخت قسم کا قحط پڑا ہوا تھا اس وقت جب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ کے لیے منبر پر چڑھے تو ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر فریاد کی کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بارش نہ ہونے سے جانور ہلاک اور بال بچے بھوک سے تباہ ہو رہے ہیں لہٰذا آپ دعا فرمایئے۔ اس وقت آسمان میں کہیں بدلی کا نام و نشان نہیں تھا مگر جوں ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اٹھایا ہر طرف سے پہاڑوں کی طرح بادل آ کر چھا گئے اور ابھی آپ منبر پر سے اترے بھی نہ تھے کہ بارش کے قطرات آپ کی نورانی داڑھی پر ٹپکنے لگے اور آٹھ دن تک مسلسل موسلا دھار بارش ہوتی رہی یہاں تک کہ جب دوسرے جمعہ کو آپ خطبہ کے لیے منبر پر رونق افروز ہوئے تو وہی اعرابی یا کوئی دوسرا کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے فریاد کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مکانات منہدم ہو گئے اور مال مویشی غرق ہو گئے لہٰذا دعا فرمایئے کہ بارش بند ہو جائے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر اپنا مقدس ہاتھ اٹھا دیا اور یہ دعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اے اللہ! ہمارے ارگرد بارش ہو اور ہم پر نہ بارش ہو۔ پھر آپ نے بدلی کی طرف اپنے دستِ مبارک سے اشارہ فرمایا تو مدینہ کے اردگرد سے بادل کٹ کر چھٹ گیا اور مدینہ اور اس کے اطراف میں بارش بند ہو گئی۔ (بخاری جلد ۱ ص ۱۲۷ باب الاستسقاء فی الجمعہ)

* * *

واقعہ نمبر (۲۸۰)

مغلوب فاتح ہوگا

۶۱۴ء میں روم اور فارس کے دونوں بادشاہوں میں ایک جنگِ عظیم شروع ہوئی چھبیس ہزار یہودیوں نے بادشاہ فارس کے لشکر میں شامل ہوکر ساٹھ ہزار عیسائیوں کا قتل عام کیا یہاں تک کہ ۶۱۶ء میں بادشاہ فارس کی فتح ہوگئی اور بادشاہ روم کا لشکر بالکل ہی مغلوب ہوگیا اور رومی سلطنت کے پرزے پرزے اڑ گئے۔ بادشاہ روم اہل کتاب اور مذہباً عیسائی تھا اور بادشاہ فارس مجوسی مذہب کا پابند اور آتش پرست تھا۔ اس لیے بادشاہ روم کی شکست سے مسلمانوں کو رنج وغم ہوا اور کفار کو انتہائی شادمانی و مسرت ہوئی۔ چنانچہ کفار نے مسلمانوں کو طعنہ دیا اور کہنے لگے کہ تم اور نصاریٰ اہل کتاب ہو اور ہم اور اہل فارس بے کتاب ہیں جس طرح ہمارے بھائی تمہارے بھائیوں پر فتح یاب ہوکر غالب آگئے اسی طرح ہم بھی ایک دن تم لوگوں پر غالب آجائیں گے۔ کفار کے ان طعنوں سے مسلمانوں کو اور زیادہ رنج وصدمہ ہوا۔

اس وقت رومیوں کی یہ افسوسناک حالت تھی کہ وہ اپنے مشرقی مقبوضات کا ایک ایک چپہ کھو چکے تھے۔ خزانہ خالی تھا۔ فوج منتشر تھی مُلک میں بغاوتوں کا طوفان اٹھ رہا تھا۔ شہنشاہ روم بالکل نالائق تھا۔ ان حالات میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بادشاہ روم بادشاہ فارس پر غالب ہوسکتا تھا مگر ایسے وقت میں نبی صادق نے قرآن کی زبان سے کفار مکہ کو یہ پیش گوئی سنائی کہ

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ م بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ط (روم)

رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور وہ اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب

غالب ہوں گے چند برسوں میں۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صرف نو سال کے بعد خاص "صلح حدیبیہ" کے دن بادشاہ روم کا لشکر اہل فارس پر غالب آ گیا اور مخبر صادق کی یہ خبر غیب عالم وجود میں آ گئی۔

* * *

ہے نام، سگانِ درِ سرکار کی صف میں
جب سے ہوا شامل میری قسمت سنوری ہے

ہو درد و الم کا کوئی درماں میرے آقا !
لج پال ترا در، ترا گھر بار سخی ہے

اِک نظرِ کرم، سوئے رضا، رحمتِ عالم !
کب سے یہ کھڑا، منتظرِ چارہ گری ہے

واقعہ نمبر (۲۸۱)

ہجرت کے بعد قریش کی تباہی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس بے سروسامانی کے ساتھ ہجرت فرمائی تھی اور صحابہ کرام جس کسمپرسی اور بے کسی کے عالم میں کچھ حبشہ، کچھ مدینہ چلے گئے تھے۔ ان حالات کے پیش نظر بھلا کسی کے حاشیہ خیال میں بھی یہ آ سکتا تھا کہ یہ بے سروسامان اور غریب الدیار مسلمانوں کا قافلہ ایک دن مدینہ سے اتنا طاقتور ہو کر نکلے گا کہ وہ کفار قریش کی ناقابل تسخیر عسکری طاقت کو تہس نہس کر ڈالے گا جس سے کافروں کی عظمت وشوکت کا چراغ گل ہو جائے گا اور مسلمانوں کی جان کے دشمن مٹھی بھر مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔ لیکن خداوند علام الغیوب کا محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت سے ایک سال پہلے ہی قرآن پڑھ پڑھ کر اس خبر غیب کا اعلان کر رہا تھا کہ

> وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا (بنی اسرائیل)
>
> اگر وہ تم کو سرزمین مکہ سے گھبرا چکے تا کہ تم کو اس سے نکال دیں تو وہ اہل مکہ تمہارے بعد بہت ہی کم مدت تک باقی رہیں گے۔

چنانچہ یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی اور ایک ہی سال کے بعد غزوہ بدر میں مسلمانوں کی فتح مبین نے کفار قریش کے سرداروں کا خاتمہ کر دیا اور کفار مکہ کی لشکری طاقت کی جڑ کٹ گئی اور ان کی شان وشوکت کا جنازہ نکل گیا۔

* * *

واقعہ نمبر (۲۸۲)

ایک دن مسلمان شہنشاہ ہوں گے

ہجرت کے بعد کفارِ قریش جوشِ انتقام میں آپے سے باہر ہو گئے اور بدر کی شکست کے بعد تو جذبہ انتقام نے ان کو پاگل بنا ڈالا تھا۔ تمام قبائل عرب کو ان لوگوں نے جوش دلا دلا کر مسلمانوں پر یلغار کر دینے کے لئے تیار کر دیا تھا۔ چنانچہ مسلسل آٹھ برس تک خونریز لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ جس میں مسلمانوں کو تنگ دستی، فاقہ مستی، قتل و خونریزی، قسم قسم کی حوصلہ شکن مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ مسلمانوں کو ایک لمحہ کے لیے سکون میسر نہیں تھا۔ مسلمان خوف و ہراس کے عالم میں راتوں کو جاگ جاگ کر وقت گزارتے تھے اور رات رات بھر رحمت عالم کے کاشانہ نبوت کا پہرہ دیا کرتے تھے لیکن عین اس پریشانی اور بے سروسامانی کے ماحول میں دونوں جہان کے سلطان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن کا یہ اعلان نشر فرمایا کہ مسلمانوں کو "خلافت ارض" یعنی دین و دنیا کی شہنشاہی کا تاج پہنایا جائے گا۔ چنانچہ غیب داں رسول نے اپنے دلکش اور شیریں لہجہ میں قرآن کی ان روح پرور اور ایمان افروز آیتوں کو علی الاعلان تلاوت فرمانا شروع کر دیا کہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ م بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط (سورہ نور)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا خدا نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ان کو زمین کا خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان کے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور جو دین ان کے لیے پسند کیا ہے اس کو مستحکم کر دے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

مسلمان جن نامساعد حالات اور پریشان کن ماحول کی کشمکش میں مبتلا تھے ان حالات میں خلافتِ ارض اور دین و دنیا کی شہنشاہی کی یہ عظیم بشارت انتہائی حیرت ناک خبر تھی بھلا کون تھا جو یہ سوچ سکتا تھا کہ مسلمانوں کا ایک مظلوم و بے کس گروہ جس کو کفار مکہ نے طرح طرح کی اذیتیں دے کر کچل ڈالا تھا اور اس نے اپنا سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آ کر چند نیک بندوں کے زیر سایہ پناہ لی تھی اور اس کو یہاں آ کر بھی سکون و اطمینان کی نیند نصیب نہیں ہوئی تھی بھلا ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ اس گروہ کو ایسی شہنشاہی مل جائے گی کہ خدا کے آسمان کے نیچے اور خدا کی زمین پر خدا کے سوا ان کو کسی اور کا ڈر نہ ہوگا۔ بلکہ ساری دنیا ان کے جاہ و جلال سے ڈر کر لرزہ براندام رہے گی مگر ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ بشارت پوری ہوئی اور ان مسلمانوں نے شہنشاہ بن کر دنیا پر اس طرح کامیاب حکومت کی کہ اس کے سامنے دنیا کی تمام متمدن حکومتوں کا شیرازہ بکھر گیا اور تمام سلاطین عالم کی سلطانی کے پرچم عظمت اسلام کی شہنشاہی کے آگے سرنگوں ہو گئے۔ کیا اب بھی کسی کو اس پیشین گوئی کی صداقت میں بال کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی شک وشبہ ہوسکتا ہے۔

* * *

کس کا جمالِ ناز ہے جلوہ نما یہ سُو بہ سُو
گوشہ بہ گوشہ ، در بہ در ، قریہ بہ قریہ ، کُو بہ کُو

اشکِ فشاں ہے کس لئے دیدۂ منتظر میرا
دجلہ بہ دجلہ ، یم بہ یم ، چشمہ بہ چشمہ ، جُو بہ جُو

واقعہ نمبر (۲۸۳)

تھوڑی چیز زیادہ ہوگئی

تمام دنیا جانتی ہے کہ مسلمانوں کا ابتدائی زمانہ بہت ہی فقر و فاقہ میں گزرا ہے۔ کئی کئی دن گزر جاتے تھے کہ ان لوگوں کو کوئی چیز کھانے کے لئے نہیں ملتی تھی۔ ایسی حالت میں اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ان فاقہ زدہ مسلمانوں کی نصرت و دستگیری نہ کرتا تو بھلا ان مفلس اور فاقہ مست مسلمانوں کا کیا حال ہوتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان سے اترنے والے دسترخوان کی سات روٹیوں اور سات مچھلیوں سے کئی سو آدمیوں کو شکم سیر کر دیا۔ یقیناً یہ ان کا بہت ہی عظیم الشان معجزہ ہے جس کا ذکر انجیل و قرآن دونوں مقدس آسمانی کتابوں میں مذکور ہے۔ لیکن حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک سے سینکڑوں مرتبہ اس قسم کی معجزانہ برکتوں کا ظہور ہوا کہ تھوڑا سا کھانا پانی سینکڑوں بلکہ ہزاروں انسانوں کو شکم سیر اور سیراب کرنے کے لئے کافی ہوگیا۔ اس قسم کے سینکڑوں معجزات میں سے مندرج ذیل چند معجزات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزانہ تصرفات کی آیات بینات بن کر احادیث کی کتابوں میں اس طرح چمک رہے ہیں جس طرح آسمان پر اندھیری راتوں میں ستارے چمکتے اور جگمگاتے رہتے ہیں۔

* * *

میری نگاہ شوق میں حسنِ ازل ہے بے حجاب
غنچہ بہ غنچہ ، گُل بہ گُل ، لالہ بہ لالہ ، بُو بہ بُو

واقعہ نمبر (۲۸۴)

اُمِ سُلیم کی روٹیاں

ایک دن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں آئے اور اپنی بیوی حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمزور آواز سے یہ محسوس کیا کہ آپ بھوکے ہیں۔ اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو کی چند روٹیاں دوپٹے میں لپیٹ کر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ آپ کی خدمت میں بھیج دیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بارگاہِ نبوت میں پہنچے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مجمع میں تشریف فرماتھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا ابوطلحہ نے تمہارے ہاتھ کھانا بھیجا ہے؟ انہوں نے کہا کہ "جی ہاں" یہ سن کر آپ اپنے اصحاب کے ساتھ اٹھے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لائے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوڑ کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کی خبر دی، انہوں نے بی بی اُمِ سلیم سے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جماعت کے ساتھ ہمارے گھر پر تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکان سے نکل کر نہایت ہی گرم جوشی کے ساتھ آپ کا استقبال کیا آپ نے تشریف لا کر حضرت بی بی اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو لاؤ۔ انہوں نے وہی چند روٹیاں پیش کر دیں جن کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ بارگاہ رسالت میں بھیجا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے ان روٹیوں کا چورہ بنایا گیا اور حضرت بی بی اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس چورہ پر بطور سالن کے گھی ڈال دیا، ان چند روٹیوں میں آپ کے معجزانہ تصرفات سے اس قدر برکت ہوئی کہ آپ دس دس آدمیوں کو مکان کے اندر بلا بلا کر کھلاتے رہے اور وہ لوگ خوب شکم سیر

ہو کر کھاتے اور جاتے رہے یہاں تک کہ ستر یا اسی آدمیوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھا لیا۔

(بخاری جلد ا ص ۵۰۵ علامات النبوۃ و بخاری جلد ۲ ص ۹۸۹)

واقعہ نمبر (۲۸۵)

حضرت جابر کی کھجوریں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد یہودیوں کے قرضدار تھے اور جنگِ اُحد میں شہید ہو گئے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے والد نے اپنے اوپر قرض چھوڑ کر وفات پائی ہے اور کھجوروں کے سوا میرے پاس قرض ادا کرنے کا کوئی سامان نہیں ہے، صرف کھجوروں کی پیداوار سے کئی برس تک یہ قرض ادا نہیں ہو سکتا آپ میرے باغ میں تشریف لے چلیں تا کہ آپ کے ادب سے یہودی اپنا قرض وصول کرنے میں مجھ پر سختی نہ کریں۔ چنانچہ آپ باغ میں تشریف لائے اور کھجوروں کا جو ڈھیر لگا ہوا تھا اس کے گرد چکر لگا کر دعا فرمائی اور خود کھجوروں کے ڈھیر پر بیٹھ گئے۔ آپ کے معجزانہ تصرف اور دعا کی تاثیر سے ان کھجوروں میں اس قدر برکت ہوئی کہ تمام قرض ادا ہو گیا اور جس قدر کھجوریں قرضداروں کو دی گئیں اتنی ہی بچ رہیں۔ (بخاری ج ۲ ص ۵۰۵ علامات النبوۃ)

* * *

جلوہِ عارضِ نبی ، رشکِ جمالِ یوسفی
سینہ بہ سینہ ، سر بہ سر ، چہرہ بہ چہرہ ، ہُو بہ ہُو

واقعہ نمبر (۲۸۶)

حضرت ابوہریرہ کی تھیلی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کچھ کھجوریں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کھجوروں میں برکت کی دعا فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کھجوروں کو اکٹھا کر کے دعاء برکت فرما دی اور ارشاد فرمایا کہ تم ان کو اپنے توشہ دان میں رکھ لو اور تم جب چاہو ہاتھ ڈال کر اس میں سے نکالتے رہو لیکن کبھی توشہ دان جھاڑ کر بالکل خالی نہ کر دینا۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ ؓ تیس برس تک ان کھجوروں کو کھاتے اور کھلاتے رہے بلکہ کئی من اس میں سے خیرات بھی کر چکے مگر وہ ختم نہ ہوئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ اس تھیلی کو اپنی کمر سے باندھے رہتے تھے یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن وہ تھیلی ان کی کمر سے کٹ کر کہیں گر گئی۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۵۴۲ معجزات وترمذی جلد ۲ ص ۲۲۴ مناقب ابوہریرہ)

اس تھیلی کے ضائع ہونے کا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمر بھر صدمہ اور افسوس رہا۔ چنانچہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن نہایت رقت انگیز اور درد بھرے لہجہ میں یہ شعر پڑھتے ہوئے چلتے پھرتے تھے کہ۔

لِلنَّاسِ ھَمٌّ وَلِیْ ھَمَّانِ بَیْنَھُمْ　　ھَمُّ الْجِرَابِ وَھَمُّ الشَّیْخِ عُثْمَانَا

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

لوگوں کے لئے ایک غم ہے اور میرے لئے دو غم ہیں ایک تھیلی کا غم دوسرے شیخ عثمان ؓ کا غم۔

واقعہ نمبر(۲۸۷)

اُمِ مالک کا کُپّہ

حضرت اُمِ مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک کپہ تھا جس میں وہ حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہدیہ میں گھی بھیجا کرتی تھیں اس کپے میں اتنی عظیم برکتوں کا ظہور ہوا کہ جب بھی اُمِ مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے سالن مانگتے تھے اور گھر میں کوئی سالن نہیں ہوتا تھا تو وہ اس کپے میں سے گھی نکال کر اپنے بیٹوں کو دے دیا کرتی تھیں۔ ایک مدت دراز تک وہ ہمیشہ اس کپے میں سے گھی نکال نکال کر اپنے گھر کا سالن بنایا کرتی تھیں۔ ایک دن انہوں نے اس کپے کو نچوڑ کر بالکل ہی خالی کر دیا جب بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم نے اس کپے کو نچوڑ ڈالا؟ انہوں نے کہا کہ "جی ہاں" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اس کپے کو نہ نچوڑتیں اور یوں ہی چھوڑ دیتیں تو ہمیشہ اس میں سے گھی نکلتا ہی رہتا۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۵۳۷ باب المعجزات)

* * *

زلفِ درازِ مصطفیٰ ، گیسوئے لیلِ حق نما
طرّہ بہ طرّہ ، خم بہ خم ، حلقہ بہ حلقہ ، مُو بہ مُو
یہ میرا اضطرابِ شوق ، رشکِ جنونِ قیس ہے
جذبہ بہ جذبہ ، دل بہ دل ، شیوہ بہ شیوہ ، خُو بہ خُو

واقعہ نمبر (۲۸۸)

بابرکت پیالہ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ بھر کر کھانا تھا، ہم لوگ دس دس آدمی باری باری صبح سے شام تک اس پیالہ میں سے لگاتار کھاتے رہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ ایک ہی پیالہ تو کھانا تھا تو وہ کہاں سے بڑھتا رہتا تھا؟ (کہ لوگ اس قدر زیادہ تعداد میں دن بھر اس کو کھاتے رہے) تو انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ”وہاں سے“ (ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۳ باب ماجاء فی آیات نبوۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

* * *

تیرا تصورِ جمال میرا شریکِ حال ہے
نالہ بہ نالہ، غم بہ غم، نعرہ بہ نعرہ، ہُو بہ ہُو

بزمِ جہاں میں یاد ہے آج بھی ہر طرف تیری
قِصہ بہ قِصہ، لب بہ لب، خطبہ بہ خطبہ، رُو بہ رُو

کاش ہو ان کا سامنا عین حریم ناز میں
چہرہ بہ چہرہ، رُخ بہ رُخ، دیدہ بہ دیدہ، دُو بہ دُو

واقعہ نمبر (۲۸۹)

تھوڑا توشہ عظیم برکت

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چودہ سو اشخاص کی جماعت کے ساتھ ایک سفر میں تھے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھوک سے بے تاب ہو کر سواری کی اونٹنیوں کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرما دیا اور حکم دیا کہ تمام لشکر والے اپنا اپنا توشہ ایک دستر خوان پر جمع کریں۔ چنانچہ جس کے پاس جو کچھ تھا لا کر رکھ دیا تو تمام سامان اتنی جگہ میں آ گیا جس پر ایک بکری بیٹھ سکتی تھی لیکن چودہ سو آدمیوں نے اس میں سے شکم سیر ہو کر کھا بھی لیا اور اپنے اپنے توشہ دانوں کو بھی بھر لیا کھانے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی مانگا، ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو پیالہ میں انڈیل دیا اور اپنا دستِ مبارک اس میں ڈال دیا تو چودہ سو آدمیوں نے اس سے وضو کیا۔

(مسلم جلد ۲ ص ۸۱ باب استحباب خلط الازواد)

* * *

عالمِ شوق میں رئیس کس کی مجھے تلاش ہے
خِطہ بہ خِطہ ، راہ بہ راہ ، جادہ بہ جادہ ، سُو بہ سُو

واقعہ نمبر (۲۹۰)

بابرکت کلیجی

ایک سفر میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سوتیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمراہ تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کیا تم لوگوں کے پاس کھانے کا سامان ہے؟ یہ سن کر ایک شخص ایک صاع آٹا لایا اور وہ گوندھا گیا پھر ایک بہت تندرست لمبا چوڑا کافر بکریاں ہانکتا ہوا آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اس سے ایک بکری خریدی اور ذبح کرنے کے بعد اس کی کلیجی کو بھوننے کا حکم دیا پھر ایک سوتیس آدمیوں میں سے ہر ایک کا اس کلیجی میں سے ایک ایک بوٹی کاٹ کر حصہ لگایا، اگر وہ حاضر تھا تو اس کو عطا فرما دیا اور اگر وہ غائب تھا تو اس کا حصہ چھپا کر رکھ دیا، جب گوشت تیار ہوا تو اس میں سے دو پیالہ بھر کر الگ رکھ دیا پھر باقی گوشت اور ایک صاع آٹے کی روٹی سے ایک سوتیس آدمیوں کی جماعت شکم سیر کھا کر آسودہ ہوگئی اور دو پیالہ بھر کر گوشت فاضل بچ گیا جس کو اونٹ پر لاد لیا گیا۔ (بخاری جلد ۲ ص ۸۱۱ باب من اکل حتی شبع)

* * *

کعبے میں ہو مزدوری انعام مدینے میں
مکے میں سویرا اور شام مدینے میں

کہہ دو ہواؤں سے آہستہ گزر جائیں
کرتے ہیں میرے آقا آرام مدینے میں

واقعہ نمبر(۲۹۱)

ایک پیالہ کا دودھ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

ایک دن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھوک سے نڈھال ہو کر راستے میں بیٹھ گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سامنے سے گزرے تو ان سے انہوں نے قرآن کی ایک آیت کو دریافت کیا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ مجھے اپنے گھر لے جا کر کچھ کھلائیں گے مگر انہوں نے راستہ چلتے ہوئے آیت بتادی اور چلے گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس راستہ سے نکلے ان سے بھی انہوں نے ایک آیت کا مطلب پوچھا غرض وہی تھی کہ وہ کچھ کھلا دیں گے مگر وہ بھی آیت کا مطلب بتا کر چل دیئے۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ کو دیکھ کر اپنی خداداد بصیرت سے جان لیا کہ "یہ بھوکے ہیں" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں پکارا، انہوں نے جواب دیا اور ساتھ ہو لئے جب آپ کاشانۂ نبوت میں پہنچے تو گھر میں دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ دیکھا گھر والوں نے آپ کو اس شخص کا نام بتلایا جس نے دودھ کا یہ ہدیہ بھیجا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ اور تمام اصحابِ صفہ کو بلا لاؤ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دل میں سوچنے لگے کہ ایک ہی پیالہ تو دودھ ہے اس دودھ کا سب سے زیادہ حق دار تو میں تھا اگر مجھے مل جاتا تو مجھ کو بھوک کی تکلیف سے کچھ راحت مل جاتی اب دیکھئے اصحاب صفہ کے آجانے کے بعد بھلا اس میں سے کچھ مجھے ملتا ہے یا نہیں؟ ان کے دل میں یہی خیالات چکر لگا رہے تھے مگر اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت سے کوئی چارہ نہ تھا؛ لہٰذا وہ اصحاب صفہ کو بلا کر لے گئے یہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ ایک قطار میں بیٹھ گئے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ "تم خود ہی ان سب لوگوں کو یہ

دودھ پلاؤ۔" چنانچہ انہوں نے سب کو پلانا شروع کر دیا جب سب کے سب شکم سیر پی کر سیراب ہو گئے تو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست رحمت میں یہ پیالہ لے لیا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ اب صرف ہم اور تم باقی رہ گئے ہیں آؤ بیٹھو اور تم پینا شروع کر دو۔ انہوں نے پیٹ بھر دودھ پی کر پیالہ رکھنا چاہا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اور پیو" چنانچہ انہوں نے پھر پیا لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار فرماتے رہے کہ "اور پیو اور پیو" یہاں تک کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اب میرے پیٹ میں بالکل ہی گنجائش نہیں رہی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور جتنا دودھ بچ گیا تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسم اللہ پڑھ کے پی گئے۔

(بخاری جلد ۲ ص ۹۵۵ تا ص ۹۵۶ باب کیف کان عیش النبی)

یہی وہ معجزہ ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ؂

جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا
کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر

* * *

واقعہ نمبر (۲۹۲)

آشوب چشم سے شفاء

ہم غزوہ خیبر میں جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح کا جھنڈا عطا فرمانے کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان کی آنکھوں میں آشوب ہے اور مسند احمد بن حنبل کی روایت سے پتا چلتا ہے کہ یہ آشوب چشم اتنا سخت تھا کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا ہاتھ پکڑ کر لائے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا دیا اور دعا فرما دی تو وہ فوراً ہی شفاء یاب ہو گئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی آنکھوں میں کبھی درد تھا ہی نہیں اور وہ اسی وقت جھنڈا لے کر روانہ ہو گئے اور جوش جہاد میں بھرے ہوئے انتہائی جانبازی کے ساتھ جنگ کی اور خیبر کا قلعہ ان کے دستِ حق پرست سے اسی دن فتح ہو گیا۔

(بخاری، جلد ا ص ۵۲۵ مناقب علی بن ابی طالب)

* * *

ہر ظلم کے بدلے میں آقا نے دعائیں دیں
احلاق سے پھیلا ہے اسلام مدینے میں

اے زائرو آجاؤ جنت کی سند لے لو
رحمت میرے آقا کی ہے عام مدینے میں

واقعہ نمبر (۲۹۳)

سانپ کا زہر اُتر گیا

واقعہ ہجرت میں ہم تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہیں کہ جب غارِ ثور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں سانپ نے کاٹ لیا اور درد و کرب کی شدت سے بے تاب ہو کر رو پڑے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس سے فوراً ہی درد جاتا رہا اور سانپ کا زہر اتر گیا۔

(زرقانی علی المواہب جلد ۱ ص ۳۳۹)

* * *

واقعہ نمبر (۲۹۴)

ٹوٹی ہوئی ٹانگ درست ہو گئی

بخاری شریف کی ایک طویل حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ابو رافع یہودی کو قتل کر کے واپس آنے لگے تو اس کے کوٹھے کے زینے سے گر پڑے جس سے ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور ان کے ساتھی ان کو اٹھا کر بارگاہ نبوت میں لائے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زبان سے ابو رافع کے قتل کا سارا واقعہ سنا پھر ان کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر اپنا دستِ مبارک پھیر دیا تو وہ فوراً ہی اچھی ہو گئی اور یہ معلوم ہونے لگا کہ ان کی ٹانگ میں کبھی کوئی چوٹ لگی ہی نہ تھی۔

(بخاری جلد ۲ ص ۵۷۷ باب قتل ابی رافع)

* * *

واقعہ نمبر (۲۹۵)

تلوار کا زخم اچھا ہو گیا

غزوۂ خیبر میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹانگ میں تلوار کا زخم لگ گیا، وہ فوراً ہی بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے زخم پر تین مرتبہ دم کر دیا پھر انہیں درد کی کوئی شکایت محسوس نہیں ہوئی صرف زخم کا نشان رہ گیا تھا۔ (بخاری جلد ۲ ص ۶۰۵ غزوۂ خیبر)

* * *

واقعہ نمبر (۲۹۶)

اندھا بینا ہو گیا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک اندھا حاضر ہوا اور اپنی تکالیف بیان کرنے لگا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو میں دعا کر دوں اور اگر چاہو تو صبر کرو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس نے درخواست کی کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میری بینائی کے لئے دعا فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اچھی طرح وضو کر کے یہ دعا مانگو کہ "خداوندا! اپنے رحمت والے پیغمبر کے وسیلہ سے میری حاجت پوری کر دے" ترمذی اور حاکم کی روایت میں اتنا ہی مضمون ہے مگر ابن حنبل اور حاکم کی دوسری روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ اس نابینا نے ایسا کیا تو فوراً ہی اچھا ہو گیا اور اس کی آنکھوں پر بھرپور روشنی آ گئی۔ (مسند ابن حنبل جلد ۴ ص ۱۳۸ و مستدرک جلد ۱ ص ۵۲۶)

* * *

واقعہ نمبر (۲۹۷)

گونگا بولنے لگا

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ "خثعم" کی ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی اور کہنے لگی کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ میرا اکلوتا بیٹا بولتا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا اور اس میں ہاتھ دھو کر کلی فرمادی اور ارشاد فرمایا کہ یہ پانی اس بچے کو پلادو اور کچھ اس کے اوپر چھڑک دو۔ دوسرے سال وہ عورت آئی تو اس نے لوگوں سے بیان کیا کہ اس کا لڑکا اچھا ہو گیا اور بولنے لگا۔ (ابن ماجہ ص ۲۶ باب النشرہ)

* * *

بدرگاہ ذی شان خیر الانام
شفیع الوریٰ مرجع خاص و عام
بصد عجز و منت بصد احترام
یہ کرتا ہے عرض آپؐ کا اک غلام
کہ اے شاہ کونین عالی مقام
علیک الصلوۃ علیک السلام

واقعہ نمبر (۲۹۸)

حضرت قتادہ کی آنکھ

جنگِ اُحد میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں ایک تیر لگا جس سے ان کی آنکھ ان کے رخسار پر بہ کر آ گئی، یہ دوڑ کر حضور رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوراً ہی اپنے دست مبارک سے ان کی بہی ہوئی آنکھ کو آنکھ کے حلقہ میں رکھ کر اپنا مقدس ہاتھ اس پر پھیر دیا تو اسی وقت ان کی آنکھ اچھی ہو گئی اور یہ آنکھ ان کی دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور روشن رہی۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو تمہاری آنکھ کو تمہارے حلقہ چشم میں رکھ دوں اور وہ اچھی ہو جائے اور اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تمہیں اس کے بدلے پر جنت ملے گی۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جنت بلا شبہ بہت ہی بڑی نعمت ہے مگر مجھے کانا ہونا بہت برا معلوم ہوتا ہے اس لئے آپ میری آنکھ اچھی کر دیجئے اور میرے لئے جنت کی دعا بھی فرما دیجئے۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے اس جاں نثار پر پیار آ گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلمنے ان کی آنکھ کو حلقہ چشم میں رکھ کر ہاتھ پھیر دیا تو ان کی آنکھ بھی اچھی ہو گئی اور ان کے لئے جنتی ہونے کی دعا بھی فرما دی اور یہ دونوں نعمتوں سے سرفراز ہو گئے۔

(الکلام المبین ص ۷۸ بحوالہ بیہقی)

* * *

واقعہ نمبر (۲۹۹)

جنون اچھا ہو گیا

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تین معجزات دیکھے۔ پہلا معجزہ یہ کہ ایک اونٹ کو دیکھا کہ اس نے بلبلا کر اپنی گردن آپ کے سامنے ڈال دی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس اونٹ کے مالک کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ اس اونٹ نے کام کی زیادتی اور خوراک کی کمی کا مجھ سے شکوہ کیا ہے لہٰذا تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو۔

دوسرا معجزہ یہ کہ ایک منزل میں آپ سو رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ ایک درخت چل کر آیا اور آپ کو ڈھانپ لیا پھر لوٹ کر اپنی جگہ پر چلا گیا۔ جب آپ بیدار ہوئے اور میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درخت نے اپنے رب سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ مجھے سلام کرے تو خدا نے اس کو اجازت دے دی اور وہ میرے سلام کے لئے آیا تھا۔

تیسرا معجزہ یہ کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی جو جنون کا مریض تھا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بچے کے نتھنے کو پکڑ کر فرمایا کہ "نکل جا کیونکہ میں محمد رسول اللہ ہوں" پھر ہم وہاں سے چل پڑے اور جب واپسی میں ہم اس جگہ پہنچے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس کے بچے کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد سے اس بچے کو کوئی تکلیف ہوتے ہوئے ہم نے نہیں دیکھا۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۵۴۰ معجزات)

* * *

واقعہ نمبر (۳۰۰)

جلا ہوا بچہ اچھا ہو گیا

محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی ہیں یہ بچپن میں اپنی ماں کی گود سے آگ میں گر پڑے اور کچھ جل گئے، ان کی ماں ان کو لے کر خدمت اقدس میں آئیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان پر مل کر دعا فرما دی۔ محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کہتی تھیں کہ میں بچے کو لے کر وہاں سے اٹھنے بھی نہیں پائی تھی کہ بچے کا زخم بالکل ہی اچھا ہو گیا۔ (مسند ابن حنبل جلد ۴ ص ۲۵۹ و خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۶۹)

* * *

واقعہ نمبر (۳۰۱)

مرض نسیان دور ہو گیا

تغیر الفاظ اور چند جملوں کی کمی بیشی کے ساتھ بخاری شریف کی متعدد روایتوں میں اس معجزہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلاؤ۔ انہوں نے پھیلایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلمنے اپنا دست مبارک اس چادر پر ڈالا پھر فرمایا کہ اب اس کو سمیٹ لو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد سے پھر میں کوئی بات نہیں بھولا۔ (بخاری شریف جلد ا ص ۲۲ باب حفظ العلم)

* * *

واقعہ نمبر (۳۰۲)

مقبولیتِ دُعاء

یہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں سے بالکل ناگہاں عادت جاریہ کے خلاف کسی غیر متوقع بات کا ظاہر ہو جانا اس کا بھی معجزات ہی میں شمار ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ حضرات انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں سے بڑی بڑی مشکلات کو حل فرما دیتا ہے اور قسم قسم کی بلائیں ٹل جاتی ہیں اور بہت سی غیر متوقع چیزیں ظہور میں آ جاتی ہیں۔ چنانچہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں سے آپ کی دعاؤں کی مقبولیت بھی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب بھی مشکلات یا طلب حاجات کے وقت خدا کی امداد غیبی کا سہارا ڈھونڈتے ہوئے دعائیں مانگیں تو ہر موقع پر حق تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کے لیے مقبولیت کا دروازہ کھول دیا اور آپ کی دعاؤں سے ایسی ایسی خلاف امید اور غیر متوقع چیزیں عالم وجود میں آ گئیں کہ جن کو معجزات کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا، ان میں سے چند معجزات کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔:

* * *

حسینان عالم ہوئے شرگیں
جو دیکھا وہ حسن اور وہ نور جبیں
پھر اس پر وہ اخلاق اکمل تریں
کہ دشمن بھی کہنے لگے۔ آفریں!
زہے خلق کامل زہے حسن تام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

واقعہ نمبر (۳۰۳)

مدینہ کی آب و ہوا اچھی ہوگئی

پہلے مدینہ کی آب و ہوا اچھی نہ تھی، وہاں قسم قسم کی وباؤں کا اثر تھا۔ چنانچہ ہجرت کے بعد اکثر مہاجرین بیمار پڑ گئے اور بیماری کی حالت میں اپنے وطن مکہ کو یاد کر کے پردرد لہجے میں اشعار پڑھا کرتے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا یہ حال دیکھ کر یہ دعا فرمائی کہ "الٰہی! مدینہ کو بھی ہمارے لئے ویسا ہی محبوب کر دے جیسا کہ مکہ محبوب ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔ الٰہی! ہمارے "صاع" اور "مد" میں برکت دے اور مدینہ کو ہمارے لئے صحت بخش بنا دے اور یہاں کے بخار کو "جحفہ" میں منتقل کر دے۔" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا حرف بحرف مقبول ہوئی اور مہاجرین کو شہر مدینہ سے ایسی الفت اور والہانہ محبت ہوگئی کہ وہی حضرت ابو بکر و حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو چند روز پہلے مدینہ کی بیماریوں سے گھبرا اٹھے تھے اور اپنے وطن مکہ کی یاد میں خون رلانے والے اشعار گایا کرتے تھے، اب مدینہ کے ایسے عاشق بن گئے کہ پھر کبھی بھول کر بھی مکہ کی سکونت کا نام نہیں لیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خواب میں یہ دکھلا دیا کہ مدینہ کی وبائیں مدینہ سے دفع ہو گئیں اور مدینہ کی آب و ہوا صحت بخش ہو گئی۔ (بخاری جلد ۱ ص ۵۵۸ باب مقدم النبی و بخاری جلد ۲ ص ۱۰۴۲ باب المرأۃ السوداء)

* * *

واقعہ نمبر (۳۰۴)

اُمِ حرام کے لئے دعاء شہادت

ایک روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت بی بی اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں کھانے کے بعد قیلولہ فرما رہے تھے کہ ناگہاں ہنستے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے، حضرت بی بی اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہنسی کی وجہ دریافت کی تو ارشاد فرمایا کہ میری امت میں مجاہدین کا ایک گروہ میرے سامنے پیش کیا گیا جو جہاد کی غرض سے دریا میں کشتیوں پر اس طرح بیٹھا ہوا سفر کرے گا جس طرح تخت پر بادشاہ بیٹھے رہا کرتے ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) دعا فرما دیجئے کہ میں بھی ان مجاہدین کے گروہ میں شامل رہوں۔ آپ نے دعا فرما دی۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب بحری جنگ کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت بی بی اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی مجاہدین کی اس جماعت کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئیں اور دریا سے نکل کر جب خشکی پر آئیں تو سواری سے گر کر شہادت کا شرف حاصل کیا۔

(بخاری جلد ۲ ص ۱۰۳۶ باب الرویا بالنہار)

* * *

خلائق کے دل تھے یقیں سے تہی
بتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
ضلالت تھی دنیا پہ وہ چھا رہی
کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
ہوا آپؐ کے دم سے اسکا قیام
علیک الصلوۃ علیک السلام

واقعہ نمبر (۳۰۵)

مردے زندہ ہو گئے

[illegible] عزوجل کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دینا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک بہت ہی [illegible] معجزہ ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا جامع بنایا ہے اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اس معجزہ کے ساتھ سرفراز فرمایا ہے۔ چنانچہ اس قسم کے چند معجزات احادیث اور سرمت نبویہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

* * *

محبت سے گھائل کیا آپؐ نے
دلائل سے قائل کیا آپؐ نے
جہالت کو زائل کیا آپؐ نے
شریعت کو کامل کیا آپؐ نے
بیاں کر دئے سب حلال و حرام
علیک الصلوۃ علیک السلام

واقعہ نمبر (۳۰۶)

لڑکی قبر سے نکل آئی

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے کہا کہ میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لاسکتا جب تک کہ میری مردہ بچی زندہ نہ ہو جائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلمنے فرمایا کہ تم مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔ اس نے اپنی لڑکی کی قبر دکھادی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس لڑکی کا نام لے کر پکارا تو اس لڑکی نے قبر سے نکل کر جواب دیا کہ اے حضور! میں آپ کے دربار میں حاضر ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلمنے اس لڑکی سے فرمایا کہ "کیا تم پھر دنیا میں لوٹ کر آنا پسند کرتی ہو؟" لڑکی نے جواب دیا کہ "نہیں یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے ماں باپ سے زیادہ مہربان اور آخرت کو دنیا سے بہتر پایا۔"

(زرقانی علی المواہب جلد ۵ ص ۱۸۲ و شفاء جلد ۱ ص ۲۱۱)

* * *

نبوت کے تھے جس قدر بھی کمال
وہ سب جمع ہیں آپؐ میں لامحال
صفات جمال اور صفات جلال
ہر اک رنگ ہے بس عدیم المثال
لیا ظلم کا عفو سے انتقام
علیک الصلوٰة علیک السلام

واقعہ نمبر (۳۰۷)

پکی ہوئی بکری زندہ ہوگئی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بکری ذبح کر کے اس کا گوشت پکایا اور روٹیوں کا چورہ کر کے ثرید بنایا اور اس کو بارگاہ نبوت میں لے کر حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کو تناول فرمایا جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام ہڈیوں کو ایک برتن میں جمع فرمایا اور ان ہڈیوں پر اپنا دستِ مبارک رکھ کر کچھ کلمات ارشاد فرما دیئے تو یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ وہ بکری زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور دم ہلانے لگی پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر! تم اپنی بکری اپنے گھر لے جاؤ۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس بکری کو لے کر مکان میں داخل ہوئے تو ان کی بیوی نے حیران ہو کر پوچھا کہ یہ بکری کہاں سے آ گئی؟ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم نے اپنی اس بکری کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ذبح کیا تھا، انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اس بکری کو زندہ فرما دیا۔ یہ سن کر ان کی بیوی نے بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھا۔ اس حدیث کو جلیل القدر محدث ابو نعیم نے روایت کیا ہے اور مشہور حافظ الحدیث محمد بن المنذر نے بھی "کتاب العجائب و الغرائب" میں اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔ (زرقانی علی المواہب جلد ۵ ص ۱۸۴ و خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۶۷)

* * *

اطاعت رسول ﷺ کی اہمیت

حضور سرور عالم نور مجسم ﷺ کی اطاعت صرف قرآنی احکام تک محدود نہیں ہے بلکہ آپ کی صورت وسیرت، اقوال وافعال بھی دین اور شریعت ہیں۔ قرآن مجید میں تصریح ہے۔

وَ مَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى ۝ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى
(النجم ۳۔۴)

وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے لیکن وہی (کہتے ہیں) جو ان پر وحی ہوتی ہے۔

اس لئے رسول کریم کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے۔

مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ (النسآء ۸۰)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ لَا تُبۡطِلُوۡۤا اَعۡمَالَكُمۡ (محمد ۳۳)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کے) رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ لِمَا يُحۡيِيۡكُمۡ (الانفال ۲۴)

اے ایمان والو! جو (حکم) اللہ اور رسول دے اسے قبول کرو تاکہ تمہیں حیات حاصل ہو۔

اطاعت رسول کی طرف توجہ دلاتے ہوئے قرآن حکیم میں صرف ثانوی حیثیت ہی میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ بلکہ بالاستقلال اس کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَ مَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر ۷)

رسول جو کچھ تمہیں (حکم) دیں اس کو لو (اختیار کرو) اور جس بات سے منع فرمائیں اسے نہ کرو

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ کا بِاَنَّهٗ یَخُصُّ مَنْ شَآءَ بِمَا شَآءَ مِنَ الْاَحْکَامِ (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۹) منصب یہ ہے کہ آپ جسے چاہیں جس حکم شرعی سے مستثنیٰ فرمادیں۔

چنانچہ امام قسطلانی نے اس کی نظیر میں پانچ، امام جلال الدین سیوطی نے دس اور اعلیٰ حضرت بریلویؒ نے پندرہ واقعے صحیح معتبر احادیث سے نقل فرمائے۔ جن میں سے چند یہ ہیں۔

* * *

مقدس حیات اور مطہر مذاق
اطاعت میں یکتا، عبادت میں طاق
سوار جہانگیر۔ یکراں براق
کہ بگذشت از قصر نیل رواق
محمدؐ ہی نام محمدؐ ہی کام
علیک الصلوۃ علیک السلام

واقعہ نمبر (۳۰۸)

قربانی کا جانور

مسئلہ یہ ہے کہ قربانی شہریوں کے لئے نماز عید کے بعد کرنی چاہئے اور بکری یا بکرا جس کی قربانی کی جائے۔ وہ پورے ایک سال کا ہونا چاہئے۔ لیکن بخاری و مسلم میں براء ابن عازب سے ہے کہ ان کے ماموں ابو بردہ بن دینار نے نماز عید سے قبل قربانی کر لی۔ جب انہیں معلوم ہوا تو دربار نبوت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے۔ مگر سال بھر والے سے اچھا ہے۔ فرمایا۔ جاؤ تم اس کی جگہ یہ چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہی قربانی کر دو مگر یاد رکھو اتنی عمر کی بکری تمہارے بعد کسی کو

"لَنْ تُجْزِئَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ" (بخاری)

قربانی کے لئے کافی نہ ہوگی۔

دیکھئے حضور نے ابو بردہ کے لئے ششماہی بکری کے بچہ کی قربانی جائز فرما دی۔ حالانکہ کبھی دوسرے کے لئے اس وقت بھی اور آج بھی ششماہی بکرے کی قربانی کافی نہیں ہے۔

* * *

علمدار عشاق ذات یگاں
سپہ دار افواج قدوسیاں
معارف کا اک قلزم بیکراں
افاضات میں زندہ جاوداں
پلا ساقیا آب کوثر کا جام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

واقعہ نمبر (۳۰۹)

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی

عمومی حکم یہ ہے کہ کسی امر کے ثبوت کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ وہ بیچ کر مکر گیا اور گواہ مانگا۔ چونکہ یہ واقعہ کسی کے سامنے کا نہ تھا اس لئے کوئی گواہی دینے کے لئے تیار نہ ہوا۔ اتنے میں حضرت خزیمہ حاضر دربار ہوئے۔ گفتگو سن کر عرض کی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ گھوڑا۔

اَنَا اَشْهَدُ اِنَّكَ بِعْتَهُ

حضور کے ہاتھ فروخت کیا۔

حضور نے فرمایا۔ خزیمہ تم تو موجود نہ تھے تم نے گواہی کیسے دی؟ عرض کی یا رسول اللہ!

اَنَا اُصَدِّقُكَ عَلٰى خَبَرِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَلَا اُصَدِّقُكَ عَلَى الْاَعْرَابِیْ

جب میں آسمان و زمین کی خبروں پر آپ کی تصدیق کرتا ہوں تو اعرابی کے مقابلہ میں تصدیق نہ کروں؟

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خزیمہ جس کسی کے

مَنْ شَهِدَ لَهُ خُزَيْمَةُ اَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ فَحَسْبُهُ

نفع یا ضرر کی گواہی دیں ایک انہیں کی شہادت بس ہے۔

مگر حضور حضرت خزیمہ کو اس حکم سے مستثنیٰ فرمارہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور مالک شریعت ہیں۔

* * *

واقعہ نمبر (۳۱۰)

رمضان کے روزہ کا کفارہ

بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا فرمایا کیا ہوا عرض کی رمضان میں اپنی بیوی سے نزدیک ہو گیا۔ حضور نے فرمایا غلام آزاد کر سکتا ہے۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا لگاتار دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے۔ عرض کی نہیں۔ اتنے میں کھجوریں دربار اقدس میں آئیں آپ نے فرمایا۔ جا انہیں محتاجوں میں تقسیم کر دے۔ عرض کی یا رسول اللہ، مدینہ میں مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے۔ سوال کی یہ گفتگو سن کر حضور ﷺ کو ہنسی آ گئی۔ یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور فرمایا:۔

اِذْهَبْ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ

جا اور اپنے اہل و عیال کو کھلا دے۔

ہدایہ میں یہ الفاظ درج ہیں:

كُلْ اَنْتَ وَعِيَالُكَ تُجْزِئُكَ وَلَا تُجْزِئُ اَحَدًا بَعْدَكَ

جا تو اور تیرے عیال کھا لیں۔ یہ صرف تجھے جائز ہے اور تیرے بعد اور کسی کو نہیں۔

دار قطنی کے لفظ یہ ہیں کہ حضور نے فرمایا تو اور تیرا عیال کھا لے۔

فَقَدْ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْكَ

اللہ نے تیری طرف سے کفارہ قبول کر لیا۔

سُبْحَانَ اللّٰه! کیا مرتبہ ہے حضور نبی کریم ﷺ کا کہ آپ نے اس شخص کے لئے کفارہ خود ہی کھا لینا جائز فرمایا اور یہ اطلاع بھی دے دی کہ خاص طور پر تیرے لئے جو میں نے حکم دیا ہے وہ اللہ کی رضا کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کفارہ کو قبول فرمایا۔

واقعہ نمبر (۳۱۱)

سونے کی انگوٹھی

مرد کے لئے سونے چاندی کے زیورات پہننا حرام ہے۔ لیکن حضرت براء ابن عازب کو خاص طور پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے کی اجازت فرمائی۔

مسند احمد میں ہے کہ محمد بن مالک نے کہا کہ ہم نے حضرت براء کو دیکھا کہ وہ سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ تم سونے کی انگوٹھی پہنتے ہو۔ حالانکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔۔۔۔ حضرت براء نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ ایک یہ انگوٹھی باقی رہ گئی۔ آپ نے مجھے بلایا اور یہ انگوٹھی مجھے پہنادی اور فرمایا۔

البِسْ مَکَسَاکَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ

(احمد حدیث ۱۸۶۰۲ جلد ۳۰ صفحہ ۵۶۴)

پہن لو جو کچھ تجھے اللہ اور رسول پہناتے ہیں۔

حضرت براء ابن عازب نے یہ واقعہ بیان کر کے کہا کہ تم لوگ کیسے مجھے کہتے ہو کہ جو چیز رسول خدا نے مجھے پہنائی وہ میں اتار ڈالوں۔ یہاں حضرت براء ابن عازب کے جوابی کلمات قابل غور ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

کَیْفَ تَاْمُرُوْنِیْ اَنْ اَصْنَعَ

تم کیونکر مجھے کہتے ہو کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہنائی ہوئی انگوٹھی اتار دوں۔

* * *

واقعہ نمبر (۳۱۲)

دو نماز کی شرط پر اسلام لانا

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ ہر مسلمان مرد و عورت پر دن میں پانچ وقت نماز فرض ہے۔ مگر حضور نے ایک شخص کا اسلام اس شرط پر قبول فرمالیا کہ وہ دو نمازوں سے زائد نہ پڑھے گا۔ چنانچہ نصر بن عاصم ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صاحب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس شرط پر اسلام لائے کہ میں

فَاَسْلَمَ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يُصَلِّىَ اِلَّا صَلَاتَيْنِ فَقَبِلَ ذَالِكَ

(مسند احمد حدیث ۱۸۶۰۲ جلد ۳۳ صفحہ ۵۶۴)

دن میں صرف دو ہی نمازیں پڑھوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا اسلام قبول فرمالیا۔

واضح ہو کہ اگر آج کوئی عیسائی یا ہندو اس شرط پر اسلام لائے کہ میں دو ہی نمازیں پڑھوں گا۔ نماز ہی پر کیا موقوف ہے وہ کسی ایک رکن اسلام کی رعایت ہی چاہے تو ہم ایسی شرطوں پر نہ اس کے اسلام کو قبول کرینگے اور نہ وہ مسلمان ہی قرار دیا جائیگا۔ اس وقت تو خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے۔ چونکہ آپ مالک شریعت، شارع اسلام اور اللہ کے خلیفہ اعظم اور اس کی ذات و صفات کے مظہر اتم تھے۔ اس لئے آپ کو یہ مرتبہ حاصل ہے کہ آپ جس شخص کو چاہیں اور جس حکم شرعی سے چاہیں مستثنیٰ فرمادیں۔ ماوشما کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اسلام کے ارکان میں کسی قسم کی بھی زیادتی یا کمی کرے۔ یہ منصب اگر حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار کسی ہستی کو عطا کیا ہے تو وہ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔

* * *

واقعہ نمبر (۳۱۳)

ورقہ بن نوفل کا اسلام

حضور علیہ السلام پر وحی نازل ہونے کے بعد سب سے پہلے جن دو شخصیتوں کے سامنے یہ حقیقت آئی ایک حضرت خدیجہ اور دوسرے ورقہ بن نوفل تھے

حضرت خدیجہ حضور کو لیکر ورقہ کے پاس لے گئے تو ورقہ نے کہا کہ شائد یہ وہی نبی ہیں جن کا انتظار گذشتہ امتوں کو ہے اور پھر آپ سے عرض کیا کہ اگر میں اس وقت زندہ رہا جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکالے گی تو میں آپ کی بھرپور مدد کرونگا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت سے قبل انتقال کی وجہ سے ورقہ کا حال واضح نہیں ہوا لیکن روایات سے اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ ورقہ بن نوفل کا انتقال حالت توحید میں ہوا ہے۔

> وقال عروہ بن زبیر لما وصفت خدیجہ لورقہ بن نوفل شان محمد قال لها واللہ یا ابنت اخی ما ادری لعل صاحبك النبی الذی ینتظر اهل الکتاب الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التوراة والإنجیل، واللہ لئن ادرکته وانا حی لابلین فی نصرته وحسن موازرته عذرا فمات ورقه قبل ذالك الاصابہ 608/6 دلائل النبوہ بیہقی 145/2)

حضرت خدیجہ نے جب آپ علیہ السلام سے ورقہ کے بارے میں سوال کیا کہ وہ تو اعلان نبوت سے قبل فوت ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ورقہ کو سفید لباس میں ملبوس دیکھا اور اگر وہ جہنمی ہوتا تو سفید لباس میں نہ ہوتا۔

* * *

شاکر پبلی کیشنز کی معیاری کتابیں

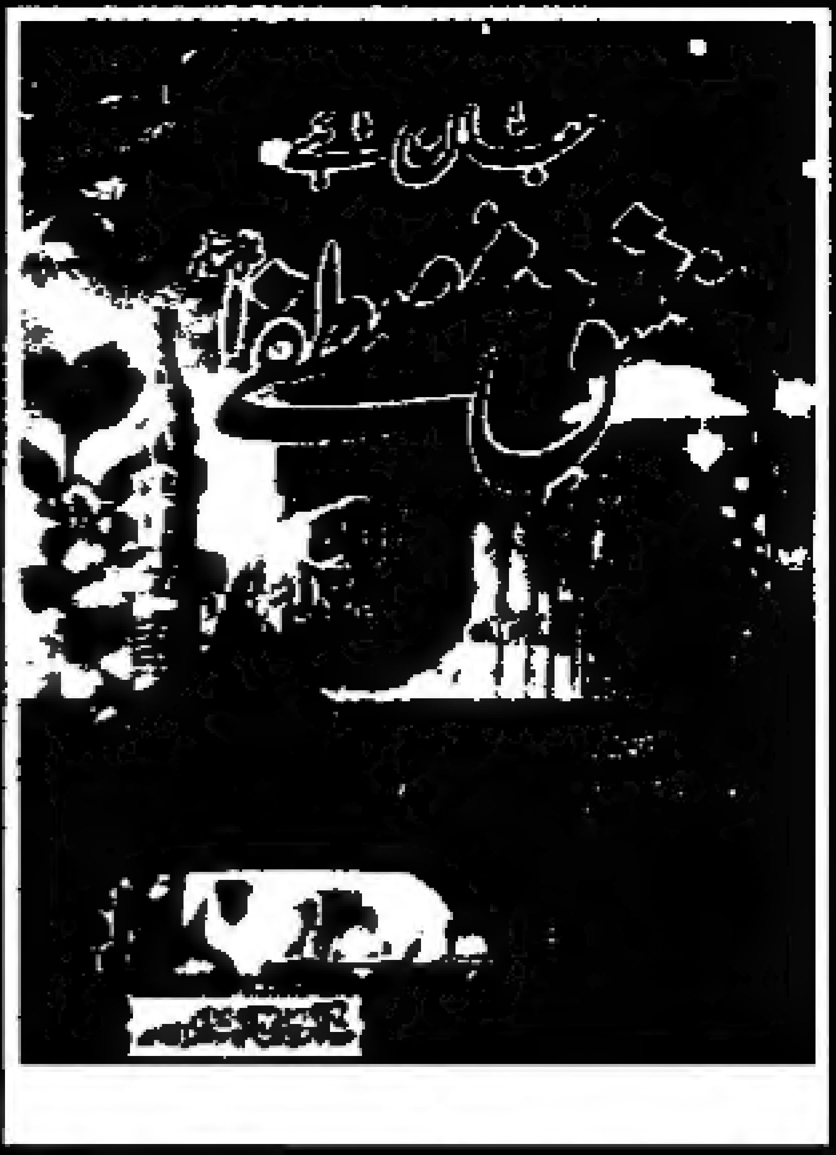
جان ہے عشق مصطفیٰ
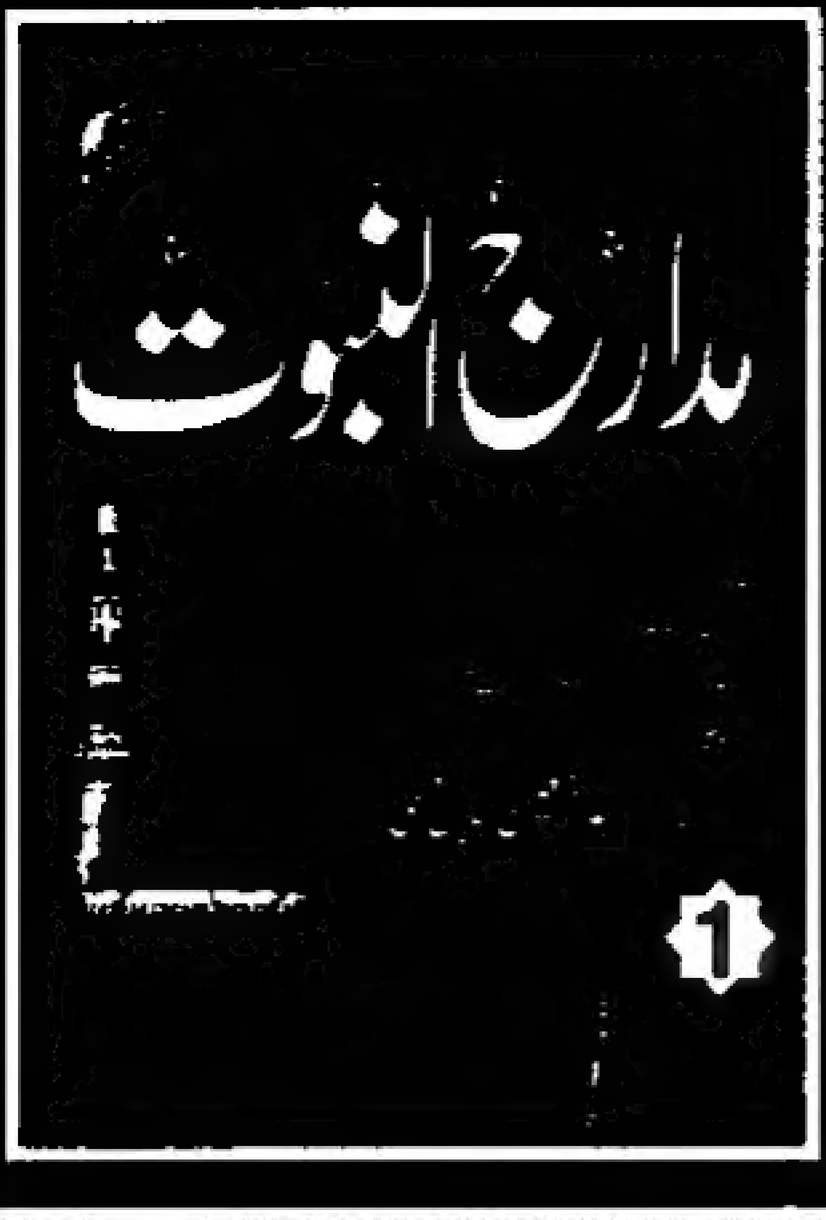
مدارج النبوت
1
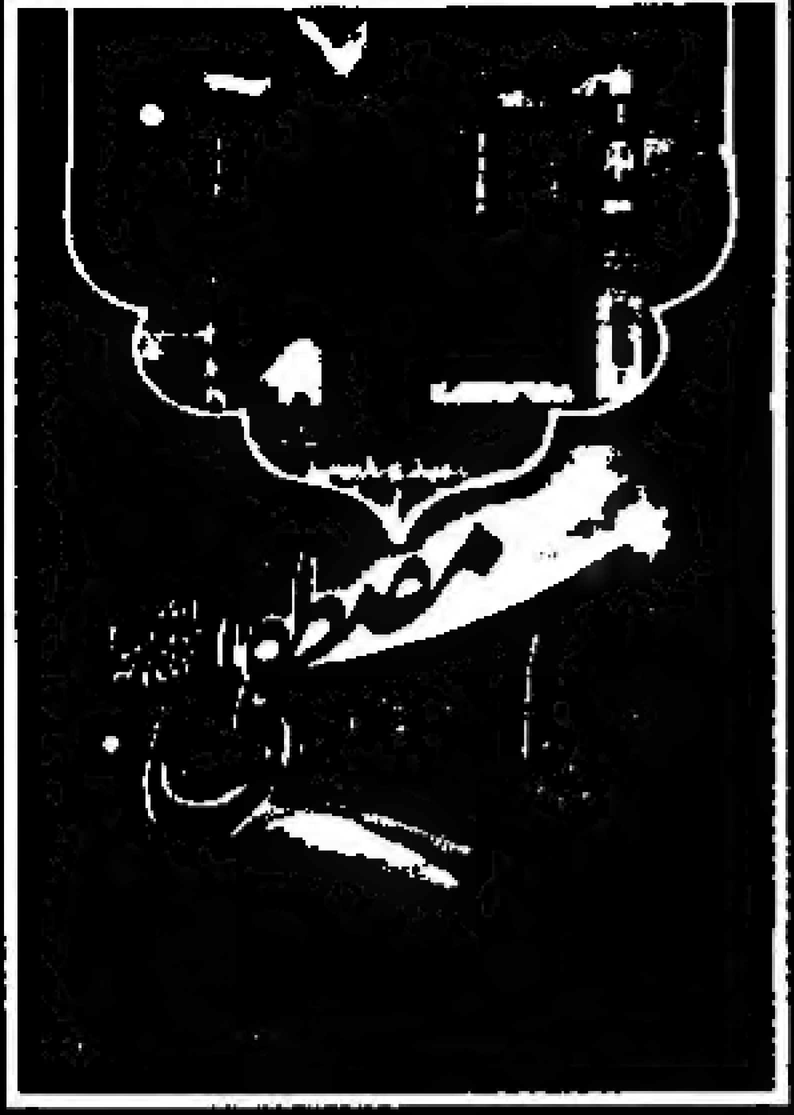

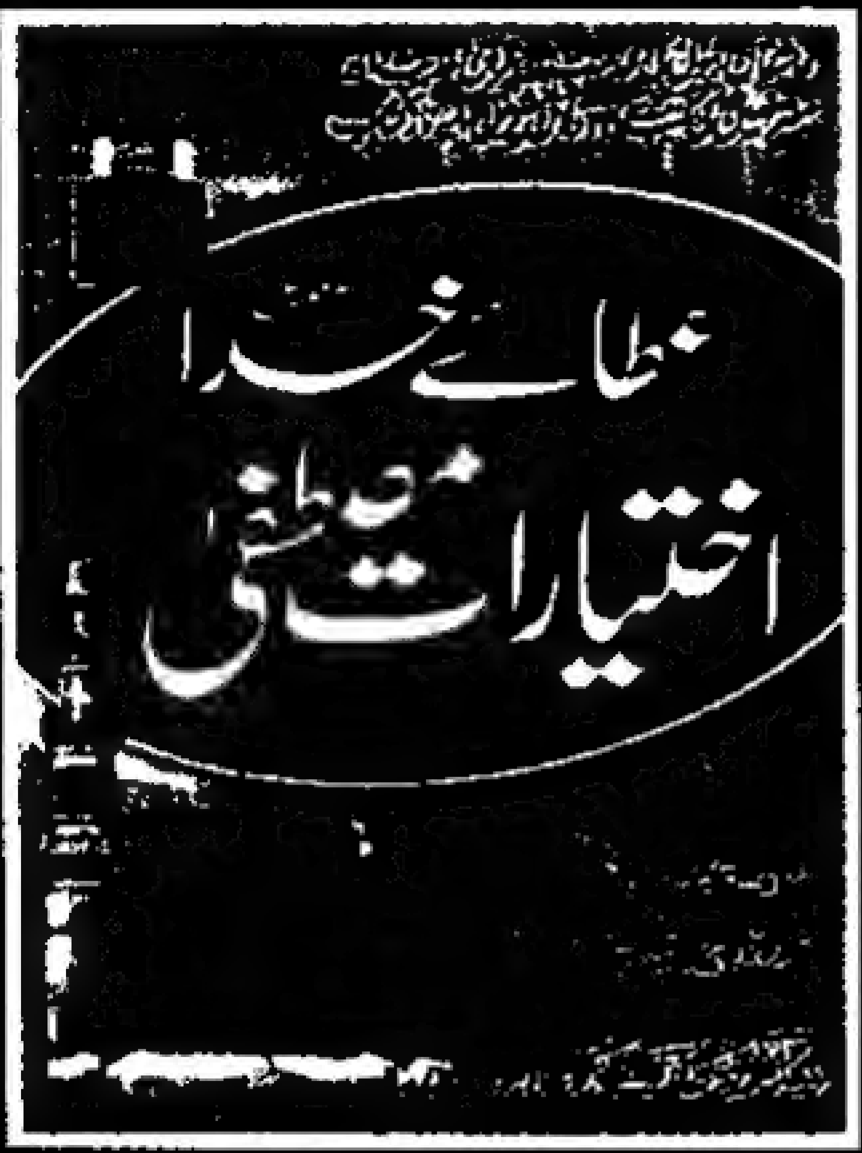
عطائے خدا
اختیارات مصطفیٰ

دنیا و آخرت کی
بھلائی کی دعائیں
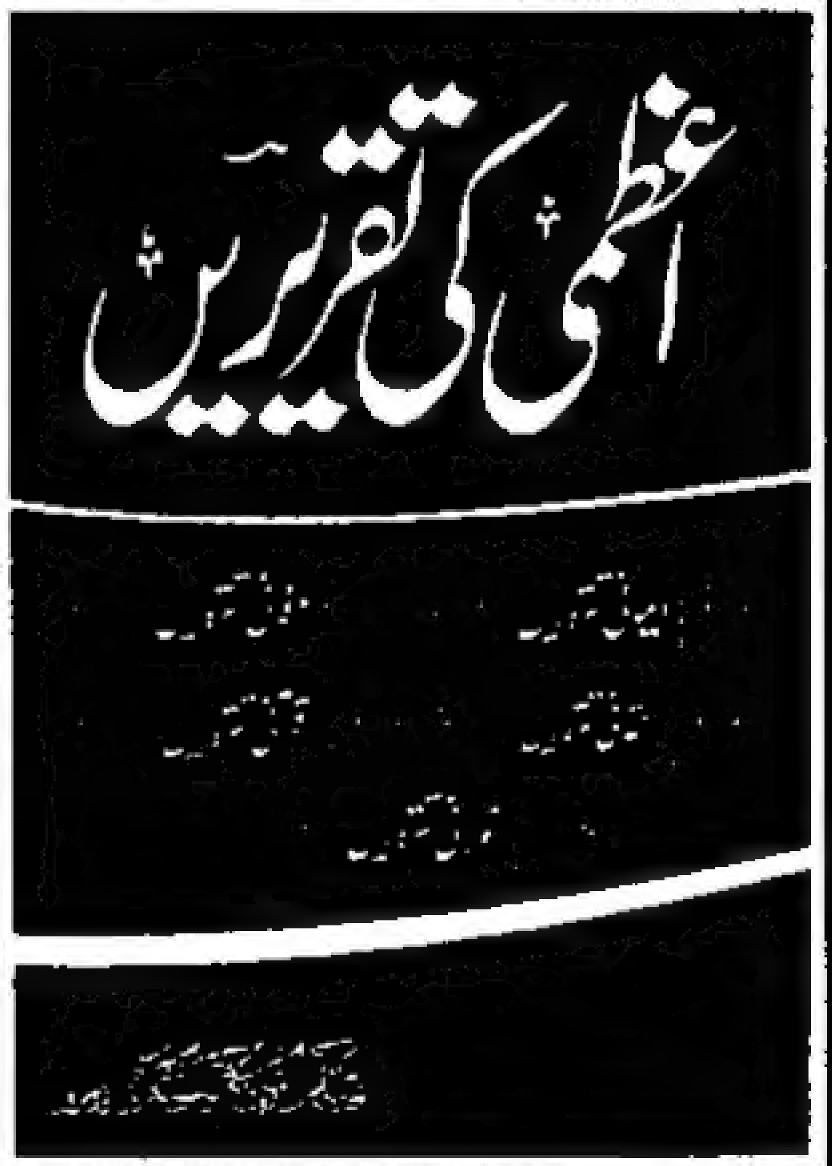
اعظمی کی تقریریں

حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری
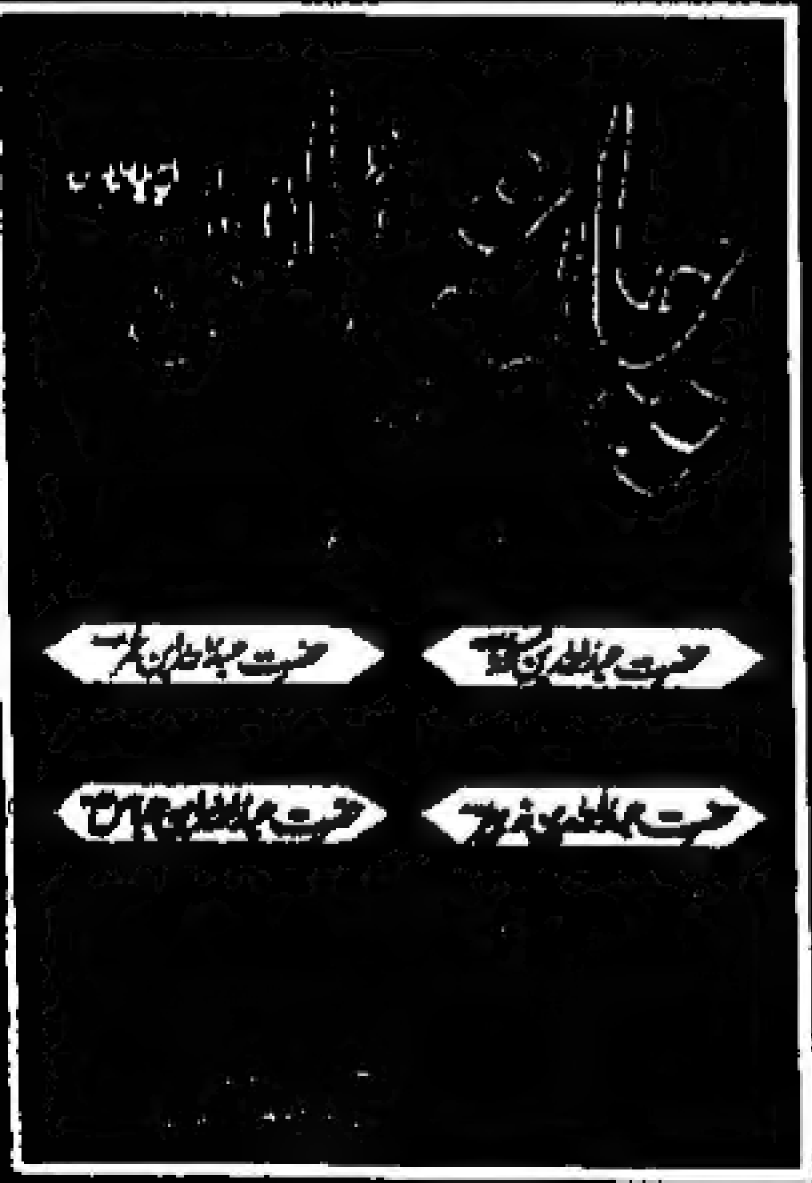

شاکر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور

شاکر پبلی کیشنز کی معیاری کتابیں

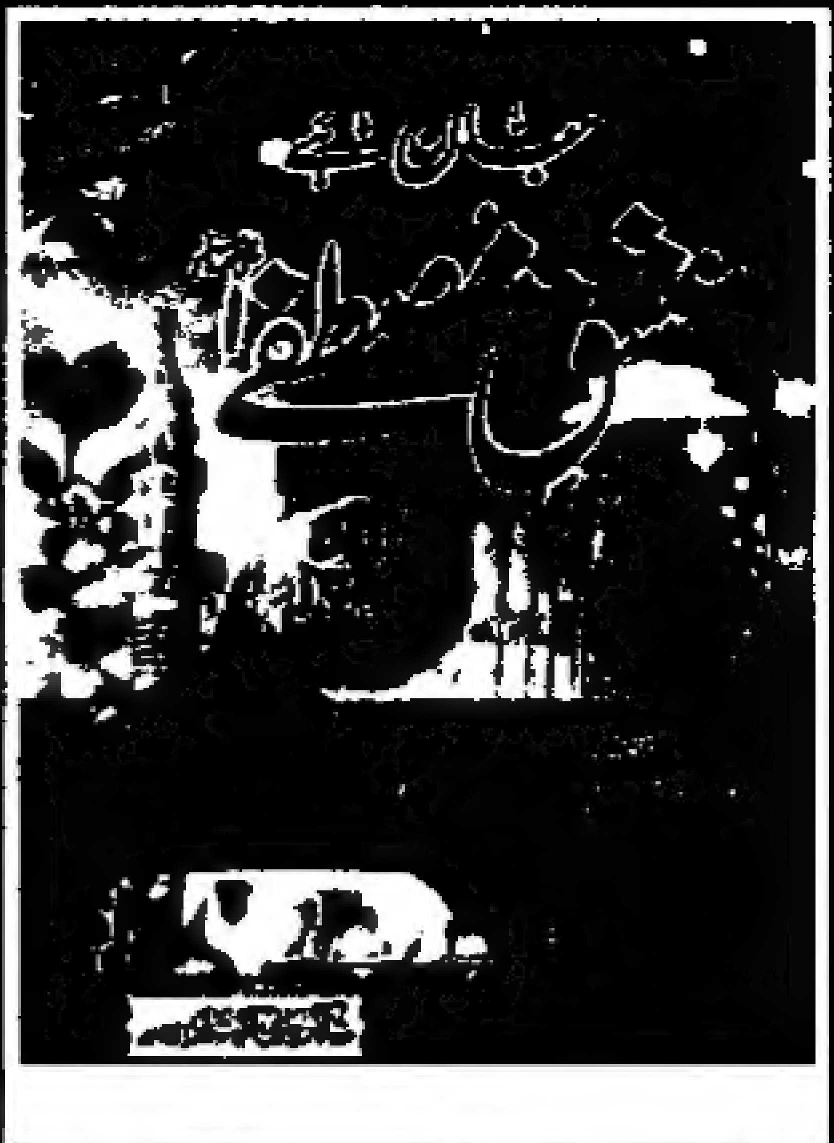

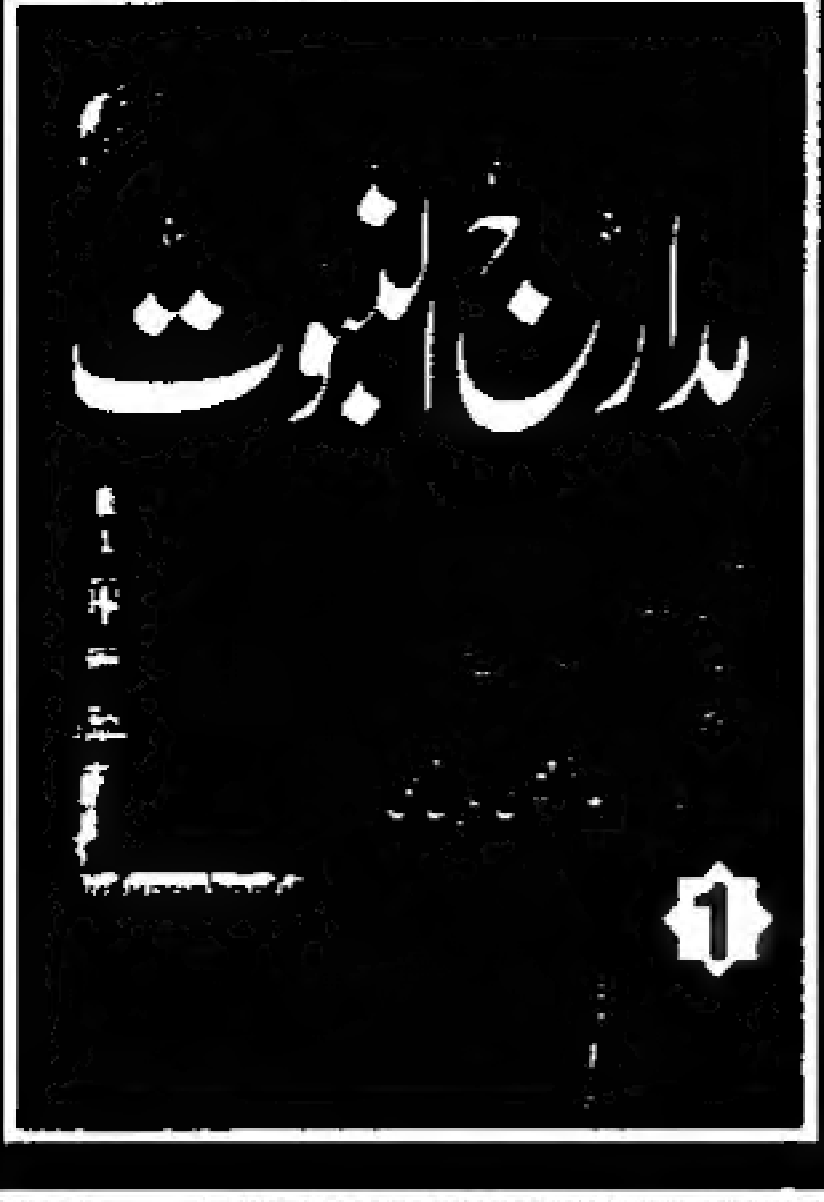
مدارج النبوت
1

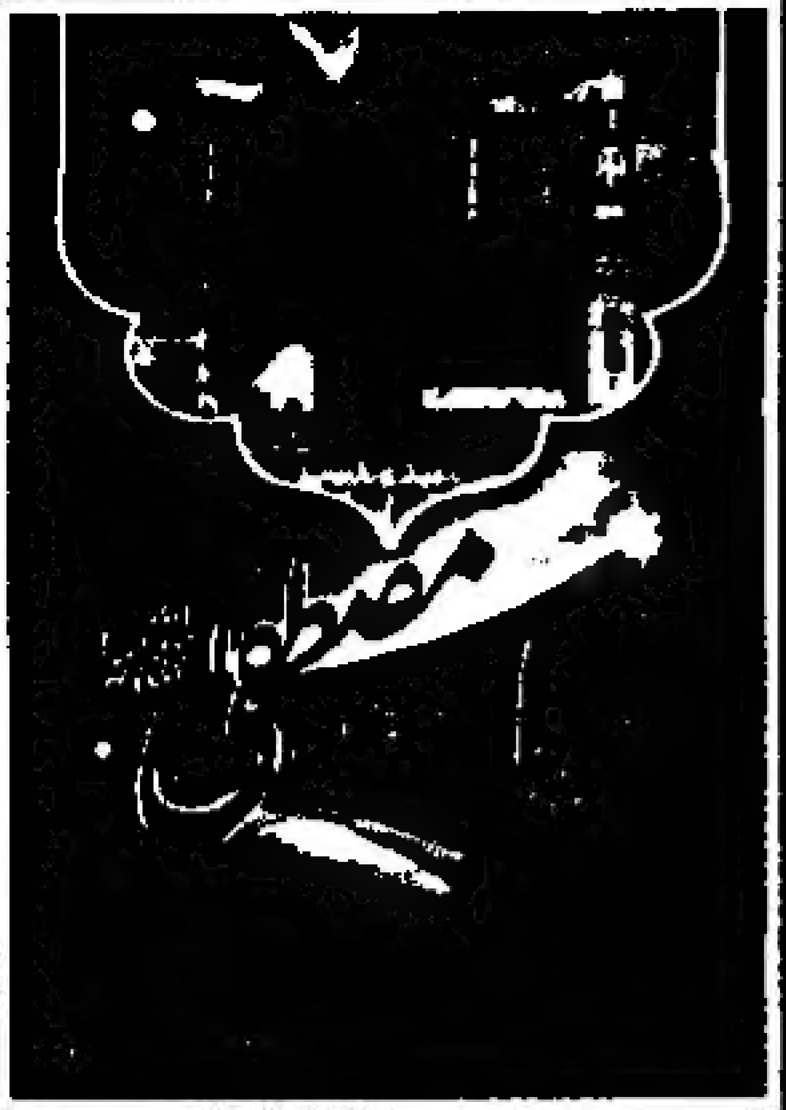

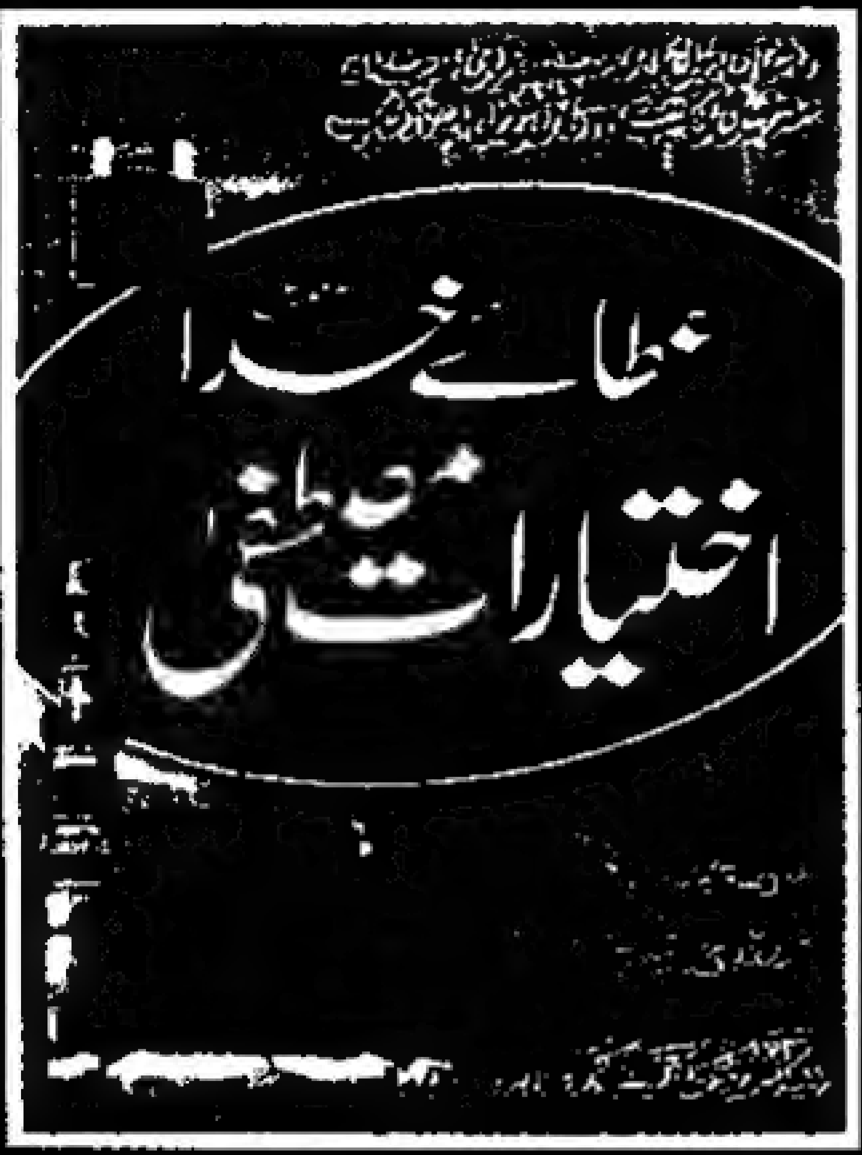
عطائے خدا
اختیارات مصطفیٰ

دنیا و آخرت کی
بھلائی کی دعائیں

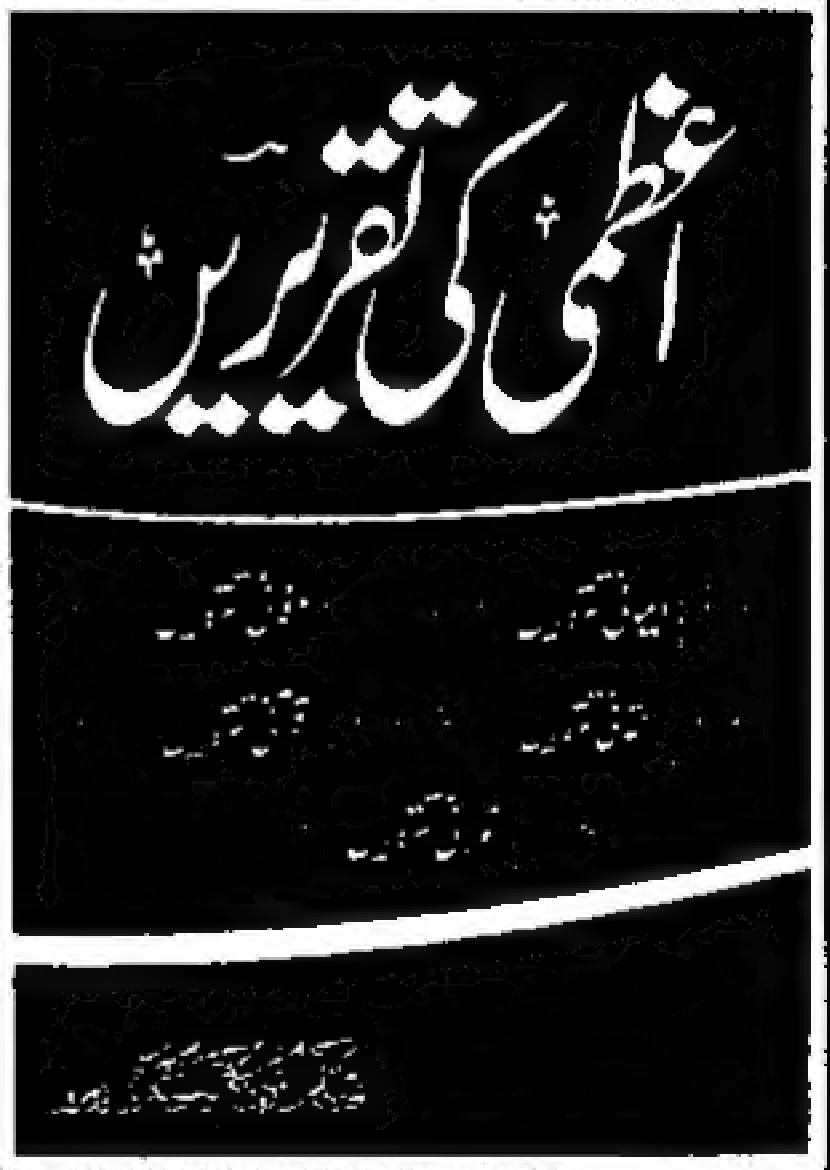
اعظمی کی تقریریں

حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری

شاکر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور